کتف بکتف شیر آسا گرم رفتار ہوئے گویا کمان کے تیر کی طرح چلے تھوڑی دور سواری سے بڑھ کر عمرو عمداً پیچھے رہا اور آتش آدھ کوس آگے بڑھ گیا دیکھنے والوں نے کہا کہ عمرو نے ناحق اپنا وقار و اعتبار شرط بد کر کھویا آخر مہتر آتش عمرو سے آگے نکلگیا عمرو نے اپنی پاپوش کے پاتابے راست کیئے نزدیک تھا کہ آتش باب الشرق تک پہونچے عمرو نے یہ سمجھ کر کہ دیکھنے والے محو تماشے ہو گئے ہیں بابائے دوندگاں نے معلق زنان آتش کے متصل جست کر کے بھیرے کے سپاہی کو تیر دیکے آتش کے پیچھے سے ایک ولتی لگائی اور زور سے ایک چپت جمائی اور گردن کو ایسا گانٹھا کہ آتش چاروں شانے چت گرپڑا تمام گرم روی اپنی بھولا چھٹی کا دودھ یاد آگیا سر میں جو پتھر کی ٹھوکر لگی ایک کرچ کھوپری کی اڑ گئی سراپا دریائے خون میں ڈوب گیا بیہوش اور بدحواس ہوا عمرو نے نیم تاج عیاری اسکے سر سے لیکے تیر دربان کو دیکے کہا کہ مجھکو پہچان رکھ کہ میرا نام عمرو عیار ہے میری عیاری کا شہرہ شہر شہر دیار دیار ہے جھوٹوں کو گھر تک پہونچا دیتا ہوں دروغگو کو اچھی طرح سمجھ لیتا ہوں ایسا نہ ہو کہ پیچھے دیگر کہے کہ پہلے تیر آتش نے دیا ہے اور عمرو اسکے پیچھے پہونچا ہے بہ اگر جھوٹ بولو گے تو اپنی سزا پاؤ گے خبردار خبردار لالچ کو کام نہ کرنا راست راست بادشاہ سے کہنا دروغ اور لغو کلام نکرنا دربان گھبرایا کہ یہ کیا ماجرا ہے الٰہی یہ کیا بلا ہے عمرو پچھلے پاؤں وہاں سے روانہ ہو کر بادشاہ کی خدمت میں جا پہونچا اور رکاب کو بوسہ دیکر مہتر آتش کا نیم تاج دکھلایا بادشاہ اسکی چالاکی پر بہت ہنسے آتش کے وقعو ٹھنڈے ہوئے اور خجالت سے بادشاہ کے حضور میں حاضر نہ ہوا سر پکڑ اپنے گھر گیا جب سواری بادشاہ کی شہر کے پھاٹک تک پہونچی فرمایا کہ لشکر صاحبقراں کا تل شادکام پر اترے وضع ہو کہ قلعے کے باہر اُس میدان پر فضا کا تل شادکام نام تھا صاحبقراں کا خیمہ تل شادکام پر اسیوقت اور اُسی مقام پر ایستادہ ہوا اور اُسی مقام پر امیر کا خیمہ ہوا دریا کے کنارے ایک مقام تھا اور موقع موقع پر مقام سوار و پیادہ ہوا اور سواروں نے پرے اپنے اپنے موقع سے لگائے اور ملنگوں نے قطار در قطار اپنی پلٹنیں جمائیں مگر صاحبقراں بادشاہ کے ہمراہ قلعے میں داخل ہوا قلعے کو آراستہ اور شہر کے کوچہ کوچہ کو پیراستہ دیکھا صاحبقراں کے دیکھنے کو تمام شہر اُمڈا تھا ہر کسیکے گھر میں عید تھی کہ صاحبقراں نے اُن لوگوں کو قید سے چھڑا کر بسلوک تمام آزاد کیا تھا جو دیکھتا تھا وہ امیر کے حق میں دعا کرتا تھا کہ خداوند کریم اس جوان کے بخت کو ہمیشہ جوان رکھے ترقی دولت و اقبال و افزونی جاہ و جلال بخشے حتی کہ صاحبقراں بادشاہ ہفت کشور کے ساتھ بارگاہ جمشیدی میں داخل ہوئے اور رفقا و مصاحب و پہلوانان نامی نشان طرفین کے دربار سلطانی میں پہونچے بادشاہ نے حکم دیا کہ امرائے اسلام تخت کے داہنے بیٹھیں اور اور لوگ اپنے اپنے مقام پر ٹھہریں سب کے پہلے عمرو ایک کرسی پر تکیہ لگا کے بیٹھ گیا اور مونچھوں پر تاؤ دینے لگا صاحبقراں سے بادشاہ نے کہا کہ تم کو اختیار ہے جہاں جی چاہے وہاں بیٹھو کہ تمہارا گھر بار ہے امیر نے اپنے دل میں کہا کہ ایسی جگہ بیٹھیے کہ کوئی دعوی ہمسری کا نہ کرے مثل مشہور ہے گربہ کشتن روز اول بادشاہ کے تخت کے برابر ایک صندلی جواہر نگار بچھی ہوئی تھی اور وہ نشستگاہ رستم کی تھی آداب بجالائے اور امیر اسی پر بیٹھے جس دم صاحبقراں نے اسکا غاشیہ اٹھا کر قدم رکھا سانپوں کے دل پر پیکان الم چبھا و لیکن کہا آج کا دن تمکو کاکا نہیں

موقع فساد و ازجار کا نہیں ہے کل سمجھ لینگے اس نشست کا جواب و سوال کرینگے بادشاہ نے کئی خوان زر سرخ کے منگا کر صاحبقران کے سر پر سے نثار کیے صاحبقران نے بھی جو تحائف کہ اپنے ساتھ لائے تھے بادشاہ کی خدمت میں گذرانے جوانان پری پیکر خوش لباس شیریں کلام بادشاہ کے اشارے سے جا بجا سے شربت لائے پیالے شربت قند و گلاب کے پلائے پہلے شربت صاحبقران نے پیا بعد ازاں اور سرداروں کو دست بدست لایا بعد ازاں خوان سالار جواہر نگار ہر طرح کے خوان نعمت چنکر لایا بادشاہ نے مع صاحبقران اسکو نوش فرمایا جب خاصہ نوشجان فرما چکے ساغر کے دور چلنے لگے صدائے نوش نوش و ناؤ نوش کی بلند ہوئی بزم عشرت کی رونق عیش و نشاط کی صحبت جمی ساقیان سیمیں ساق بصد طمطراق ایک ہاتھ میں صراحی پر از مے گلنار اور دوسرے ہاتھ میں جام بلورین نقش و نگار لیکر حاضر ہوئے بادشاہ نے عین سرور میں خواجہ عمرو سے گانے کی فرمائش کی عمرو نے دو تارا دلودی کو ملا کر چھیڑا اور ترانہ گانے لگا ہر فرد بشر چھوٹا بڑا کان لگانے لگا وہ ترانہ گایا کہ میاں شوری پھیکے ہو گئے ہر ہر تان کو کان لگا کر کروبیاں فلک سننے لگے ہر طرف سے آواز احسنت و واہ واہ کی آتی تھی میاں تانسین کی روح تازی ہوئی جاتی تھی اُسوقت نوشیروان نے چاہا کہ انگشتری ہاتھ سے نکالکر عمرو کو نغمہ سرائی کا صلہ بخشے خیال کیا تو انگشتری سے انگلی خالی ہے حیران ہو کر فرمایا کہ ہماری انگوٹھی کس نے لی ہے ابھی ہاتھ سے غائب ہو گئی ہے کہیں گر تو نہیں پڑی ہے عمرو نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ جہاں پناہ سوائے حاضرین کے کوئی غیر تو آیا ہی نہیں کہ وہ مرتکب اس گناہ کا ہوا اور اتنے آدمیوں میں سے سلطان عالم کی انگوٹھی لیگیا اگر حکم ہو تو غلام ایک ایک کی تلاشی لے اور حضور کے اقبال سے انگشتری پیدا کرے اور پکار کر کہنے لگا کہ یارو جس نے انگوٹھی پائی ہو حضور سے میں گذران دے انعام پائیگا ورنہ حلقۂ عتاب میں آئیگا ادھر اُدھر ڈھونڈھنے لگا ہر ایک کہتا تھا کہ بھلا ہوا کہ ہم دربار باہر نہیں گئے بادشاہ نے عمرو سے فرمایا عمرو نے بموجب حکم شاہی سب کی تلاشی لی برلے نام سب کی جیب ٹٹولی اور کہا کہ اہل اسلام میں کسی پر ہمکو گمان نہیں ہے ان لوگوں کا دین و ایمان نہیں ہے تم ہمارے آدمیوں کی تلاشی لو انھیں لوگوں میں تلاش کرو جب عمرو سب پہلوانوں و سپہ سالاروں کی تلاشی لے چکا بادشاہ نے بزرجمہر کو حکم دیا کہ اب تم خود اُٹھکر حکما و امرا کی تلاشی کرو اور خوب اچھی طرح سب کے کپڑے اور کمر دیکھو سب کا لباس دیکھا اور سب میں تلاش کیا جب نوبت بختک کی آئی انگوٹھی اسکی جیب میں پائی وہ ششدر ہو گیا اور سب امیروں نے انگشت حیرت دانتوں کے نیچے دبائی اور بختک کو کمال غیرت اور شرم آئی عمرو نے بادشاہ سے ہاتھ باندھ کر با آواز بلند کہا کہ عیاروں کو سنا تھا وزیروں کو چوری کرتے نہ سنا نہ دیکھا تھا آج بختک کو دیکھا اور وزیروں کی خیانت کرنیکا یقین ہوا اگر دس بیس لاکھ کی کوئی چیز ہوتی تو بھی مضائقہ نہ تھا اسقدر قلیل پر نیت خراب کرنا انھیں کا کام تھا ایسی خیانت پر انکی مدار المہامی کا اختتام تھا باوجودیکہ حضور کے تصدق سے اس سے بہتر جواہر اسکے گھر میں ہو گا اسپر بھی یہ نیت ہے اور کسقدر ہو گا نفس الامر میں یہ القش کا نواسا ہے اُسی کے قدم بقدم ہے اپنے اُس نکھرام خونی نے ہفت گنج شداد کے بڑے حضور سے اخفا کیے تھے اُسنے شہنشاہ ہفت کشور کے ہاتھ کی انگوٹھی چرائی تو کیا ہوا

مگر اپنے نانا پر بھی سبقت لیگیا تو شیرواں نے بختک پر سیاست کی اور سر دربار سخت سست فرمایا بہت خفت دی عمرو بولا کہ چوری کے تو ہاتھ کاٹنا روا ہے ایسے شخص کی جو سزا ہووے وہ زیبا ہے بختک نے اپنے دلمیں کہا کہ غضب کیا اس عیار نے میرے ہاتھ کٹوانیکی فکر کی کہاں کی کسر مجھ سے نکالی بارے بزرجمہر کی شفاعت سے ہاتھ تو نہ کاٹے گئے معذور ہونے سے بچے لیکن دربار سے نکالا گیا کمال مذلت میں مبتلا ہوا حکم ہوا کہ بختک گردنیاں دیکر دربار سے نکالدیا جاوے اور پھر کبھی دربار میں آنے نہ پاوے حکم کی دیر تھی اسی دم بختک نکالا گیا دربار سے زرد رو ہوا امیر نے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ سے عرض کی کہ بختک محض بیگناہ ہے عمرو کی یہ خوش طبعی تھی یہ اس عیار کی شوخی اور چالاکی تھی بادشاہ عمرو کی تیزدستی پر متحیر ہوا اور بختک کو امیر کے کہنے سے دربار میں آنیکا حکم دیا اور وہ انگوٹھی عمرو کو بخشی اُسکی تیزی اور چالاکی سے طبیعت خوش ہوئی امیر سے فرمایا اچھا اپنے خیمے میں جا کر آرام کرو لیکن ہر روز مع رفقا دربار میں آنے کا التزام کرو امیر رخصت ہو کر تل شاد کام میں پہنچے اور بادشاہ محل میں داخل ہوئے

وارد ہونا گستہم کا شہر مدائن میں بہرام گرد خاقان چین کے ہمراہ باکمال عظمت و شوکت و جاہ

جب امیر تل شاد کام میں تشریف لیگئے اور پوشاک درباری اُتاری ہتھیار کھولے استراحت کا ارادہ کیا کہ بختک کا رقعہ خواجہ عمرو کے نام اس مضمون کا پہونچا کہ پانچ سو تمن نقد اور پانچ سو کا تمسک بطریق نذرانہ بھیجا ہے یہ روپیہ آپ کی دعوت کا ہے بہت جلد زر مندرجہ بھیجکر تمسک پھیر لیا جائیگا اور کبھی کبھی اور کچھ بھی پیشکش کیا جائیگا امیدوار ہوں کہ آئندہ ایسا اختلاط نہ کیجیے گا اور دربار میں ایسی ذلت فاش نہ دیجیے گا کہ میری سُبکی ہووے ذلت اور بے آبروئی ہووے آپکی عنایت سے میں بھی ساسانیوں میں عزت رکھتا ہوں ان لوگوں میں معزز رہا کرتا ہوں عمرو تمن و تمسک لیکر بہت خوش ہوا اور دل میں کہا کہ الحمد للہ پہلے روپئے کی صورت تو دیکھی کسقدر جمع ہاتھ لگی شگون نیک ہوا خدا نے گھر بیٹھے بھجوایا اور جواب میں رقعے کے معذرت کی اور رسید زر نقد و تمسک کی لکھی دوسرے دن امیر پھر مع رفقا دربار شاہی میں حاضر ہوئے اور بدستور اُسی صندلی پر بیٹھے امرائے ساسانی دیکھ کر انگاروں پر لوٹے اور اس فکر میں ہوئے کہ کسی تدبیر سے امیر حمزہ کو بادشاہ کی نظروں میں سبک و بے اعتبار کیجیے یہ جو بڑھ بڑھ کے بیٹھتے ہیں اسکا ثمرہ انکو دکھا دیجیے ایک دن امیر دربار میں حسب دستور اُسی صندلی پر بیٹھے تھے ایک جوان مینار قامت زرہ بکتر خود چار آئینہ موزے رانگے پہنے ہتھیار اپنے بدن پر لگائے دامن کو گردانے آستینوں کو رومال کیے ہاتھوں پر دستانے فولادی چڑھائے دست بقبضہ دربار میں حاضر ہوا بادشاہ کو کورنش تعظیم نہایت توقیر اور تکریم سے کی جب بیٹھ چکا امیر کیطرف ترچھی چتون سے دیکھ کر بادشاہ سے التماس کیا کہ میرے باپ کو تو حضور نے کابل کی مہم پر بھیجا اور اُسکی نشستگاہ پر ایک عرب نافے کو بٹھلایا یہ کیا قدردانی اور عدالت ہے اور یہی قدیم جاں نثاروں کی آبرو و عزت ہے وہ قریب مظفر و منصور ہو کر حاضر ہوتا ہے اُسوقت دیکھا چاہیے کہ عرب اس صندلی پر کیونکر بیٹھ کر شگفتہ خاطر ہوتا ہے امیر سے یہ تقریر اُسکی سنکر نہ رہا گیا بادشاہ سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے جو بغاوت

و سرکشی سے پیش آیا اور کیا کہتا ہے نوشیرواں نے فرمایا کہ نام اسکا فولاد بن گستہم ہے جو بہرام گرد خاقان چین نے اُٹھایا تھا میں نے اُسکے باپ کو اسکی تنبیہ کیواسطے بھیجا ہے سو وہ اسکو گرفتار کیے ہوے لیے آتا ہے قریب پہونچیگا اور بامراد پھریگا اور یہ صندلی جسپر تم بیٹھے ہو اُسی کے بیٹھنے کی ہے یہ جگہ اسکو عنایت ہوئی ہے اس سے تمہارا بیٹھنا اسکو ناگوار ہے امیر تمہاری نشست اسکی گردن پر نہایت بار ہے کہتا ہے کہ صندلی میرے باپ کے بیٹھنے کی ہے انکے بیٹھنے کو کیوں دی ہے امیر نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اسکا باپ مجھ سے زور کرے اور مغلوب غالب کا تابع فرمان رہے فولاد کو یہ سنکر طیش آیا تیوری چڑھا کر بولا کہ اے عرب میرے باپ پیچھے زور کرنا پہلے مجھ سے تو پنجہ ملالے اور خوب خاطر خواہ زور اپنا آزمالے امیر نے فرمایا بسم اللہ فولاد امیر کے متصل بیٹھ کر امیر سے پنجہ کرنیلگا امیر اُسکا پنجہ لیگئے اور وہ کرسی سے نیچے گر پڑا کھسیانا ہو کر خنجر کھینچ کر امیر پر دوڑا امیر نے اسکا خنجر چھین لیا ہرمز نے فولاد سے کہا کہ اے فولاد تیرا ارادہ کیا مجلس کے درہم برہم کرنیکا ہے اتنا خفیف بھی ہوچکا اگر اپنی سینہ زوری سے باز نہیں آتا ادھر آکے چپکا بیٹھ جا زیادہ غل و شور مت مچا مبادا آیندہ اور ذلت میں گرفتار ہو سردربار بے عزت و خوار ہو وہ سر نیچے کر کے ہرمز کے پاس جا بیٹھا بادشاہ نے امیر سے معذرت کر کے دربار برخاست کیا

خلاصہ یہ کہ ہر روز امیر مع رفقا دربار میں آتے تھے اور جب دربار برخاست ہوتا تھا تل شاد کام پر تشریف لیجا کر استراحت فرماتے تھے دس بارہ روز کے بعد بادشاہ کو خبر ہوئی کہ گستہم گرد خاقان چین کو مع چار ہزار پہلوان ازبک گرفتار کر کے لایا ہے اور یہاں سے چار کوس کے فاصلے پر ٹھہرا ہے منتظر حکم کا ہے جسوقت ارشاد ہو حاضر ہوکے عزت قدمبوسی حاصل کرے چونکہ بختک کے دلمیں امیر کیطرف سے بغض بھرا ہوا تھا ہر طرح فکر اور تدبیر میں تھا کہ امیر کو خفیف کر کے کسی صورت اُنکا وقار اور آبرو گھٹائے بادشاہ امیر کی پیشوائی کو گیا تھا اور ملکوں ملکوں اُسکا چرچا تھا بختک نے اسی لاگ ڈانٹ پر چاہا کہ بادشاہ کو گستہم کی پیشوائی کو لیجائے اور یہ بات لوگوں کے دلونمیں جائے کہ بادشاہ اگر امیر کی پیشوائی کو گئے تو کچھ اُنکا فخر نہیں جو کوئی ملازم شاہی کوئی مہم سر کر کے آتا ہے اُسکی پیشوائی فرماتے ہیں اور خود بدولت و اقبال اُسکی عزت اور آبرو بڑھاتے ہیں غرضکہ عرض معروض کر کے بادشاہ کو گستہم کی پیشوائی کے لیے لیگیا اور آپ بھی ہمراہ رکاب چلا اثنائے راہ میں بزرجمہر نے بادشاہ سے عرض کی کہ امیر حمزہ کا بھی ہمراہ رکاب ہونا ضروری ہے ایسے رئیس اور شجاع اور نامور کی رفاقت رونق لشکر حضور ہے بادشاہ نے اُسیوقت امیر سے کہلا بھیجا کہ ہم گستہم کی پیشوائی کیواسطے جاتے ہیں تم بھی آؤ اور اپنا لشکر اور رفیق رفقا ہمراہ لاؤ بادشاہ ایک کوس شہر کے باہر گئے ہونگے کہ دیکھا گستہم بن اشکش ترک زرین کفش زرہ جوشن پہنے گرگدن پر سوار مونچھوں پر تاؤ دیتا علم گرگ پیکر کے سائے کے نیچے چلا آتا ہے اور چتون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خاقان گرد چین کو گرفتار کر کے لانے سے بجائے خود کسی کی شجاعت اور بہادری اور طاقت خیال میں نہیں لاتا ہے اُسکو دیکھ کر امیران ساسانی خوشدل ہوے کہ اب یہ آگیا ہے امیر کو پست کریگا تصورات دل کے حاصل ہوے گستہم نے گھوڑے پر سے اُتر کے بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور سرگذشت اپنی بہادری اور بہرام خاقان چین کی گرفتاری اور جنگ کا معرکہ بکمال

خوش تقریری بیان کیا بادشاہ نے اپنے پوتے دو سو خداؤں کو سجدۂ شکر کیا اور قلعے کیطرف پھرا گستہم نہجنک کے اشارے
سے پیچھے رہگیا اور بادشاہ کے ہمراہ نہ ہوا پھرتے وقت راہ میں امیر سے بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپ بھی گستہم سے ملتے آئیے
اسکی باتیں سنکے تھوڑی دیر جی بہلائیے امیر نے کہا بہت خوب مجھے تعمیل ارشاد میں کیا انکار ہے بجا آوری حکم کی میری سعادت
و عین افتخار ہے نہجنک کا احوال سنیے کہ گستہم سے امیر کی شکایت کرکے کہا کہ اور تو اور اس عرب اشے کو اپنی شجاعت کا ایسا
گھمنڈ ہے کہ بے ادبانہ آپکی صندلی پر تکیہ زن ہوا اور فولاد کا پنجہ سر محفل پھیر لیجا کر اسکو خجل و منفعل کیا شکر ہے کہ آپ ان پہنچے
جلد تشریف لائیے بغلگیر ہونیکے وقت ایسا دبائیے گا کہ ذرا ہڈیاں اسکی نرم ہو جائیں کہ آپ سمجھے بوجھے رہے آیندہ آپکے
روبرو تعلی اور غرور کی حرکتیں وقوع میں نہ آئیں گستہم نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا اسمیں امیر کی سواری پہونچی خیمہ گستہم میں داخل ہوئے
گستہم امیر کو دیکھکر پیادہ پا ہوا استقبال کیواسطے آگے بڑھا امیر بھی اپنے مرکب سے اترے دونوں معانقے کو چلے بغلگیر ہونیکے وقت
پہلے گستہم نے امیر کو اپنے زور بھر دبایا اور کلمات ذوق و شوق زبان پر لایا پھر امیر نے بھی اپنا اشتیاق ظاہر کرکے اسکو ایسا دبایا
کہ گستہم کی مقعد سے کئی بار گوز صادر ہوا شرمندہ ہوکر امیر کے کان میں کہا کہ یا امیر تم جوانمرد ہو اس حرکت کو کسی کے آگے
زبان پر نہ لانا مجھے کہیں نادم اور خجل نہ فرمانا امیر سے آپکے یہی پتا رہا امیر نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا گستہم تو قلعے کیطرف
روانہ ہوا اور اسکا لشکر بھی اسکے ہمراہ چلا اور امیر سبزہ زار کی سیر کرنے لگے اور رفیق و رفقا جلوس میں لطیفہ سنجی کرتے تھے
کہ دفعۃً ایک طرف جو نگاہ گئی دیکھا کہ ایک تابوت زنجیروں میں کھنچا ہوا اور پیچھے اسکے چار ہزار سوار جرار ہمراہ چلا آتا ہے
نگہبانوں سے پوچھا کہ اس تابوت میں کیا ہے وہ بولے بہرام گرد خاقان چین بند ہے جسکی جوانمردی اور ہمت کا
شہرہ عالم میں بلند ہے امیر نے فرمایا کہ پہلوانوں اور بادشاہوں کو قید کرکے کوئی اسطرح لاتا ہے جوانمردوں کو گرفتار کرکے
اس طرح کوئی ستاتا ہے صندوق کو زمین پر رکھوایا اور فوراً اپنے ملازمین سے کھلوایا اسمیں ایک جوان رعنا لوہے سے
جکڑا ہوا غش میں پڑا دیکھا امیر نے اسکو تابوت سے نکالکر قید سے رہا کیا اور گلاب و بید مشک اسکے منہ پر چھڑکا اور شربت سیب
وانار کہ بہنگی پر ہمراہ تھا اسکے منہ میں ٹپکایا جب اسکو ہوش آیا امیر نے پوچھا کہ اے بہادر تو کون ہے اس نے کہا آپکے
دولتخانہ پر پہونچکر اپنی سرگذشت کہونگا تمام قصہ اپنا عرض کرونگا ابھی مجھ میں حواس بجا اور طاقت نہیں بات منہ سے
نکالنے کی قدرت نہیں امیر نے ایک گھوڑا فوراً منگوا کے اسے سوار کیا اور جتنے قیدی اسکے ساتھ تھے سبکو چھوڑ دیا بکمال
عزت اپنے ہمراہ لیچلے اور آناً فاناً اردوے معلی میں داخل ہوئے اور بہرام گرد خاقان چین کو اپنے پلنگ پر لٹاکے لخلخہ
سنگھانیکا حکم دیا اور حریرۂ لطیف تیار کروا کے پلوایا اور اسکے ہمراہیوں کیواسطے کھانا نفیس نفیس پکوا کر خوب اچھی طرح
سے کھلایا جب خاقان گرد چین کے حواس بجا ہوئے اوسان ٹھہرے امیر نے کہا کہ اگرچہ آپکی کیفیت آپ ہی سے
خود پوچھنا بموقع اور آدمیت اور لحاظ کے خلاف ہے گو چہرۂ مبارک سے ریاست و جلالت خاندان نمایاں صاف صاف
ہے لیکن دوسرا اس قابل نہیں کہ آپکی کیفیت اس سے دریافت کروں اور اسقدر انتظار کا یارا نہیں کہ کسی کا منتظر ہوں

لہٰذا آپ ہی سے عرض ہے کہ آپ اپنے حسب و نسب سے مطلع فرمائیے اور اپنا نام و نشان مجھے جلد بتائیے بہرام نے کہا کہ آپ نے میری جاں بخشی کی مجھے حیات تازہ بخشی نہیں تو کوئی دم میں بیدم ہو جاتا۔ روانہ ملک عدم ہو جاتا بہت روز سے میں اس تابوت میں بے آب و دانہ بند تھا ہر وقت موت کا آرزومند تھا کہ خدا نے مجھے آپ تک پہونچایا۔ روز سعید دکھایا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کچھ حیات مستعار باقی ہے اور تھوڑے دنونکی اور زندگی ہے امیر نے فرمایا کہ اے بہرام گستہم تجھ پر کیونکر غالب ہوا اور تو اُسکے قابو اور دام میں کسطرح پھنسا اُسنے بیان کیا کہ میدان جنگ میں مینے اُسکو زیر کرکے اپنے تابع کیا تھا اور اُسکے لشکر کو قتل و تاراج کرکے اُسکو گرفتار کر لیا تھا چار برس تک یہ میری خدمتگذاری و اطاعت میں سرگرم رہا ایکدن میں شکار کھیلتا ہوا دور نکل گیا فوج میری مجھ سے دور تھی پیاسا جو ہوا تو اُس سے پانی مانگا اُس نے قابو پاکے دارو بیہوشی ملا کر پانی مجھ کو پلایا جب میں بیہوش ہو گیا اپنے دستوں و رفقا کو جو بظاہر میرے لشکر میں شریک تھے بلایا اور مجھ کو پابند سلاسل کرکے تابوت میں بند کیا انواع انواع کا رنج و الم مجھ کو دیا امیر نے کلمات تشفی آمیز فرمائے بہرام نے خوش ہوکر کہا کہ شکر ہے اُس شخص کا میں زیر بار احسان ہوا کہ جسکا ہفت اقلیم میں کوئی ثانی نہ نکلیگا جب یہ خبر گستہم کو ہوئی کہ امیر بہرام گرد و خاقان چین کو مع اسیران فوج اپنے اُردو میں لیگئے اور اُس کو مع فوج قید سے آزاد کیا اور اُسکا دل مہمانداری اور خاطرداری سے خوب محظوظ اور شاد کیا غیظ سے آگ ہو گیا اور اُسی دم بادشاہ سے جاکر مفصل حال کہا بادشاہ کو بھی یہ حرکت امیر کی بہت ناگوار ہوئی نہایت ہی شاق گذری اُسی دم امیر کو طلب کرکے فرمایا کہ اے ابوالعلا تم جانتے ہو بہرام سا کوئی دشمن میرا ہفت اقلیم میں نہ ہوگا تمہیں میرا کچھ خیال نہ ہوا تم نے کیا سمجھ کر اُسے قید سے مخلصی دی امیر نے کہا کہ قبلۂ عالم شاہنشاہ ہفت کشور ہیں اگر پہلوان اور بہادروں کو اسی طرح فریب سے زیر کرینگے تو لوگ کلمات بے ادبی زبان پر لائیں گے تاریخوں میں لکھا جاویگا ابدالآباد تک بادشاہونکی محفل میں چرچا رہیگا نوشیرواں ایسا مرد تھا کہ اُسکے وقت میں پہلوان دغا سے قید ہوکر گرفتار ہوتے تھے اور اُسکے ملازم اور ارکان دولت پہلوان وغیرہ ہمیشہ مکر و فریب ہی کے واسطے تیار رہتے تھے اور بہرام ایسا کون سا زبردست ہے کہ سر میدان زیر نہیں ہو سکتا اور اُس پر حملہ آور مظفر اور منصور کوئی دیر نہیں ہو سکتا فرمایا بہرام کہاں ہے اُسے بلواؤ دربار میں جلد حاضر کردیں اُس سے اُسکی گرفتاری کا حال پوچھوں اُسکی سرگذشت خود اپنے کانوں سے سُن لوں امیر بہرام کو جلو خانے میں چھوڑ گئے تھے اُسی دم اُسکو بلایا بادشاہ نے اُسکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ گستہم نے تجھ کو بہادری سے گرفتار کیا تھا یا نامردی سے مطیع اور محبوس کر لیا تھا بہرام نے عرض کی کہ حضور اسی کو ملاحظہ کریں بچشم انصاف دیکھیں کہ چار مہینے میں نے فاقہ کشی کی ہے آب و دانہ کی صورت نہیں دیکھی ہے اُس پر طرہ یہ ہے کہ تابوت میں قید آہن سے جکڑا ہوا بند تھا دنیا کی ہوا دیکھنے کا آرزومند تھا اگر مجھ کو امیر تھوڑی دیر اور تابوت میں سے نہ نکالتے تو میں مرچکا تھا عالم بقا کو روانہ ہوا تھا اُسی سے ظاہر ہے کہ از بس کمزور ہوں مگر اس حالت میں بھی اگر گستہم میرے سامنے آوے تو اُسکی تلوار چھین لوں اور اگر نہ چھین لوں تو سزاوار قتل ہوں

گستہم مع سپاہ ساسان حاضر تھا بادشاہ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے کس کا کلام سنتا ہے گستہم نے خجالت سے سر نیچے کر لیا اور مطلقاً کچھ جواب نہ دیا بادشاہ نے پھر بہرام سے پوچھا کہ امیر حمزہ سے زور کریگا بولا حاضر ہوں پہلوانی کا نام کر کے کیونکر منھ موڑ دوں امیر نے کہا کہ قبلۂ عالم یہ ابھی نہایت کمزور ہو رہا ہے طاقت اور کس بل اسمیں ذرا نہیں ہے چالیس روز تک نازو نعم سے پرورش پائیگا تو بدستور توانا ہو جائیگا اُس وقت اسکے زور دیکھنے کا البتہ لطف ہے ہماری طاقت اور زور آزمائی کا مزہ ہے بادشاہ کو یہ بات امیر کی بہت پسند آئی امیر اور بہرام دونوں کو خلعت عطا کر کے بہت مرحمت سلطانی فرمائی اور ارشاد ہوا کہ اچھا حمزہ بہرام تمہاری سپردگی میں رہے اسکی غور اور پرداخت تمہارے ہی اہتمام سے ہووے بعد چالیس دن کے اُس سے اور تم سے زور ہوگا طاقت دیکھینگے دونوں کی کیفیت دیکھینگے امیر خوش ہو کر بہرام کو اپنے اُردو میں مع خیر و خوبی لے آئے اور پرداخت اُسکی کرنے لگے جب چالیس روز گذرے اکتالیسویں دن امیر مع بہرام بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بہرام سے لڑوائیے خوب کھا پی کر تیار ہوا ہے کشتی ملاحظہ فرمائیے بادشاہ نے بہرام سے پوچھا کہ تیری کیا مرضی ہے لڑیں کیا ٹھنی ہے بولا کہ میں حاضر ہوں حضور کے ارشاد سے کیونکر انکار کروں بادشاہ نے کہا کہ اچھی بات ہے ہم بھی تماشا دیکھینگے تم لوگوں کی کیفیت ملاحظہ کرینگے اکھاڑے کی تیاری کا حکم دیا فوراً اکھاڑا درست کیا گیا امیر و بہرام نے شیر کی کھال کی جانگھیا اور ٹوپ پہنکر لنگوٹ کسا اور خم ٹھوک کر یکبارگی

کشتی حمزہ اور بہرام کی بادشاہ کے سامنے اور حمزہ کا بہرام کو اٹھا کر سر سے بلند کرنا

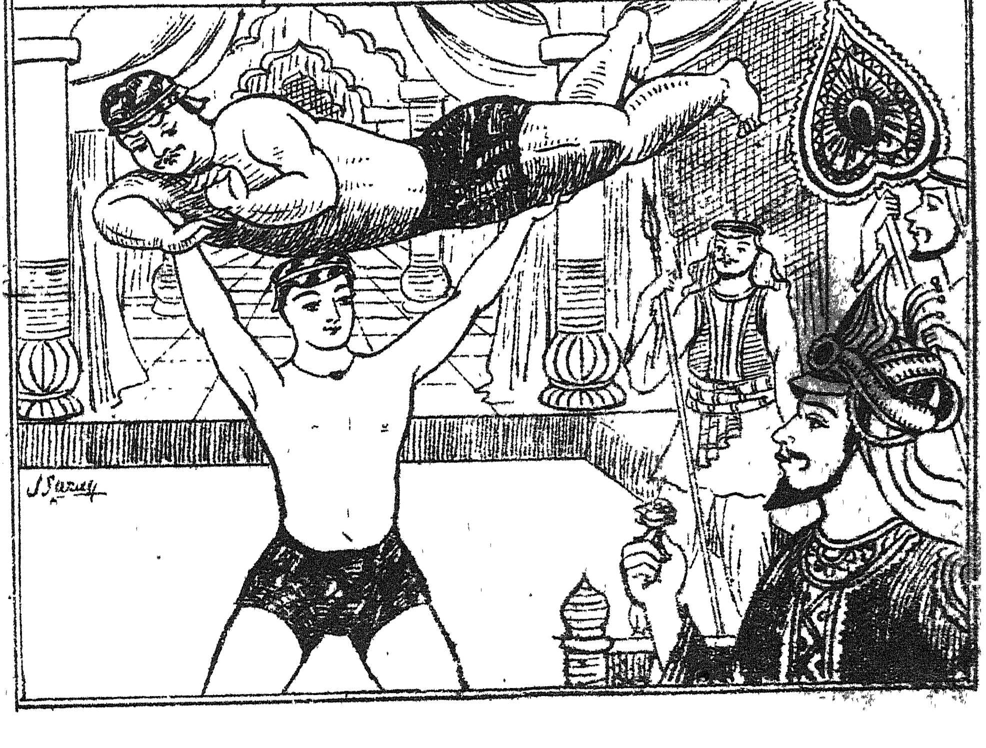

زور ہونے لگا دونوں نے گردنوں میں ہاتھ ڈالکر ایک ٹکر ایسی ماری کہ اگر تودۂ فولاد پر وہ ٹکر پڑتی تو سرمہ سا ہو جاتا کسی کی پیشانی کو خبر نہ ہوئی پہر کامل آپسمیں داؤں پیچ چلے مگر کسی کا لنگر کسی سے نہ اکھڑا جیت ہونیکا کیا ذکر تھا آخر امیر نے نعرۂ اللہ اکبر کہکر بہرام کو اٹھالیا سر سے اونچا کیا بہرام بولا کہ یا امیر معلوم ہوا کہ آپ میں زور داد الٰہی ہے دنیا میں کوئی آپسے زور آور نہیں ہے بالفعل آپ کا کوئی ہمسر نہیں ہے مطیع فرمانبردار ہوں مجھے زمین پر چت نہ کیجیے گا مجھ ذلت ہزاروں پہلوانوں میں نہ دیجیے گا امیر نے سبکدستی سے اسکو زمین پر رکھدیا چاروں طرف سے صدائے تحسین و آفریں کی بلند ہوئی بادشاہ نے تعریف کی امیر نے سلام کیا اور فرمایا کہ بہرام اب بادشاہ کیخدمت میں رہنا قبول کر اور اس بارگاہ میں حاصل افتخار کر اسنے کہا کہ میں سوائے آپکے کسی کے پاس نہیں رہنے کا بندۂ بے زر ہوں آپکی اطاعت سے کب باہر ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ تمھارے پاس رہا تو میرے پاس رہا اور خلعت منگا کر امیر اور بہرام کو دیے امیر بہرام کو اپنے اردو میں لائے اور اسکی پاسداری اور خاطر کرنے لگے مطبخ اور طویلہ وغیرہ اسکا الگ کر دیا اور چالیس گھوڑے اپنے خاصوں میں سے بازین و ساز طلائی و نقرئی اور سات قطار شتر باردار کوہانی اور چالیس خروار زر سرخ و سفید کے بخشے اور ربع خراج ملک یمن کا مع غنیمت ہشام بہرام کو عنایت کیا اور تمام سرگذشت اتنی مدت تک ایک عرضی میں لکھ کر عمرو کے ہمراہ خواجہ عبدالمطلب کیخدمتمیں بھیجا اب حال ساسانیوں کا سنیے کہ مع بختک گستہم کے پاس جاکر داد بیداد کرنے لگے چھوٹے بڑے خفیہ و علانیہ جا جا کر اسکے روبرو آہ و فریاد کرنے لگے کہ ہم لوگ حمزہ کے آگے بہت بے آبرو اور بے عزت نہایت ذلیل و کم حقیقت ہیں اگر حمزہ کے دفع کرنیکی کچھ فکر قرار واقعی نہ ہوگی تو آسائش حرام ہے کسی صورت زندگی نہوگی روز بروز بادشاہ کی سرفرازی اسپر ہوتی ہے اور ہم لوگوں کی قدر و منزلت یا عزت بساعت کمتر ہوتی ہے گستہم نے کہا کہ زور میں تو حمزہ سے کوئی سر بر نہ آئیگا کبھی اسپر قابو نہ پائیگا لیکن میں دو چار روز میں بساط آشتی بچھا کر اسکو مار ڈالونگا اسکا نام اس ملک سے مٹا دونگا شب کو تو یہ مشورہ ہوا صبح کو گستہم سوار ہو کر امیر حمزہ کیخدمتمیں گیا اور بکمال تملق و چاپلوسی سے پیش آیا اور بکمال انکسار اور عجز کرنے لگا امیر نے بہت اسکی خاطر داری کی اور باہم سوار ہو کر بادشاہ کی بارگاہ میں آئے اور راہ میں بہت سے کلمات الفت اور محبت کے طرفین سے زبان پر لائے جب امیر دربار سے اٹھ کر اپنے خیمے کیطرف چلے بارگاہ سلطانی سے باہر نکلے گستہم ہمراہ رکاب جاکر امیر کو خیمہ گاہ تک پہونچا آیا گویا دام تزویر اور فریب کا بچھا آیا ہر روز گستہم دربار امیر کیخدمتمیں حاضر ہوتا اور انواع انواع وضع کی خوشامد کرتا اور اخلاص و نیازمندی کا دم بھرتا شدہ شدہ امیر کے دلمیں بھی گستہم کی طرف سے جگہ ہوئی طبیعت میں کسیطرح کی کدورت نہ رہی ایک روز گستہم نے امیر سے کہا کہ آپکی عنایت و مہربانی جسقدر میرے حال پر ہے تمام مدائن میں مشہور ہے اس صورت میں میری نیازمندی اور خدمتگزاری کا بھی ظہور ضرور ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ میرے باغ میں تشریف فرما ہو کے دو چار روز جشن فرمائیے چشموں میں میری

آبرو اور عزت بڑھائیے امیر چونکہ صاف باطن اور پاک طینت تھے دعوت رد نہ کی اُسکی عرض قبول کی معمول تھا کہ بادشاہ ایک ہفتہ دربار کرتے تھے اور ایک ہفتہ نازنینان ماہرو سے خلوت گاہ میں صحبت رکھتے تھے عشرت اختیار کرتے تھے اس مرتبہ بادشاہ مصروف جشن زنانہ ہوئے متوجہ نغمہ و ترانہ ہوئے گستہم نے امیر سے کہا کہ اس ہفتہ میں فرصت ہے اگر آپ کمترین کے باغ میں تشریف لیچلیں یہ ہفتہ عیش و نشاط میں بسر کریں تو کمال عنایت ہے میری آبرو و عزت ہے امیر بہرام گرد خاقان چین اور مقبل وغیرہ چند رفیقونکو ہمراہ لیکر گستہم کے باغ کیطرف بڑے تزک و احتشام سے چلے اور خوش خوش دروازہ باغ پر رونق افروز ہوئے گستہم نے باغ کے دروازے سے بارہ دری تک کمخواب و زربفت و اطلس کا پا انداز کیا تھا اور بارہ دری میں فرش شاہانہ بچھا رکھا تھا امیر اُسکے حوصلے کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے اور اپنے رفقا سے اُسکی خوش سلیقگی کی تعریف کرتے تھے گستہم نے تر و خشک میوہ اور تحائف بد ائن کے پیشکش کیے اور ساقیان سیمین بدنکو حاضر کیا جام شراب چلنے لگے اور خود نوکرونکی طرح سے امن گردانکر خدمت کے بہانے اوقات ٹالنے لگا اور ہر ہر دوست و آشنا جانباز وفا پرست کم جرات کو دیکھنے بھالنے لگا اور قبل امیر کے تشریف لانیکے چار سو پہلوان کہ جنپر اسکو اعتماد تھا گوشہ باغ میں خفیہ بٹھلا رکھے تھے اور اُن سے کہدیا تھا کہ جب میں متواتر تین دستکیں دوں اس بہانے سے تمکو بلاؤں تب تم فوراً پہونچکر امیر کو مع ہمراہ اور رفقا تیغ بیدریغ سے قتل کرنا اور خبردار خبردار بادشاہ اور بزرجمہر کی سیاست سے مطلقاً نہ ڈرنا القصہ جب گستہم نے دیکھا کہ آدھی رات کا عمل ہوا اور امیر مع رفقا ایسے نشے میں سرشار ہوئے کہ سیاہ و سفید میں امتیاز نہیں کر سکتے بارہ دری کی غلام گردش میں آکر تین دستکیں تواتر و توالی دیں بہت زور سے تین تالیاں بجائیں لوگ اُسکے کمینگاہ سے نکلے اور گستہم کے ساتھ مع رفقا امیر اور امیر کے رفقا کے سر پر پہونچے گستہم نے امیر سے چار آنکھیں کرکے کہا کہ او عرب زادے بہت تو نے سر اُٹھایا تھا امرائے سلطنت کو نہایت بے حقیقت و ذلیل سمجھا تھا اے دیکھ اب تیری قضا آن پہونچی موت سر پر کھڑی ہوئی ہے یہ کہکر امیر کے سر پر پہونچا اور ایک ہاتھ تلوار کا لگایا بہرام باوجودیکہ نشے میں چور تھا مگر امیر پر جا پڑا اور آپکو سپر کیا وہ تلوار گستہم کی امیر پر تو نہ پڑی بہرام کی پشت پر لگی اس طرف سے اس طرف تک کھلگیا اس پہلو سے اُس پہلو تک زخم کاری لگا تمام آنتیں پیٹ سے باہر نکل پڑیں مقبل نے ہوشیاری کی تھی کہ شراب بہت کم پی تھی قدرے قلیل پیا تھا اور رنگ مجلس کا دیکھ رہا تھا فی الفور کمانکو قبضے میں لیکر تیر پر تیر مارنے لگا حتی کہ سو جوان سے زیادہ اُسنے زمین پر گرا دیے باغ میں کشتوں کے پشتے لگا دیے گستہم نے اپنی دانست میں امیر کو مار اتھا دل میں سوچا کہ حمزہ کا کام تو تمام کرچکا اب یہاں ٹھہرنا مقبل کا ناحق ہدف نشانہ ہونا ہے مفت میں اپنی جان کھونا ہے اپنے اُن رفیقوں سمیت کہ جو مقبل کے ہاتھ سے بچے تھے جان لیکر بھاگا کسی طرف چلدیا جسوقت امیر کا نشہ اُترا امیر نے دیکھا کہ واہ واہ مجلس کا عجب رنگ ہے اور ہی دعوت کا ڈھنگ ہے تمام بارہ دری اور اُسکے آگے کی روش خون سے گلزار ہو رہی ہے باغ میں نئی طرح کی بہار ہو رہی ہے

بہرام شکم چاک پڑا سسکتا ہے اور سو جوان سے زیادہ تیروں سے مارا پڑا ہے مقبل سے کیفیت دریافت ہوئی عرض کی کہ گستہم نے ایسا کیا اس نامرد نے اس پردہ دوستی میں آپکے دشمنوں کو مارنا چاہا اور اُسکے فریب دینے کی شہرت نزدیک و دور ہوئی آپ کسی طرف بھاگ گیا ہر گاہ یہ خبر مدائن میں کوچہ بکوچہ مشہور ہوئی کہ گستہم نے حمزہ کی اپنے باغ میں دعوت کی اور دغا سے مارا بادشاہ سنکر نہایت غمگین ہوا اور فی الفور ہرمز تاجدار اور بزرجمہر و بختک کو بھیجا کہ حمزہ کی خبر لو اور انکی جلد دوا و علاج کرو اور علقمہ ساطور دست کو تین ہزار سوار سے گستہم کے گرفتار کرنے کیواسطے روانہ کیا اور بہت سا انعام دینے کو کہا جب حکم گرفتاری کا گیا گستہم یہ خبر سنکر شہر سے بھاگا اور جان چھوڑ کر مفرور ہوا شاہزادہ ہرمز تاجدار و بزرجمہر و بختک گستہم کے باغ میں پہونچے امیر کو سلامت دیکھ کر سجدہ شکر ادا کرنے لگے اور بہرام کو مجروح دیکھ کر بہت تاسف کیا امیر نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ آپ حکیم ہیں بہرام کا جلد علاج کیجیے اس عزیز کی خبر لیجیے کہ اگر بہرام خدانخواستہ جانبر نہوا تو یاد رکھنا قسم ہے مجھے مکہ معظمہ کی کہ ایک ساسانی کو جیتا نہ چھوڑونگا بزرجمہر بہرام کا زخم دیکھ کر سخت متردد ہوئے دوا علاج کیا متحیر و مشوش ہوئے حواس جاتے رہے اتنے میں بابائے دوندگان استاد شعبدہ بازان جہاں ریش تراشندۂ کافراں عیار زماں یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آپہونچا خوش خوش خواجہ عبدالمطلب کی خیر و عافیت امیر کو سنائی مگر بہرام کا حال دیکھ کر رو دیا اور امیر سے کہنے لگا کہ کیوں صاحبقراں اسی طرح کا سلوک رفقا سے کرتے ہیں ایسا ہی پاس دستگیری رو سیا کرتے ہیں جسپر احسان کیجیے اُسکو یوں برباد و پریشان کیجیے امیر نے فرمایا کہ اے عمرو وقت نصیحت کا نہیں ہے در پردہ طعن تشنیع کی جا نہیں ہے بہرام کے اچھا کرنیکی فکر کیا چاہیے اس بیچارے کی خبر اچھی طرح لیا چاہیے عمرو نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ آپ بفضلہ تعالیٰ حکیم الحکما ہیں آپنے کیا علاج تجویز کیا میں خود سوچ رہا ہوں اسی کی فکر کر رہا ہوں خواجہ نے کہا کہ زخم کاری ہے سب اقسام جراحت سے اسکو بتر کہتے ہیں بسبب اُسکے کہ آنتیں پیٹ میں جاویں و اپنے مقام پر جگہ پاویں ٹانکے لگا نہیں سکتے اور آنتیں پیٹ میں جانا محال ہے گلے کی آنتیں جو کچھی چنجال ہیں رودۂ دل پر ہاتھ لگنے سے فوراً مر جائیگا پھر کچھ بن نہ آئیگا اور یہ غیر ممکن ہے کہ رودۂ دل کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور زخم کے سینے کی کوئی تدبیر عمل میں آئے عمرو بولا کہ خواجہ واقع میں آپ حکیم حاذق ہیں اور میرے اُستاد صادق ہیں لیکن حق یہ ہے کہ حکمت بہت مشکل ہے اسکو اس فن میں نئی زمانہ مداخلت حاصل ہے یہ کہکر ایک نشتر جیب سے نکالا بہرام کو دونوں پاؤں کے درمیان میں دبا کر ہاتھ پیٹ کیطرف بڑھایا خواجہ بزرجمہر نے عمرو سے پوچھا کہ ارادہ کیا ہے کسطرح پر ذہن لڑا ہے عمرو نے کہا کہ حقیقی آنتیں پیٹ کی باہر نکلی ہوئی ہیں اُنکو ہاتھ کی صفائی سے صاف کر دونگا کہ جسمیں زخم سیا جائے پھر مرہم لگا کر اچھا کر دونگا خواجہ حیران ہوئے کہ یہ کیا کہتا ہے کہ اس بیچارے کی جان لینے کا قصد کیا ہے بہرام نے جو عمرو کی تقریر سنی سناٹے میں آیا زندگی سے مایوس ہو کر نہایت گھبرایا ٹھنڈی سانس جو حسرت سے بھری تمام آنتیں پیٹ میں چلی گئیں اپنے اپنے مقام پر جا پہونچیں عمرو نے خواجہ سے کہا کہ لیجیے اب تو آپکا مطلب حاصل ہوا دیکھیے کچھ بھی مشکل ہوا ٹانکے دیجیے زخم سی لیجیے بزرجمہر نے عمرو کی عقل پر آفریں کی اور

بہت شاباشی دی اور حاضرین ہنستے ہنستے بےچین ہوگئے بالاتفاق سب مدح وثنا عمرو کی عقل پر کرنے لگے خواجہ نے
بہرام کے زخم کو سیا اور شربت پلوانیکا حکم دیا کہ خون فاسد دور ہوجائے جو کچھ باقی مواد فاسد ہو نکل جائے اور امیر سے کہا کہ
بہرام کے ہاتھ پاؤں بندھوائیے کہ جنبش نہ کرسکے نہیں تو ٹانکے ٹوٹ جائینگے لب زخم کے آپس سے چھوٹ جائینگے
اور اس حالت میں بچنا اُسکا خلاف قیاس ہے پھر تو اُسکی زندگی سے یاس ہے اور میں ہر روز دونوں وقت آنکر زخم کو دیکھونگا
دل وجان سے اُسکا علاج کرونگا یہ کہکر خواجہ اور شاہزادہ ہرمز تاجدار و بختک امیر سے رخصت ہوے اور اپنے مکان
کو چلے امیر نے کہ بہرام کو بہت عزیز رکھتے تھے اپنے یاروں سمیت وہیں رہنا اختیار کیا اور اپنے رفقا کو بھی وہیں رہنے
کا حکم دیا بزرجمہر نے تمام احوال بادشاہ سے عرض کیا فرمایا کہ خواجہ باغ داد سے بہتر اس مدائن میں کوئی مکان
نہیں اور کوئی عمارت اُس سے زیادہ اس شہر میں عالیشان نہیں چاہتا ہوں کہ حمزہ کو وہاں چند روز رکھوں در تا امکان
اسکی خاطرداری کروں اور کچھ تحفہ دوں کہ ملال اُسکے دل سے دور ہو ایسا نہ ہو کہ حمزہ مجھپر بدگمانی کرے کہ میرے
اشارے سے گستہم نے یہ حرکت بیہودہ پوچ کی ہے مجھے اسقدر رنج وایذا دی ہے کسیطرح میرے کان تک بھی اس خبر کا اثر ہو مجھکو قسم ہے
آتشکدہ نمرود کی اگر مجھ کو کچھ بھی گستہم کے ارادہ فاسد سے خبر ہو تم جانتے ہو کہ میں نے اس خبر بد کے سنتے ہی جابجا لوگ
اُسکی گرفتاری کیواسطے بھیجے ہیں ہر طرف پروانے ہرکارے روانہ کیے ہیں یہ کہکر اسیدم امیر کیواسطے تصدق بھیجا اپنی
تشریف آوری کا قصد بھی کیا دوسرے وقت بزرجمہر جو بہرام کے دیکھنے کیواسطے گئے امیر سے کہا کہ بادشاہ نے ارشاد کیا
ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے چھ سردار ہر چہار طرف گستہم کے پکڑ لانے کو بھیجے ہیں اور ہر طرف خفیہ ہرکارے اور پروانے بھی روانہ کیے ہیں
جسدم مردود پکڑا آتا ہے اُسیدم اُسکا پیٹ چاک ہوکر بھس بھرا جاتا ہے اور ہزار شکر کرتا ہوں کہ تم کو اُس موذی کے
ہاتھ سے کچھ صدمہ نہیں پہونچا خدا نے بڑا اپنا فضل وکرم کیا اور یہ تحفہ عنایت کیا ہے کمال شفقت سے یہ ارمغان دیا ہے اور
فرمایا ہے کہ ہماری طرف سے بہرام کی بھی احوال پرسی کرنا اور امیدوار مراحم سلطانی کرنا اور مجھ پر درباب علاج بہت تاکید کی ہے
کہ ایسی تدبیر عمل میں آوے کہ بہرام کا زخم جلد تر اچھا ہوجاوے اور فرمایا ہے کہ میری خوشی یہ ہے کہ میں ایک ہفتہ حمزہ کو لیکر باغ داد
کی سیر کروں اور وہیں مع رفقا اور امرا کے رہوں مگر بختک اور عمرو صحبت میں نہ ہوں کہ دونوں مایۂ فساد ہیں اور باہم دونوں
کے دلوں میں عناد ہے امیر نے قبول کیا اور ارشاد شاہی مان لیا دوسرے دن بادشاہ نے باغ داد میں جاکر امیر کو بلوایا
اور اپنی مسند سے قریب امیر کیواسطے مقام ٹھہرایا صاحبقران عالی و مقبل کو اپنے ساتھ لیگئے بادشاہ کیخدمت میں پہونچے
باغ کو دیکھا کہ چار فرسخ کا لانبا چوڑا ہے جوش بہار سے ازبس پرفضا ہے اس باغ کی تعریف بلحاظ طوالت قصہ خوان کے
حوالے کرتا ہوں کہ قبل اسکے باغ داد کی تعریف کرچکا ہوں امیر بادشاہ کے دست راست ہرمز تاجدار کے پہلو میں بیٹھے اور مقبل
وفادار و بزرجمہر و سرداران دیگر امیر کے دست چپ ٹھہرے سازندہ ہائے لنواز وخوانندہ ہائے خوش آواز اور ارباب
نشاط فرحت افزا حاضر ہوے محفل عیش ونشاط کی گرم ہوئی بادہ مے کی صحبت جمی پہلے دن بادشاہ نے ایک بارہ دری میں

جشن کیا جب بربط زرین آفتاب پر غلاف چڑھا اور دف سیمیں ماہ بزم افروز ہوا اُسوقت ساقیان ماہ رخسار ساغر جواہر نگار صراحیاں بادۂ گلنار لیکر محفل میں حاضر ہوئے جامہائے بادۂ ارغوانی کے دور چلنے لگے بادشاہ نے ایک جام مے ارغوانی کا اپنے ہاتھ سے امیر کو عنایت کیا امیر کورنش بجالائے اور اُسکو پی گئے پھر تو دور ساغر تھا ساقیان مہر رخسار شراب ارغوانی سے جام بھر بھر کے دینے اور مے نوشان سرشار پینے لگے یہانتک کہ پھر گُل آفتاب چمن فلک میں کھلا اور گُل چاندنی بررنگ دیدۂ نرگس بے نور ہوا ساقیان سیمیں عذار شیشہ ہائے خمار شکن کو لیکر حاضر ہوئے اور سیہ مستان بادۂ خمار مے نوشی سے قاصر ہوئے مغنیان خوش نوا ایسے گانے بجانے کہ دیوار و در تک وجد میں آئے اب دو کلمہ بیتابی ہوشیاران روزگار خواجہ عمرو عیار اور دو فقرے لطیف چالاکی اور ہوشیاری اُس فتین روزگار کے سُنیئے کہ جب امیر کو ایک شبانہ روز عمرو نے نہ دیکھا گھبرا کر مکان سے باہر نکلا تلاش اور تجسس کرتا ہوا باغ کے دروازے پر پہونچا وہاں دیکھا کہ عادی پر تکلف کرسی پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اور لوگ ہر طرح کی گزک اُسکے روبرو لاتے ہیں وہ خوش ہو ہو کر کھاتا ہے اور ایسا بندوبست ہے کہ پرندہ تک دروازے کی دیوار سے اُڑ کر باغ میں نہیں جا سکتا طائر خیال تک حوالی گلشن میں بار نہیں پا سکتا عمرو نے لوگوں سے پوچھنا شروع کیا کہ یہ مضمون کیا ہے امیر تو باغ کے اندر ہیں عادی کیوں باہر بیٹھا ہے کسی نے کہدیا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ عمرو و بختک باغ میں نہ آنے پائیں اسواسطے امیر نے عادی کو دروازے پر بٹھلایا ہے کہ بختک و عمرو باغ میں نہ آئیں عمرو عادی سے سلام علیک کر کے کرسی پر بیٹھ گیا عادی نے پوچھا کہ خواجہ کسطرح آئے ہو کس فکر میں تشریف لائے ہو بولا کہ دو دن سے تمکو نہ دیکھا تھا آنکھوں میں اندھیرا آنیلگا گرتا پڑتا تمھارے دیکھنے کو آیا بخت نے آسانی سے یہانتک پہونچایا گو کہ آپ نے مجھے فراموش کیا میں تو نیازمندی سے باہر نہ ہوا عادی نے شراب و کباب کی دعوت کی اور گزک بھی سامنے رکھدی عمرو نے ایک پیالہ پیا اور عادی سے کہا کہ آج میں نے ایک لعل خریدا ہے اپنے نزدیک ارزاں لیا ہے دیکھو تو میں ٹھگا تو نہیں گیا عادی اپنے دلمیں خوش ہوا کہ عمرو مجھکو جوہر شناس سمجھتا ہے تب تو لعل پرکھوانے آیا ہے ایسا جوہر میرے دکھانیکو لایا ہے عادی بولا خواجہ تم سا جوہری کون ہوگا تم کو کون ٹھگ سکتا ہے کسکا منہ ایسا ہے مگر بہر حال میں دیکھوں تمھارے ارشاد کی تعمیل کروں عمرو نے جیب میں ہاتھ ڈالکر ریت مٹھی میں نکالی اور عادی کی آنکھوں میں جھونکی عادی تو یہ کہکر آنکھیں ملنے لگا کہ عمرو تیرا بُرا ہو تو نے مجھ کو اندھا کیا اور لوگ گھبرا کر عادی کیطرف متوجہ ہوئے اور اُسکے منہ اور کپڑوں کی خاک جھاڑنے لگے عمرو جست کر کے باغ کے اندر داخل ہو صحن چمن میں پہونچ گیا عادی نے جب آنکھیں دھو کر پونچھیں اور گرد و غبار سے صاف کیں اور کھٹک آنکھوں کی کم ہوئی طبیعت لڑی لوگوں سے پوچھا کہ عمرو کہاں گیا کوئی نہ بتا سکا کہ کسطرف کو گیا کس جانب ہوا ہوا عادی سمجھا کہ میرے خوف سے بھاگ گیا باغ کو عمرو دیکھکر باغ باغ ہو گیا کہ عمر بھر ایسا باغ دیکھا سنا نہ تھا گلگشت کرتا ہوا اُس قصر کیطرف گیا جہاں بادشاہ اور امیر بزم افروز تھے ارباب صحبت مسرت اندوز تھے متصل اس قصر کے لب نہر ایک درخت چنار کا اُسکے نیچے بیٹھ کے دوتارا لیکر گانے لگا

عمرو کا گانا مردے کو جلاتا تھا خفتگان گور کو ہوش میں لاتا تھا امیر کے کان میں جو آواز گئی مقبل وفادار سے فرمانے لگے کہ عمرو کی سی آواز آتی ہے اُسکے دوتارے کی بھنک کان میں جاتی ہے ہم نے عادی کو منع کیا تھا کہ عمرو کو باغ میں آنے دینا اسکو اس طرف قدم نہ بڑھانے دینا پھر یہ کیونکر آیا جاؤ عادی کو تو بلا لاؤ بادشاہ نے امیر کو برہم دیکھ کر کہا کہ عادی کو بلانا کچھ ضرور نہیں ہم نے عمرو کا قصور معاف کیا ہاں عمرو کو بلالو اُسکی طلب کو چوبدار بھیجو چوبدار عمرو کے بلانے کو گیا عمرو بولا کہ جس صحبت میں بادشاہ اور امیر سے لوگ ہوں وہاں بھلا مجھ غریب عیار بے اعتبار کا کیا کام ہے ایسی محفل فیض منزل سراپا عیش و عشرت ہیں مجھ بے حقیقت آدمی کا کہاں مقام ہے باغ داد کی تعریف سنی تھی اسواسطے میں بھی آیا ہوں اور ایک طرف گوشہ میں بیٹھا ہوا گل کا کھلکھلانا بلبل کا زار و نالے کرنا دیکھ سن رہا ہوں وہیں اگر جاؤں شاید کسی کے آئینۂ دل پر میرے جلنے سے غبار بیٹھے تو میں اُسکے ہاتھ سے ایذا اٹھاؤں اس سے بمقتضائے السلامۃ فی الوحدۃ والآفات بین الاثنین تنہا بیٹھنا خوب ہے گوشہ نشینی اور علیحدگی اور وحدت مجھے مرغوب ہے شعر نیست در عالم بہشتے خوشتر از خلوت مرا + دوزخے نبود بتر از گرمی صحبت مرا + چوبدار ناچار ہو کر پھر آئے اور تقریر اُسکی بادشاہ کے حضور میں معرض بیان میں لائے بادشاہ بے اختیار ہنسے اور سب حاضرین محفل ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑے ہوئے قصر کے باہر آئے اور چمنوں کی سیر کرتے ہوئے جسطرف عمرو بیٹھا گا رہا تھا اسطرف چلے عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ و امیر مع ارباب محفل آتے ہیں اس طرف تشریف لاتے ہیں ایک جست کر کے بادشاہ کے قدمبوس ہوا اور دعا دیکر کہنے لگا کہ مجھ کو حضور سے یہ امید نہ تھی کہ مجھے مخل صحبت جانیں اور اس بزم نشاط و سرور میں مجھے میری حاضری کا حکم نہ دیں اور حمزہ کو تو کیا کہوں بڑے رفیق پرور اور صاحب مروت ہیں کہ تنہا مزے اُڑاتے ہیں اور خود اسی کیفیت میں جان نثاران قدیم کو بھول جاتے ہیں بادشاہ ہنس پڑے اور عمرو کا ہاتھ پکڑ کے قصر فیروزہ نگار میں تشریف لیگئے جب تخت پر اجلاس کیا عمرو کو حکم ساقی گری کا دیا عمرو جام بھر بھر کر پلانے لگا اور خوش فعلیاں اپنی دکھلانے لگا رات بھر تو ساقی گری کیا کیا جب سفیدۂ صبح نمودار ہونے لگا عمرو نے ہفت آہنگ کو جوڑ کر ایسا بجایا اور الحان داؤدی سے ایسا گایا کہ بادشاہ و امیر و یاران صحبت زار زار رونے لگے اور رومال پر رومال بھگونے لگے بادشاہ نے جیب و دامن عمرو کا موتیوں سے بھر دیا اور بہت خلعت و انعام بخشا اور قصر فیروزہ نگار سے قصر زریں میں کہ دیواریں اُسکی خشت طلائی سے بنی تھیں اور دروازوں میں بیلیں جواہر کی تعبیہ کی تھیں امیر کو لیکے جا بیٹھے اور اس مکان میں جلوہ فگن ہوئے اب دو کلمے بختک کے حال میں بیان کرتا ہوں سامعین کو سناؤں اُس نے باغ داد میں عمرو کے پہونچنے کی جو خبر سنی بیتاب ہو گیا پیٹ پکڑے پھرنے لگا کہ یہ کیا غضب ہے عمرو باغ داد میں پہنچا اور میں نہ جا سکوں اس محفل جنت مشاکل میں دخل نہ پا سکوں خدا جانے عمرو میدان خالی پا کر میرے حق میں کیا کانٹے بوویگا اس باغ میں کیا گل کھلاویگا یہ سوچکر کچھ تھان مخمل و کمخواب و اطلس پیزار کے کشتیوں میں لگا کر گھر سے نکلا جب باغ داد کے دروازے پر پہونچا عادی سے ملاقات کر کے دوستی اظہار کرنے لگا عادی نے پوچھا کہ آپ

کدھر تشریف لائے کیونکر یہاں تک آئے بولا کہ آپ کے لیے کچھ تحفہ نذر لایا ہوں آپکی خدمت میں گزراننے آیا ہوں اگر اسے قبول کیجیے باغمیں مجھے جانے دیجیے تو کمال عنایت ہے سراسر مروت ہے عادی یہ بات سنکر نہایت برہم ہوا اور برافروختہ ہو کر کہنے لگا کہ بختک کیوں کمبختیاں آئی ہیں تیری شامتیں یہاں لائی ہیں مجھ کو تو نے مرتشی مقرر کیا ہے کہ رشوت دیکر باغ میں جایا چاہتا ہے اگر عزت اپنی رکھنا منظور ہو سامنے سے دور ہو نہیں تو بسر امیر ابھی تجھ کو بیحرمت کر دونگا سپاہ میں سے گردنی دلوا کر نکلوا دونگا بختک لگیر و ناکام اپنے گھر پھر گیا دن تو رو دھو کاٹا جب شب ہوئی ایک نمدا اوڑھ کر بغل میں دستبقچہ اپنے کپڑوں کا دبایا چوروں کیطرح سے چھپتا چھپاتا لوگونکی نگاہ سے بچتا باغ داد کی دیوار کے نیچے پہونچا اور دستبقچہ تو باغ کے اندر پھینکدیا اور آپ بدررو کی راہ سے گھسا خواجہ عمرو کا حال سنیے کہ قصر زرنگار میں بادشاہ کے ساقی گری کر رہا تھا جام ہائے بلورین کے گلگلوں سے بھر رہا تھا کہ بیلی پھڑکی آتش شرارت سینے میں بھڑکی یعنی دلمیں خیال کیا کہ اسیطرح گستہم نے بھی امیر کی دعوت کی تھی بظاہر اسکی بکمال خاطرداری و محبت کی تھی ایسا نہو کہ وہی سامان یہاں بھی ہو ویسی ہی دعوت کی ہو ذرا چلکر سن گن لے آنا چاہیے ادھر ادھر دیکھا بھالا چاہیے بحیلہ رفع حاجت قصر زرین سے نکلا شوخ پھرتا چمنستان کی سیر کرتا داہنے بائیں دیکھتا ہوا دروازے کے متصل پہونچا عادی اسوقت کسی سے کہہ رہا تھا کہ آج بختک مجھ کو رشوت دینے آیا تھا مجھ کو بھی اپنے باپ کا نوکر سمجھا کہ طمع دیکر باغمیں جانا چاہتا تھا یہ سخن جو گوش زد عمرو کے ہوا عمرو چونکا کہ ہرگاہ اس ارادے سے بختک یہاں تک آیا تھا تو ضرور کسی نہ کسی طرح وہ باغ میں آئے گا جھاڑی جھاڑی گلبن گلبن بوٹا بوٹا دیکھنے لگا اور نئے نئے روش سے پٹری پٹری چمن چمن ڈھونڈھنا شروع کیا ناگاہ اسکی نگاہ دستبقچہ پر پڑی اسکی بساط پر آنکھ لڑی دور سے دیکھا کہ ایک گٹھری زیر دیوار باغ پڑی ہے اور پوشاک وغیرہ سے خوب بھاری بندھی ہے

بختک کا بدرو کی راہ سے برہنہ ہو کر اندر باغ داد کے جانا

اُسکو جو کھولا تو اُسمیں پوشاک بختک کی نظر آئی مراد دلی بر آئی باغ باغ ہو گیا پھولا نہ سماتا تھا گٹھری کو تو ایک گوشے میں پتّوں کے نیچے چھپا دیا اور خود تلاش کرنے لگا کہ اس باغ میں کسطرف آنیکا لگاؤ ہے یہاں تو چور کی جان جانے تب سبکا بچاؤ ہے بدر رو پر جو نگاہ پڑی بغور نظر کی دیکھا کہ کوئی شخص سر نکالکر ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے اور پھر سر کو اندر کھینچ لیتا ہے سمجھا کہ ہو نہ ہو یہ بختک ہے وہ کور نمک ہے خواجہ علف پوش سے کہ مہتر باغبانوں کا تھا جاکر کہا کہ تو تو غفلت میں سکھ نیند لے رہا ہے اور باغ میں ایک چور بدر رو کی راہ سے گھسا چاہتا ہے میں نے آہٹ پاکر خبر دی تجھے مرد معقول جان کے از راہ محبت غائبانہ اطلاع کر دی اب تو جان اور تیرا کام جانے بادشاہ کا انتظام جانے اگر کچھ نوع دیگر ہو گا تو صبح کو تو ہے اور زندان ہے پھر دیکھیں باغ کہاں ہے وہ گھبرا کے مع چند باغبان بیلچے لیکر اُٹھا اور بدر رو کے متصل دیوار باغ سے لگ رہا جو ہیں بختک بدر رو سے باہر نکلا باغبانوں نے لپٹ کر پکڑ لیا ہر چند اُس نے کہا کہ میں بختک ہوں کسی نے نہ مانا ایک درخت کے تھنے میں لٹکا کر ہر ایک نے بجائے خود زد و کوب کرنی شروع کی خاطر خواہ قرار واقعی اُنکی خبر لی جب خوب ہڈیاں بختک کی نرم ہو چکیں اور پیٹھ اور پسلیاں نرم ہو گئیں عمرو خواجہ علف پوش سے پکار کر پوچھنے لگا کہ خواجہ علف پوش کیا ہے خیر تو ہے یہ غل و شور کیا مچا رکھا ہے اُس نے کہا کہ خیر ہے ایک چور پکڑا ہے اُسکو درخت سے باندھا ہے بختک نے جو عمرو کی آواز سنی اُسکی صدا اُسکے کان میں پڑی عمرو کو پکارا زبان عیاری میں کہنے لگا کہ خواجہ عمرو مجھ کو ان موذیوں کے ہاتھ سے نجات دلوا دو باغبانوں کی قید سے رہا کرا دو میں عمر بھر تمہارا ممنون ہونگا کسی امر میں تم سے منہ نہ موڑونگا عمرو نے پاس آکر خواجہ علف پوش سے کہا اور بختک کی سفارش کرنے لگا کہ فی الحقیقت یہ بختک وزیر بادشاہ کا ہے خدا نے کس آفت میں یہاں آکر پھنسایا ہے فوراً رہا کرو ابھی اسکو چھوڑ دو جتنے باغبان تھے سب غنچے کی طرح چٹکنے لگے ہزار طرح سے بکنے لگے کہ خواجہ صاحب آپ کیا کہتے ہیں یہ مضمون عجب رنگ کا آپ کہتے ہیں بختک کی کیا کمبختی ہے کہ اسطرح سے ننگا ہو کر بدر رو کی راہ سے آویگا وہ مقربان بادشاہی سے ہے آپکو کیوں چور بنا دیگا مقرر چور اچکا ہے یہ حرامزادہ بڑی جرأت کر کے آیا ہے اسکو اسکی دلیری کی سزا تو ملے باغمیں آنے کا مزہ تو چکھے اور بالفرض اگر بختک ہی ہے مبتلائے آفت ہی ہے تو اُسوقت ہم نہیں چھوڑینگے صبح تک باغمیں سے باہر نہ جانے دینگے بادشاہ کے روبرو جیسا ہو گا ویسا ہو گا بختک نے عمرو سے کہا میری پوشاک دیتے تو میں پہن لیتا عمرو نے کہا کہ میں تیرے کپڑوں سے آگاہ نہیں اور اگر ان لوگوں نے لیے بھی ہوں تو اُنسے ایسی رسم و راہ نہیں کہ دلوا دوں اور تجھے پہنا دوں مجھے نہیں معلوم کہ کس نے اُٹھا لیے ہیں اور کس باغبان نے اُڑا لیے ہیں یہ کہکر عمرو بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تمام شب ساقی گری کرتا رہا جب صبح صادق ہوئی بادشاہ سے عرض کی شعر صابر بلگرامی

فصل بہار ہے گلشن مہکتے ہیں ٭ پھولے ہیں پھول کیا کیا بلبل چہک رہے ہیں ٭

ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہے زور پر نسیم سحری ہے نور کا تڑکا ہے وقت گلگشت کا ہے مرغان خوشنوا چہک رہے ہیں گل خنداں ہیں غنچے چٹک رہے ہیں اوس پڑنے سے خاک جمی ہے مٹی میں شبنم باری کے سبب سے نمی ہے بادشاہ کے بھی جی میں آگیا امیر کا ہاتھ پکڑے مع حاضرین تفریح کیلیے چمنستان کیطرف چلا عمرو بادشاہ کو لئے ہوئے اسطرف لے آیا جہاں بختک سراپا برہنہ درخت میں

بندھا ہوا تھا بختک بادشاہ کو دیکھ کر غل مچانے لگا کہ پیر و مرشد باغبان نے میرا یہ حال بنایا اور اُدھر سے خواجہ علف پوش نے حاضر ہو کر عرض کی کہ رات کو ایک چور بدررو کی راہ سے باغ میں آیا تھا سو اُسکو غلام نے درخت سے باندھ رکھا تھا جب چار چوٹ کی مار پڑی تو کہتا ہے کہ میں بختک وزیر بادشاہ کا ہوں اتفاق وقت اور بیوقوفی سے یہاں آکر پھنسا ہوں بادشاہ اور امیر نے جو غور کر کے دیکھا تو واقعی بختک ایک درخت سے بندھا ہوا نظر پڑا عمرو نے بڑھ کے کہا کہ آج باغ میں نیا گل پھولا بختک تو بہت فہمیدہ اور ہوشیار ہے صاحب جراُت اہل وقار ہے اُسکی کیا کمبختی ہے کہ یہاں آتا اور آپکو بلا میں پھنساتا شاید کوئی بھوت اُسکے لباس میں آیا ہے حضور کی دل لگی کو یہ شعبدہ دکھا رہا ہے غالب ہے کہ بعد ایک ساعت کے ہوا ہو جائیگا پھر اس مقام میں کسیکو نظر نہ آئے گا عمرو یہ کہہ رہا تھا اور بادشاہ سیر کناں آگے بڑھے تو امیر دلمیں سمجھے کہ خواہ مخواہ اسمیں شمول عمرو کا ہے ذات شریف کا یہاں بھی دخل مقرر ہوا ہے بختک کو دیکھ کر بادشاہ بے اختیار رنگ گل کھلکھلا کر ہنسے اور جتنے حاضرین تھے ہنسی کے مارے ایسے بیچین ہوئے کہ بے ادبانہ بادشاہ کے روبرو قہقہہ مارنے لگے امیر نے اسکو کھلوا دیا اس آفت ناگہانی سے رہا کیا دیکھا کہ تمام بدن بختک کا زخمی ہے جا بجا سے لہو بہہ رہا ہے چاندی ہو گئی ہے بادشاہ نے برسر عتاب ہو کر فرمایا کہ اسی ہیئت کذائی سے اسکو نکال دو ہمارے سامنے سے جلد دور کر دو امیر نے تقصیر معاف کروائی اور پوشاک اُسکی عمرو سے تین سو تمن کو مول لیکر اُسے عطا فرمائی اور ہمراہ لیا اور تسلی اور دلاسا دیا بادشاہ باغ ہشت بہشت کیطرف کہ ناف باغ داد میں مثل نگین واقع تھا مائل ہوئے اور اُس باغ میں میر و بزرجمہر و ہرمز تاجدار کو مع مقبل و بختک دیگر سرداران حاضرین لیکر داخل ہوئے واقع میں وہ باغ اسم بامسمّی تھا نمونۂ فردوس معلّی تھا عمرو نے بختک کا نام بیاض سفاہت میں سرے پر لکھا تھا دفتر حمقا میں سر دفتر لکھا تھا بادشاہ کے روبرو ظرافت کرنے لگا انہار شرارت کرنیلگا کہ قبلۂ عالم بختک بیچارے کی ہڈیوں کو باغبانوں نے بلیچوں کے مارے ازبس چُور کر دیا ہے اور سر پر بال باقی نہیں خوب صاف ورم سا چمک رہا ہے سراسر لہو کر دیا ہے اگر اسکو مرحمت مومیائی ہوتی تو عین سرفرازی ہوتی اور اب تو تقصیر ہوئی کہ حضور کی حکم عدولی کی یعنی بحکم باغ میں آیا سو اُسکا ثمرہ ملا اب اس سے ایسا قصور نہو گا کبھی حکم عدولی کا مرتکب یہ بےشعور نہو گا یہ کہکر بختک کیطرف متوجہ ہوا اور اُس سے کہنے لگا ہاتھ جوڑ کے توبہ کر کہ پھر مجھ سے ایسی حرکت بیجا نہو گی ایسی جراُت پھر اصلا نہو گی القصہ عمرو بختک کو مسخرہ بناتا تھا اور حاضرین دربار کو ہنساتا تھا بادشاہ نے فرمایا کہ عادی کو تو بلاؤ جلد ہمارے حضور میں پہونچاؤ جب عادی حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ کیوں عادی ہم تمہیں دروازے کا نگہبان کریں اور معتمد سمجھ کر کوئی خدمت سونپیں اور تم ایسی غفلت کرو اور ہمارے قول کو خفیف سمجھو کہ بختک کا گذر باغ کے اندر تک ہو اور تمہیں مطلقاً خبر تک نہو وہ بے اجازت ہماری یہاں داخل ہو اور تم غافل ہو عادی نے التماس کیا کہ قبلۂ عالم بختک کی طاقت ہے کہ بے اجازت حضور کے باغ میں قدم رکھے بے حضرت کے اشارے کنارۂ باغ تک بھی پہونچ سکے میرے پاس آیا تھا کہ مجھ سے نذرانہ لو اور مجھے باغ میں جانے دو میں نے اسکو جھڑک دیا وہ اپنے گھر شرمندہ ہو کر چلا گیا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھو تو وہ کون بیٹھا ہے بختک ہے یا کوئی اور آدمی نیا ہے عادی بختک کو دیکھ کر برہم ہوا اور گردن پکڑ کے

بولا کہ باغ سے نکل کے دیکھیے گا کیسی آپکی خدمت کرتا ہوں کسطرح آپکے ساتھ الیت کرتا ہوں امیر نے عادی کو منع کیا اور زجر و توبیخ سے باز رکھا کہ بجنگ سے مزاحم ہونا بادشاہ نے اسکی تقصیر معاف کی ہے اسکی حماقت سے درگذر فرمایا ہے اپنے مقام پر جاؤ جہاں بیٹھے تھے وہیں بیٹھو عادی تو باغ کے دروازے پر گیا اور محفل میں ساغر کا دور ہوا جب طاؤس آفتاب کوہ مغرب میں آشیانہ گزیں ہوا اور سرخاب ماہ نے لب دریائے اخضر فلک پر خرام ناز شروع کیا مشعلچیوں نے شمعوں کا نور جھاڑ دنیں روشن کیں رباب نشاط حاضر ہوئے از سر نو عیش و عشرت کی صحبت جمی عمرو تمام شب مے ناب سے ہر ایک کو چھکاتا اور ظرافت کرتا رہا صبح ہوئی بادشاہ قصر چہل ستون میں رونق افروز ہوئے امیر صنعت کاریگروں کی اس مکان میں دیکھ کر وجد کرنے لگے القصہ بادشاہ ہر روز امیر کو ایک نئے مکان میں لیجاتے تھے محفل عیش و سرور برپا کرتے تھے اور انواع انواع وضع سے امیر کو مسرور فرماتے تھے چونکہ پانچ شبانہ روز بادشاہ کی پلک جھپکی تھی اسدم بادشاہ کی آنکھ لگ گئی امیر بھی پوشاک بدلنے کیلیے قصر چہل ستون سے باہر تشریف لائے اور رفیق و مصاحب بھی ہمراہ آئے سیر کرتے کرتے ایکطرف کنج باغ میں جو پہونچے ایک نہر دیکھی کہ جسکی لطافت کے روبرو آئینہ ماہ دھندلا نظر آتا تھا پانی اسکا جھنجھرونکی راہ سے محل میں جاتا تھا مقبل سے فرمایا کہ ہم غسل کرینگے پوشاک بدلینگے مقبل نے امیر کی پوشاک بڑھائی اور فوراً نئی پوشاک بدلنے کیواسطے منگوائی امیر نہلانے لگے حمام فرمانے لگے اتفاقاً ملکہ مہرنگار دختر نوشیرواں عادل روزگار برائے سیر بالائے قصر جھرونکوں میں بیٹھی ہوئی تھی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی امیر پر جو اسکی نگاہ پڑی تیر عشق امیر اسکے جگر کے پار ہو گیا غش کھا گئی تیر عشق کھا کر دلمیں سوچی کہ مجھکو تو اس کمان ابرو نے گھائل کیا بیٹھے بٹھائے زخم عشق و داغ محبت دیا اسکا سلامت جانا خوب نہیں ہے صاف نکل جانا اسکا طبیعت کو مرغوب نہیں ہے عنبر جیب گلے سے نکال کر امیر کیطرف پھینکا امیر کے کاندھے پر گرا امیر نے جو ادھر دیکھا جلوۂ قدرت صانع مطلق نظر آیا ضبط نہ کر سکے

نظر پڑا اک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا + جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر آفت غضب خدا کا +

امیر چاروں شانے چت پانی پر گرے مقبل نے کود کر امیر کو سنبھالا اور گود میں لیکر نہر سے باہر نکالا امیر نے ایسی آہ سوزناک کھینچی کہ خرمن عیش میں آگ لگ گئی شعلۂ عشق دلمیں بھڑکنے لگا اشک حسرت آنکھوں سے ٹپکنے لگا مقبل نے امیر کو سمجھایا کہ یہ مقام خود رفتگی کا نہیں ہے پوشاک نئی بدلیے اور محفل میں چلیے بارے اسوقت امیر نے مقبل کی نصیحت سنی کہ پوشاک بدلی قصر چہل ستون میں تشریف لیگئے مگر طبیعت کا اور ہی تعلق تھا بدحواس تھے اور اسطرف ملکہ مہرنگار کا حال بتر ہوا دائی اور خواصوں نے اسے گھیر لیا کوئی کٹورا چہل کنجی کا دھو کر پلاتی کوئی آیۃ الکرسی اسپر دم کرتی کوئی نادعلی پڑھ کر پھونکتی اکل و شرب و خواب و خور موقوف ہو گیا کوئی ہاتھ پاؤں سہلاتی ملکہ کو جب افاقہ ہوا اپنے دلمیں سوچی کہ کہیں راز افشا نہو جائے یہ عشق اس باغ میں کوئی گل کھلائے خواصوں سے کہا کہ تشویش کا مقام نہیں مجھے خود بخود اسوقت دوران ہوا سو اب اچھی ہوں بھلی چنگی ہوں غل شور مت مچاؤ دلمیں نہ گھبراؤ ادھر کا حال سنیے کہ امیر دم پر دم ساعت بساعت دیکھتے تھے کہ دن کہیں تمام ہووے تو بیتابی دل کی تدبیر کیجائے کہیں شام ہووے تو دل ٹھہرے بارے جوں توں کر کے دن کو کاٹا اور پہر رات تک ضبط کیے بیٹھے رہے

آخر اضطرار دل ممنوں ہوا ضبط کا یارا نہ رہا بادشاہ سے التماس کیا کہ آج رات چھٹی ہے پلک سے پلک فدوی کی نہیں لگی ہے اگر حکم ہو تو کسی قدر استراحت کروں کسی گوشۂ باغ میں جا کر سو رہوں بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ خدا کو سونپا امیر مع مقبل وفادار بارے مجلس سے آئے پھر جھروکے کے نیچے آئے کوئی لگاؤ اوپر جانیکا نہ پایا لیکن ایک درخت عظیم الشان محل کی دیوار سے ملا ہوا نظر آیا شاخیں اسکی بام قصر پر پھیلی ہوئی تھیں منڈیر سے لگی ہوئی تھیں مقبل کو اس درخت کے نیچے کھڑا کر کے آپ درخت پر چڑھ گئے بام قصر پر پہونچ گئے

پہلی ملاقات امیر کی سر حلقۂ خوبان روزگار سے یعنی ملکۂ مہرنگار سے

اشعار عشق ہے تازہ کار تازہ خیال + ہر جگہ اسکی اک نئی ہے چال + کہیں آنسو کی یہ سرایت ہے + کہیں یہ خونچکاں حکایت ہے + کہ نمک سکو داغ کا پایا + کہ پتنگا چراغ کا پایا + کہیں طالب ہوا کہیں مطلوب + اسکی باتیں غرض ہیں دونوں خوب + خامۂ دل افگار نبض شناسان عشاق مزاج دانایان بیماران فراق کلک شوریدہ سر مضامین شوق و ذوق زبان پر لاتا ہے ہجر و وصل کی داستان سناتا ہے کہ امیر نے سقف قصر پر سے دیکھا کہ ملکۂ مہرنگار ماہرویان پری پیکر کے حلقہ میں بیٹھی ہے اور صراحی مے گلگوں سے بھری ہوئی سامنے رکھی ہے جام بلورین ہاتھ میں چھلک رہا ہے بادۂ ارغوانی پیالہ سے چھلک رہا ہے لیکن گوہر اشک کی لڑی نوک مژہ سے مسلسل تا بدامن ہے آتش عشق کا نوں سینہ میں شعلہ زن ہے آہ سرد لبوں پر ہے نالہ کشی کا شغل اکثر ہے دن کو تو امیر نے دور سے دیکھا تھا اب متصل سے جو نظارہ کیا دیکھا کہ چشمۂ خورشید درخشاں اُسکے حسن کے آگے پانی بھرتا ہے اور ماہ تاباں اُسکے چہرۂ پر نور کے پرتو سے ضیا اقتباس کرتا ہے امیر اُسکے حسن دلآویز کو دیکھ کر آپ میں نہ رہے اور بھی شعلہ آتش شوق دلمیں بھڑکے ملکۂ مہرنگار کو ہمنشینان محرم راز سمجھا رہی تھیں اپنے اپنے طور پر کلمات تشفی آمیز سنا رہی تھیں کہ اس گریۂ و زاری سے نہیں معلوم کیا طوفان ہوگا یہی ماجرا اگر رہا تو دشمنوں کا خدا جانے حال کیا ہوگا ایسی بیخود نہو جاؤ ذرا آپ کو سنبھالو آخر جسکے [illegible] ہوا ہے اُسنے بھی تم کو دیکھا ہے اسکو بھی چین کہاں ہوگا وہ تمہارے فراق میں سرگرداں ہوگا کوئی نہ کوئی تدبیر ملنے کی کریگا خواہ مخواہ کوئی صورت وصل کی نکالیگا الحاصل سبھوں کے سمجھانے بجھانے سے ملکہ کا رونا موقوف ہوا اور فتنہ بانو نے کہ ملکہ کی دایہ کی بیٹی تھی ساغر مے ملکہ کے ہاتھ میں دیا کہ اسکو پیو ملکہ نے کہا میں سب کے پیچھے پیونگی تھوڑی دیر کے بعد نوش کرونگی پہلے تم تو اپنے صیاد کا نام لیکر پیو قدرے قلیل میرے واسطے رہنے دو سب سے پہلے فتنہ بانو نے جام لبالب بھرا اور اٹھلا کے عمرو عیار کا نام لیکر پیا یہ سنکر امیر کا دل گھبرایا کہ عمرو یہاں کب آیا یہ سوچتے ہے فکر کر رہے تھے کہ دوسری معشوقہ مقبل وفادار کا نام لیکر مے گلگوں کا پیالہ پی گئی اور اسیطرح [illegible] شراب لالہ رنگ پی پی گئی امیر نے اپنے دلمیں کہا کہ معقول اس راز سے ہم آگاہ نہ تھے ملکہ نے [illegible] منہ سے لگایا کہ گشتہ ہشام بن علقمہ خیبری کی یاد میں پیتی ہوں کہ جسنے تم سبکو قید سے چھڑایا ہے جو

بہت محظوظ ہوے اور بہت سے امور سر راز و نیاز میں ملحوظ ہوے پھر بھر کامل بزم بادہ خواری گرم رہی ملکہ ہر بار نام صاحبقران کا لیکر ساغر مے ناب پیتی تھی جب دو پہر سے زیادہ رات گزری مجلس برخاست ہوئی ملکہ چھپر کھٹ پر جا کر لیٹی ہر چند کروٹیں لیتی مگر صاحبقراں کے خیال میں نیند نہ آتی زار زار رو تی جاتی آخر روتے روتے تھک گئی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ بھی سو گئی اور ہر عورت اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہی سیڑھیوں کی راہ سے بام قصر سے نیچے اترے اور دبے پاؤں ملکہ کے چھپر کھٹ کے پاس گئے دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہے مگر چشم انتظار کھلی ہے سے آنکھیں کھلی ہوئی ہیں عجب خواب ناز ہے ؂ فتنہ تو سو گیا ہے در فتنہ باز ہے ۔ دیر تک اُسکے روے منور کو دیکھا کیے دلمیں سوچا کیے کہ تو بڑی محنت سے یہاں تک پہونچا ہے کمال تکلیف اُٹھا کے یہ قرب نصیب ہوا ہے دلکی ہوس تو نکال کسی حیلہ سے صاحبقراں نے اپنے دونوں ہاتھ گل تکیوں پر رکھے چاہا کہ اُسکے لب شیریں کو چومیں اور رخسار تاباں کا بھی بوسہ لیں ہاتھ تکیوں سے پھسل گئے ملکہ کی چھاتی سے لگ گئے ملکہ چونک پڑی امیر کا تو خیال نہ رہا بے اختیار چیخ مار کے چور چور کہنے لگی ہر چہار طرف سے خواصیں جاگیں اُٹھ کر دوڑیں امیر نے کہا اے جان میں کشندۂ حشام بن علقمہ خیبری ہوں و مقتول ناز و اداے مہر نگار پری ہوں ملکہ امیر کو پہچان کر اپنے غل مچانے پر بہت شرمندہ ہوئی اور عذر معذرت کرنے لگی اور صاحبقران کو جھٹ پٹ چھپر کھٹ کے نیچے چھپا دیا خواصوں کو یہ کہکر بہلا دیا کہ میں خواب دیکھ رہی تھی اس سبب سے چیخ مار اٹھی اچھا تم لوگ جا کر سو رہو اپنے اپنے مقام پر جا کر

امیر اور مہر نگار کا بارہ دری میں پلنگ جواہر نگار پر یک جا بیٹھنا

وہ تو نیند کی ماتیاں تھیں اپنے اپنے مقام پر جا کے سو رہیں صاحبقران اُنکے جاتے ہی نیچے سے نکلکر اوپر آئے ملکہ مہر نگار کے برابر آئے ملکہ نے انکو تو دور سے نظارہ کیا تھا اب جو پاس سے دیکھا اور بھی غش کر گئی ہوش سے گزر گئی صاحبقران نے منہ سے منہ ملا کر اپنی بو جو سُنگھائی تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئی اتنے میں سپیدہ صبح کا نمودار ہوا صاحبقران نے مانند شبنم اپنی چشم نرگس میں اشک حسرت بھر کے کہا کہ او جان خدا حافظ ہے اب کشندہ علقمہ خیبری ٹھہر نہیں سکتا ہے کہ خوف افشائے راز کا ہے بادشاہ سے سونیکا بہانہ کر کے آیا تھا اگر جیتا رہا تو پھر رات کو آ کر بلا گرداں ہونگا مگر اس بسمل خنجر ناز کو بھول نہ جانا مبتلائے فراق کو دل سے نہ بھلانا ملکہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور آبدیدہ ہو کر بولی کہ دیکھئے اتنا دن کیونکر بسر ہوتا ہے کسطرح مطمئن دل مضطر ہوتا ہے اچھا خدا کو سپرد کیا اللہ کی امان میں سونپا بس اب آپ تشریف لیجائیے + جو گذریگی ہم پر گزر جائیگی + طبیعت کو ہوگا قلق تھوڑی دیر + ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی + اسکے بعد امیر رخصت ہوئے بدستور بام قصر سے نیچے اُترے اور مقبل وفادار کو ساتھ لیکر مجلس میں پہونچے بادشاہ بھی خوابگاہ سے برآمد ہو کر بزم افروز ہوا ہر منصبدار اور وزیر و امیر دولت ملازمت سے بہرہ اندوز ہوا ہر گاہ گل خورشید کو نسیم سحری نے شگفتہ کیا اور پھول سورج مکھی کا پھولا بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑ کے چارچمن میں تشریف لائے اور ارباب محفل بھی اُسی مقام پر حاضر آئے امیر کو سیماب آتش دیدہ کیطرح قرار نہ تھا کسی صورت دل پر اختیار نہ تھا گھڑی گھڑی اُٹھ کر محفل سے باہر جاتے تھے اور ایوان ملکہ مہر نگار کیطرف دیکھ آتے تھے بزرچمہر نے امیر کی بیتابی دیکھکر تاڑا کہ ہو نہو امیر کا دل کسی پر آیا عمرو کیطرف اشارہ کیا اُس نے کہا میں آپ سے پہلے سوچا ہوں آپ کے پیشتر بھانپ گیا ہوں کہ حضرت کی طبیعت کسی پر آگئی ہے انکی بیقراری دکھا رہی ہے بختک نے بھی امیر کا اضطراب دیکھ کر تجویز کیا کہ امیر کسی پر شیفتہ ہوا یہ بیقراری خالی از علت نہیں ہے اتنا اضطراب بے تعلق طبیعت نہیں ہے بختک نے بادشاہ سے عرض کی کہ بعض لوگ ہر گھڑی محفل سے اُٹھ کر باہر جاتے ہیں مجلس کا لطف جاتا ہے صحبت کا رنگ مٹاتے ہیں حکم دیجے کہ جو کوئی بلا ضرورت مجلس سے باہر کا قصد کریگا اُسکو سو تمن جرمانہ دینا پڑیگا بادشاہ نے اس بات کو پسند کر کے امیر سے کہا کہ اب جو کوئی اُٹھے گا وہ سو تمن جرمانہ دیگا امیر نے عرض کی کہ بہت مناسب ہے باوجود اس کہنے کے امیر دو مرتبہ مضطرب ہو کر محفل سے اُٹھے اور دو سو تمن جرمانہ کی بابت دیئے بزرچمہر نے عمرو سے کہا کہ کچھ ابھی تدبیر کیا چاہیے کہ بختک محفل سے اُٹھ کر یہاں سے دفع ہو جائے اسوقت یہاں نہ رہنے پائے عمرو نے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے ابھی تو ہوا ہوتا ہے ایک نقشے میں تو لمبا ہوتا ہے یہ کہکر اُسوقت بادشاہ سے التماس کیا گوش شاہی تک پہونچا دیا کہ اسوقت عجب طرح کا سماں ہے اگر حکم حضور نفاذ پائے تو غلام اپنے ہاتھ سے دو چار جام بھر کے حضور کو پلائے بادشاہ نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے ہمیں بھی منظور نظر ہے عمرو نے جام و صراحی کو ہاتھ میں لیکر گردش دی اور گرما گرمی شروع کی جب تین چار جام متواتر بادشاہ کو پلا چکا ہر مرتبہ تاجدار کو ایک ساغر پلا کے امیر کو دیا بعد ازاں خواجہ بزرچمہر کو ایک پیالہ پلایا اسیطرح سے گردش کرتا خواجہ گرگ الدین یعنی بختک کے منہ سے پیالہ لگایا اُسکا ماتھا ٹھنکا کہ اسوقت ضرور کچھ دال میں کالا ہے کچھ نہ کچھ گل پھولنے والا ہے عمرو کی

استدعا ہے ساقی گری کرنا خالی از علت نہیں ہے پر امر بھی سوائے شراب کے نہیں ہے عمرو سے کہنے لگا کہ میں نے کل سے توبہ کی ہے میں نہیں پینے کا عمرو نے پکار کے کہا اور سب کو سنا دیا کہ عجیب بات ہے سب ارباب محفل جانتے ہیں کہ جہاں پناہ تک نے میری ساقی گری گوارا کی مگر بختک کو گوارا نہ ہوئی ناگوار گذری یہ نہیں جانتا اگر ابلیس میرے ہاتھ سے ایک ساغر پی جاتا تو ہزاروں سجدے حضرت آدم کو کرتا ستر تکبر نہ اٹھاتا عمرو کے اس لطیفے سے بادشاہ اور جمیع اہل محفل ہنس پڑے اور بختک سے کہنے لگے کہ نفس الامر میں عمرو کا ساقی گری کرنا تکلف سے خالی نہیں ہے تعجب ہے کہ تم انکار کرتے ہو ناچار بختک نے عمرو سے پیالہ لیکر زہر مار کیا چونکہ اُسمیں عمرو نے کچا جمال گوٹہ ملایا تھا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ بختک کے پیٹ میں قراقر پیدا ہوا مروڑا ہونے لگا بادشاہ سے عرض کر کے اٹھا کہ خانہ زاد رفع ضرورت کیواسطے جاتا ہے ابھی پھرا ہوا آتا ہے جب فراغت کر کے آیا ایک لمحہ نہوا تھا کہ پھر پیٹ میں درد ہونے لگا مجبوراً اٹھکر چلا عمرو بولا کہ اب کہاں جاتے ہو ابھی تو باہر سے چلے آتے ہو اُسنے کہا کہ بیت الخلا عمرو نے کہا کہ خیر ہے ابھی آپ ہو آئے ہیں پھر جایا چاہتے ہیں بختک نے سو تمن جرمانہ دیکر رفع حاجت کر لی دم بھر نہ بیٹھا تھا کہ پھر خلش معلوم ہوئی لیکن جرمانے کے خوف سے ضبط کیے بیٹھا رہا جب بہت بیتاب ہوا تب تو تھام نہ سکا دست خطا ہو گیا اور پاجامے کے پائچوں سے بہ نکلا عمرو تو اسی تاک میں تھا ساغر کو ہاتھ سے رکھکر بادشاہ کیخدمت میں التماس کیا کہ اسوقت حضور کو سرور ہے اگر خیابان کی سیر فرمائیے تو دونی فرحت حاصل ہو بڑا لطف اٹھائیے حضور کے صدقے میں اور لوگ بھی سیر کریں امن تماشا عشرت سے بھریں بادشاہ نے فرمایا عمرو اسوقت ہمارا بھی یہی جی چاہتا تھا بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑ کے چمنستان کیطرف متوجہ ہوئے حاضرین محفل بھی اٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ کے جلو میں پہلے بختک بھی بضرورت اٹھا لوگوں نے دیکھا کہ بختک کی کرسی نجاست سے بھری ہوئی ہے اور اُسکے پائچوں کی راہ سے نجاست بہہ رہی ہے قالین کرمانی بھی جو اسپر بچھا تھا غلیظ ہو گیا عمرو نے بادشاہ کو اطلاع دی اس حال کی خبر کی بادشاہ کا دماغ تو پہلے ہی سے پراگندہ ہو چکا تھا یہ حال سنکر نہایت آشفتہ ہوا۔ عادی کو بلوا لیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ گوہی بدتمیز ہماری صحبت کے قابل نہیں ہے اسے باغ سے نکالدو ہمارے سامنے سے دور کرو عادی تو پیشتر سے اسپر زہر کھائے ہوئے تھا حکم ہوتے ہی بختک کو ڈاڑھی پکڑ کے گھسیٹتا ہوا لیگیا خواجہ بزرجمہر نے دلمیں کہا کہ ہر چند بختک کو تو بحکمت عملی محفل سے نکالا مگر امیر کا اضطراب دمبدم بڑھتا جاتا ہے خدا جانے سبب اسکا کیا ہے ایسا نہو کہ بادشاہ کچھ دلمیں جانیں تو بدگمان ہووے پھر اور ہی سامان ہووے ہاتھ باندھ کر بادشاہ سے التماس کیا کہ حمزہ حضور کی قدردانی سے بہت احسانمند ہوا تا حیات مستغار ممنون رہے گا تمام عمر مدح و ثنا سلطان عالم کی قدردانی کی کرے گا اب قبلۂ عالم محل کے سریر سلطنت پر رونق افروز ہوں کہ خلق اللہ منتظر عدالت ہے رعایائے شاہی امیدوار زیارت ہے بادشاہ کو بزرجمہر کا کہنا بہت پسند آیا امیر کو خلعت شاہانہ دیکر رخصت فرمایا اور آپ بارگاہ میں تشریف لایا مصروف بعدالت و انصاف ہوا

بیتابی ملکہ مہر نگار کی امیر کے فراق میں اور جانا اسکا امیر کے آرزو کیطرف امیر کے اشتیاق میں

محرران دفتر عشق لکھتے ہیں کہ صاحبقران تلشاد کے ہم پرچا کے گھڑیاں اور ساعتیں گنا کیے اور روز ہجراں کو بامید شب وصال بسر کیا کیے ہرگاہ سیمرغ خورشید نے آشیانہ مغرب میں بسیرا لیا اور تدرو ماہ سطحہ صحن فلک پہ خوشخرام ہوا امیر نے دست بقچہ لباس شبروی کا طلب کیا جامۂ اطلس سیاہ گلے میں پہنا کمربند زربفت سیاہ کمر میں باندھا شملہ سیاہ شال کا سر پر لپیٹا خنجر و شمشیر کو داب میں لگا کر پاتابہ صوف کا پاؤں میں چڑھایا اسپر کفش صندی پہنکر کمند کا حلقہ شانہ سے لگایا نقاب سیاہ ادیم کا اپنے منہ پہ ڈالکے اس سج دھج سے مقبل کو ہمراہ لیکر خیمہ سے نکلے اور ملکہ مہر نگار کے محل کیطرف عازم ہوئے اثنائے راہ میں عمرو چھپا ہوا کھڑا تھا جست کرکے بولا کہ خبردار او چور رنہ کہاں جاتے ہو کیوں آپکو مجھ سے چھپاتے ہو تم نہیں جانتے کہ میں طلایہ پھرتا ہوں گشت کر رہا ہوں کیا لطف ہو کہ رفند کے لوگونکو پکاروں اور آپکو صبح تک پہرے میں بٹھلاؤں امیر نے کہا کہ او دزدمکا سچ کہتا ہے کیوں بیہودہ مارج ہوتا ہے اُسنے کہا اے امیر معلوم ہوا کہ میں نامحرم ہوں تب تو مجھ سے اپنا راز چھپایا مجھے ایسا نامحرم اور بدخواہ اپنا ٹھہرایا امیر نے فرمایا کہ اگر تو نامحرم ہوگا تو محرم کون ہوگا مگر اسلیے میں نے تجھ سے نہیں کہا کہ تو مجھکو نصیحت کریگا اور میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں لیکن قابو نہیں کیا کردوں اے اب تو بھی میرے ساتھ چل کوچہ جاناں میں جاتا ہوں دل کی بیتابی وصل محبوب سے مٹاتا ہوں عمرو نے پوچھا کہ شہریار وہ کون ہے اور کیسی ہے آدم زاد ہے یا حور ہے کہ پری ہے کہ جسکے واسطے تم سا مستقل مزاج بیقرار ہے سراسیمہ و دریا اضطرار ہے امیر نے فرمایا کہ سننا بھلا کہ دیکھنا چلکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے در حسن خداداد کی داد دے امیر عمرو سے باتیں کرتے باغ داؤ کیطرف چلے جاتے تھے اور فرط شوق سے بے تحاشا قدم بڑھاتے تھے ملکہ مہر نگار کا حال سنیے کہ امیر کے فراق میں کس مصیبت سے اُسنے دن کاٹا وہ دن رنج و غم میں گزرا دن بھر چھپر کھٹ پر منہ لپیٹے پڑی رہی نہ اُٹھی نہ بیٹھی نہ منہ دھویا نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ تکیے پر سے سر اُٹھایا نہ کنگھی کی نہ چوٹی کی نہ پوشاک بدلی مگر ہاں تمام دن اشکوں سے منہ دھویا کی خواصوں نے ملکہ کا حال دیکھ کر فتنہ بانو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ نے کہیں دل اپنا گنوایا کہ خواب و خور حرام ہے نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام ہے دایہ سے یعنی اپنی ماں سے اس راز کو افشا کرو اُن سے جا کے یہ ماجرا کہو کہ وہ کچھ تدبیر کریں فتنہ بانو نے کہا میں تو نہیں کہنے کی مگر تم اماں جان سے کہو اُنسے جا کے یہ حال بیان کرو میرے کہنے سے تمہارا کہنا زیادہ ہے دیکھو تو انکا کیا مشورہ ہے کیا ارادہ ہے آخر چند خواصوں نے بالاتفاق دایہ سے اس ماجرے کی خبر کی دایہ بدحواس ملکہ پاس دوڑی گئی دیکھا تو واقعی ملکہ کا عجب حال ہے نہ کھانے پینے کا ہوش ہے نہ بناؤ سنگار کا خیال ہے منہ لپیٹے ہوئے چھپر کھٹ میں پڑی ہے چہرہ سے وحشت ٹپک رہی ہے دایہ نے چادر کو منہ سے اٹھا کر کہا کہ بیوی خیر تو ہے نصیب دشمناں مزاج کیسا ہے چھپر کھٹ میں پڑے رہنے کی وجہ کیا ہے مجھ سے نہ چھپاؤ درد دل اپنا بخوف و خطر مجھکو سناؤ چھٹپن سے میں تمہاری محرم راز ہوں صدقے جاؤں تمہارے اوپر سے نثار اور جانباز ہوں ملکہ نے کہا کہ ہر چند شرم مانع ہے مگر بے تم سے کہے بھی کام نہیں چلتا ہے کہ میرے سوز جگر سے تمہارا دل جلتا ہے اے دایہ کشندۂ ہشام بن علقمہ کا تیر عشق میرے جگر کے پار ہوگیا ہے بے مرہم وصال کسیطرح سے یہ زخم اچھا ہوتا نہیں معلوم ہوتا ہے دایہ بولی کہ ملکہ مقام غور ہے

کہ کیسے کیسے شاہزادگان کیانی وساسانی کا پیغام آیا اور تم نے قبول نہ فرمایا اور یہ شخص مسلمان غیر کفو غیر مذہب میرے
نزدیک مناسب تو نہیں ہے کہ تم اسکے پہلو میں بیٹھو اُسکی ہمنشین ہو ملکہ نے کہا اے دایہ عشق کو مذہب و غیر مذہب سے کیا سروکار
ہے یہ تم خوب سمجھ لو کہ بے وصال صاحبقران کے جان میری نہیں بچنے کی دل بے صبر بیقرار ہے یہ کہکر ایک عنبر چہ تین ہزار
روپئے کی خرید کا گلے سے اُتار کر دایہ کو دیا اور اُس عجوزہ روزگار سے کہا کہ دایہ بہت کچھ صاحبقران سے میں تجھ کو دلوا دونگی
اور اپنے پاس سے بھی بہت کچھ عنایت کرونگی دایہ طمع میں خواجہ عمرو سے کچھ کم نہ تھی عنبر چہ دیکھتے ہی منہ میں پانی بھر آیا سب کچھ
مان لیا جو جو ملکہ نے فرمایا اور یہ بھی سوچی کہ ملکہ نصیحت پذیر نہیں ہوگی تو اپنا فائدہ کیوں چھوڑے ملکہ سے بولی کہ اگر یہی مرضی ہے
دلمیں یہی ٹھنی ہے تو اُٹھو حمام کرو پوشاک بدلو زیور پہنو اپنے کو ہر ہفت کرو پہر رات گئے لباس شبروی کا پہنا کر میں تم کو
صاحبقران کے پاس لیچلونگی تمھاری تمنائے دلی پوری کرونگی مگر صبر کو ہاتھ سے نہ دو کہ راز افشا ہو جائیگا اسکے ظاہر ہونے میں
سوائے نقصان کے کچھ سود نظر نہ آئیگا ملکہ کو تسکین ہوئی طبیعت ٹھہری اسیوقت اُٹھکر حمام کیا اور لباس کنیزی پہنا جب
گھڑیالی نے پہر رات کا گجر بجایا موگری کو گھڑیال پر لگایا دایہ نے ملکہ کو لباس شبروی بدلوایا اور آپ بھی مردانہ بھیس بنایا
بام قصر پر جو برج تھا کمند کو اُس سے باندھکر ملکہ کو لے اتری اور تل شادکام کی راہ لی تھوڑی دور امیر کا اُردو باقی رہا تھا قدرے
مسافت طے کرنا تھا کہ تین شخص سیاہ پوش دکھائی دیے اور اسی جانب جس طرف سے ملکہ جاتی تھی آتے نظر پڑے ملکہ اور دایہ انکو
دیکھ کر ایک درخت کی آڑ میں ہو گئیں دونوں کی دونوں آپکو چھپانے لگیں امیر کی بھی نگاہ ان دونوں سیاہ پوشوں پر پڑی اور
انکی یہ حرکت دیکھی مقبل سے باواز بلند فرمایا کہ مقبل دیکھنا یہ دونوں سیاہ پوش عورتیں کون ہیں کہ جو اسوقت بے مرد کے گھر سے
باہر نکلی ہیں در پردہ اپنے گھر والوں سے کسیطرف جاتی ہیں ملکہ نے آواز امیر کی پہچان کے یہ دوہرہ اور شعر باواز بلند پڑھا ؎
یاں جنکے لیے اپنی یوں جان نکلتے ہیں + اس راہ سے وہ کیسے انجان نکلتے ہیں + دوہرا + جا کارن ننگی سٹری اور باوری ہائے
بوجھت ہے انجان کو یہ دیکھیا کو آئے + مقبل جو نزدیک آیا دیکھا ملکہ مہر نگار ہے وہی سیمبر نازک اندام ماہرخ گلعذار ہے امیر کو
وہیں سے پکارا بے اختیار نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر چلا اُٹھا کہ آپ تشریف لائیے یہاں آکر پہچانیے ملاحظہ فرمایئے کہ کون ہیں اور
کہاں کا قصد فرمایا ہے کسکی جستجو میں گھر سے قدم نکالا ہے شعر کس کسکو آرزو نہیں تیری خبر ملے + ہم پا برہنہ پھرتے ہیں جو رفتہ
سر کھلے + امیر جو آکر دیکھیں تو ملکہ ہے خوشی کے مارے اپنے جامہ میں نہ سمائے باچھیں کھل گئیں گھر بیٹھے خضر آئے خوشی سے
ایسے پھولے کہ ہفت اقلیم کی سلطنت بھولے ملکہ کا ہاتھ پکڑ کے اپنے خیمے کیطرف پھرے زہرہ و مشتری ملے ہوئے اپنے
مقام پر چلے عمرو نے آکر سلام کیا اور کمال ادب سے یہ کلام کیا کہ حقیقت میں ملکہ آفاق یہ تو آپنے بڑا احسان کیا کہ ہم لوگوں کو اسوقت
شبروی سے باز رکھا حضرت کی کشش آپ کو کھینچ لائی انکے صدقے میں ہم کو بھی زیارت نصیب ہوئی تمنائے دلی بر آئی ؎
عشقبازوں میں کرامات نہو کیا معنی + جسکو جی چاہے ملاقات نہو کیا معنی + ملکہ نے مقبل سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کیا نام
ہے کہاں مسکن و مقام ہے مقبل نے کہا کہ خواجہ عمرو عیار یہی ہے زمانے میں آپ ہی کی عیاری کی شہرت ہو رہی ہے

ملکہ اُسکی ہیئت کذائی دیکھکر حیران ہوئی اور بار بار امیر کی صورت گوشہ چشم سے دیکھتی تھی امیر جب بارگاہ میں ملکہ مہرنگار کو لیکر داخل ہوے ملکہ کو اپنے پہلو میں بٹھایا بادۂ ارغوانی جام بلوریں میں بھر بھر کر اپنے ہاتھ سے پلایا اور ملکہ ایک جام و صراحی ہاتھ میں لے امیر کو پلانے لگی عمرو بیٹھا ہوا گایا کیا امیر نے دایہ کو کئی ہزار تومان اور ایک کشتی جواہرات کی دیکر مالا مال کر دیا اور بہت سے

امیر اور مہرنگار اور عمرو اور فتنہ بانو کا باہم شراب پینا

انعام کا امیدوار کیا قبل از صبح کاذب امیر مقبل و عمرو کو اپنے ساتھ لیکر ملکہ مہرنگار کو اُسکے قصر میں پہونچا آئے اور دوسری ملاقات کا وعدہ واثق ٹھہرا آئے جسوقت ملکہ مع دایہ محل میں داخل ہوئی بعض بعض خواجہ سرا جاگتے تھے دونوں سیاہ پوشوں کو دیکھکر چور چور کہکے غل مچانے لگے جب وزر روشن ہوا اور دختا بھی نہ دکھائی دیا نواب ناظر نے ملکہ مہرانگیز سے عرض کی صبح کو جاکر وردی بولی کون کسکے دلمیں بیٹھا ہے نیک از بد و بد از نیک سب ہی قوم میں ہوتا ہے اولی یہ ہے کہ کوئی سردار شاہزادی کے محل کے گرد طلایہ پھرنیکو مقرر رہو وے کہ وہ کمال ہوشیاری اور بیدار مغزی سے وہ پھرا کرے ملکہ نے یہ بات پسند کی اور بادشاہ کو اطلاع دی بادشاہ نے عنتر تیغزن نامے پہلوان کو چار سو سوار پیادے کی جمعیت سے ملکہ مہرنگار کے محل کی پاسبانی کیواسطے مامور کیا اور گشت پھرنے اور چوکی پہرے مقرر کرنیکا حکم دیا امیر کی سنیے کہ آدھی رات تلک ملکہ مہرنگار کا انتظار کیا جب ملکہ نہ پہونچی اور عنتر تیغزن کا مقرر ہونا محل کی نگاہبانی کیواسطے سُنا درد دل نے بیتاب کر دیا لباس شبروی کا مانگا عمرو امیر کا حال دیکھکر رو دیا اور ہاتھ باندھ کر پاؤں پر گرپڑا کہ حمزہ خدا کیواسطے آج کی رات خیمے سے باہر نہ نکلنا چاہیے دلکو سنبھالنا چاہیے کہ عنتر تیغزن کو بادشاہ نے پاسبانی کیواسطے مقرر کیا ہے اور اُسکو نگہبانی و ہوشیاری کا حکم دیا ہے مبادا عنتر تیغزن دیکھ پاوے اور تجھ کو کچھ ایذا پہونچاوے خدانخواستہ نصیب دشمناں عزت آبرو میں فرق آویگا جو کچھ آپنے نام و نشان پیدا کیا ہے سب برباد ہو جاویگا دشمنوں کی بن آئیگی طعن و تشنیع کرینگے بنی بات بگڑ جائیگی یا تو امیر روتے تھے یا بے اختیار ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ عمرو تجھ کو سودا ہوا ہے مجھکو مرنے سے ڈراتا ہے تو نہیں جانتا کہ میں کشندۂ ہشام بن علقمہ

خیبری ہوں اس دن کو خدا کے فضل سے کب خیال میں لاتا ہوں ان بزدلوں کے مقابلے سے کب ہچکچاتا ہوں مگر ہاں تجھ کو اپنی جان عزیز ہے تو میرے ساتھ نہ چل گھر سے باہر نہ نکل یہ کہکر مقبل کو اپنے ساتھ لیا اور ملکہ مہرنگار کے محل کیطرف کا ارادہ کیا عمرو سے کب رہا جاتا تھا پیچھے پیچھے امیر کے ساتھ لگا ہوا چلا گیا جب باغ واد کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ عنتر کا طلایہ مشعلیں ورجوہر مہتاب روشن کیے بیدار باش ہوشیار باش کہتا ہوا چلا آتا ہے اور ہمراہ اسکے ہرکاروں کا بھی پہرے کا پڑا ہے ایک جا پر کچھ گنجان درخت تھے امیر ہمراہیوں سمیت ان درختوں میں دبک گئے جب طلایہ نکل گیا محل کے نیچے جاکر بدستور مقبل کو نگہبانی کیواسطے چھوڑا اور آپ مع عمرو سقف قصر پر پہونچے دیکھا کہ ملکہ مہرنگار پوشاک شاہانہ پہنے سامان مجلس آراستہ کیے بیٹھی ہے اور انتظار امیر کا کر رہی ہے جام و صراحی کی کشتیاں آگے رکھی ہوئی ہیں شمعہائے کافوری کثرت سے روشن ہو رہی ہیں ایک پہلو میں طرار خوبان مقبل کی عاشق اور دوسرے پہلو میں فتنہ بانو دختر دایہ عمرو عیار کی دوست صادق بیٹھی ہیں اور سوائے ان دونوں کے جو خواصیں کہ ملکہ کی محرم راز ہیں وہ سامنے ساز و سرود لیے ہوئے بزم خلوت میں منتظر ارشاد کی ہیں اور ملکہ دیدہ انتظار سقف قصر کیطرف لگائے ہوئے بشاش بیٹھی ہے چشم انتظار سے دیکھ رہی ہے دایہ نے کہا بلائیں لوں آج صاحبقراں کا آنا بہت دشوار ہے کہ عنتر چار سو سوار و پیادہ سے طلایہ پھر رہا ہے ہر طرف صدائے بیدار باش ہوشیار باش کا غل مچا ہے ملکہ بولی کہ اے دایہ اگر صاحبقراں واقع میں میرے عاشق صادق ہیں تو طلایہ تو کیا اگر تمام فوج شاہ کی طلایہ پھیرے تو بھی وہ دم کے دم میں آتے ہیں اور میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ صاحبقراں کوئی دم میں پہونچتے ہیں صاحبقراں ملکہ کی باتیں سنکر دلمیں خوش ہوے اور سقف سے نیچے اترے ملکہ نے دایہ سے کہا کہ کیوں میں کہتی تھی دیکھو وہ صاحبقراں آئے اٹھکر صاحبقراں کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھلایا اور بہت شوق و ذوق کا تذکرہ طرفین سے زبان پر آیا شراب آتشیں ڈھلنے لگی ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام مے گلگوں بھر بھر کے امیر کو دینا شروع کیا صاحبقراں ملکہ کی گردن میں ہاتھ ڈالکر شراب پینے لگے اور لب سے لب اور سینے سے سینہ جوش مستی میں ملے اور عمرو گانے لگا اور تانیں اڑانے لگا اسکی خوش فعلیوں سے ملکہ کا دل بہت خوش ہوا عمرو سے مخاطب ہو کر کہا کہ ان معشوقوں سے کوئی پسند ہے کسی کا تو بھی آرزومند ہے عمرو بولا کیونکر عرض کروں وہ آپکی بڑی مصاحب ہیں سب محل والیوں پر غالب ہیں مجھے کاہیکو قبول کرینگی میرے نام پر گالیاں دینگی ملکہ نے قسم دیکر کہا کہ انہیں سے جو منظور نظر ہو اسکے پہلو میں جاکر بیٹھ اور بے تکلف اسکے زانو سے زانو ملاکر بیٹھ عمرو کودکر طرار خوبان کی بغل میں جا بیٹھا اور اسے نظر محبت سے دیکھنے لگا وہ عمرو کو گالیاں دینے لگی تیوری بھوں چڑھاکر اٹھ کھڑی ہوئی ملکہ نے کہا کہ عمرو وہ کیا کہتی ہے کیا کچھ برا بھلا کہتی ہے عمرو بولا کہ حضور کیا کہینگی ناز کرتی ہیں غمزے آغاز کرتی ہیں دل ہی جانتا ہوگا کیسا ہی خوش ہوا ہوگا ملکہ ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئی اور ایسے ترے کہنے لگی کہ عمرو سچ کہہ اسکی کون سی بات تجھ کو پسند آئی کہ اسکے ساتھ محبت و الفت جتائی عمرو بولا کہ اسکے پاس نیور بہت سا ہے اسیکا مجھے لالچ آیا ہے اس بات پر دوبارہ ہنسی پڑی تمام مجلس لوٹ گئی طرار خوبان جو دق ہونے لگی ملکہ مہرنگار بولی کہ اے طرار خوبان تو بھی کتنی ہمیزہ ور نکچڑھی الگ کھڑی اور روٹھی ہے ارے عمرو دوسرا امیر ہے

عیاروں اور نقلیوں کا پیر ہے اس کی معشوقہ مجھ سے رتبے میں کم نہیں ہے اس سے بہتر آدمی سالے کیواسطے تیرے سر کی قسم نہیں ہے اس اختلاط کے بعد امیر نے ملکہ سے جناب احدیت کا اقرار لیا اور کلمہ تلقین کیا ملکہ نے اسلام قبول کیا امیر سے کہا کہ جبتک میں جیتی ہوں گی اطاعت کروں گی آپ کے حکم سے باہر نہ ہوں گی امیر نے فرمایا کہ میں بھی جب تک تم سے عقد نکاح نہ کرونگا کسی عورت کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھونگا ابھی یہ قول و قرار ہو رہا تھا کہ صبح کا تارا چمکا امیر ملکہ سے رخصت ہوئے اور مع عمرو بام قصر سے نیچے اتر کر اپنے خیمہ گاہ کی طرف چلے اثنائے راہ میں عنتر کا طلایہ ملا اور ان لوگوں نے چور چور کہکر امیر کا پیچھا کیا امیر نے تلوار کھینچکر دس بارہ آدمی واصل جہنم کیے اور آپ بخیر و خوبی عافیت تمام اپنے اردو میں پہونچے جب آفتاب برآمد ہوا عنتر نے دیکھا کہ سوائے اپنے آدمیوں کے کسی غیر شخص کی لاش نظر نہیں آتی سوائے خیریت کے اور کوئی بات کہی نہیں جاتی بادشاہ سے تمام حال جا کر عرض کیا اور قصہ شب کا کہا اس دن جو صاحبقران حسب دستور دربار میں گئے بادشاہ نے فرمایا تم نے کچھ اور سنا ہے ابوالعلا عجب ماجرا ہے میں نے چوروں کا غل سنکر عنتر کو محل کی پاسبانی کیواسطے مقرر کیا تھا سو آج آخر شب کو دس بارہ آدمی اسکے ہمراہیوں سے مارے گئے اور چور کا پتہ نہ لگا ہر چند تکلیف تو ہوگی مگر آپ محل کی نگہبانی کریں تو چور گرفتار ہو یا مارا جاتا ہے یہ لوگ خوب پاسبانی کرتے امیر نے کہا میں تابعدار ہوں جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا اور تعمیل ارشاد کرونگا لوگوں نے سنکر کہا کہ بادشاہ نے خوب انتظام کیا جو صاحبقران کو محل کی پاسبانی کا انتظام دیا اگر کوئی پاسبانی ہے تو امیر کا نام سنکر کبھی اس طرف کو قدم نہ دھریگا اور اگر عمرو یا ترکوں میں سے کوئی ہے وہ بھی جرأت نہ کریگا مگر بختک نے اپنے دل میں کہا کہ بڑی مشکل ہوئی [illegible] بادشاہ نے گوسفند کی نگہبانی کیلئے گرگ کو مقرر کیا ہے [illegible] حضرت کی بجا فرمائی بعد برخاست ہونے دربار کے امیر خوش خوش اپنے خیمے میں آئے اور معتمدین خاص کو اور سپاہی اپنے روبرو بلوائے ابن مقبل کیساتھ دو سو آدمی طلایہ پھرنے کیواسطے بھیجے اور آپ بدستور جب رات گذرے عمرو عیار کو ساتھ لیکر ملکہ کے پاس پہونچے ساری رات شراب پیتے اور گانا عمرو کا سنتے رہے جب صبح قریب ہوئی امیر ملکہ سے رخصت ہو کر تلشاد کام پر تشریف لے گئے اب تو کسی کا خوف و خطرہ باقی نہ رہا تمام شب عجب مزہ ہوتا اور رہا کیوقت دربار میں جا کر بادشاہ سے کہا کہ فدوی حسب الحکم تمام رات طلایہ پھرا مگر کسی چور کو نہ دیکھا بادشاہ نے فرمایا کہ تمہارے خوف سے کوئی نہیں آیا اگر وہ آنیکا قصد کرتا تو مارا جاتا یہ کہکر بادشاہ نے امیر کو خلعت دیا اور کلمات تحسین کہکر بہت خوش کیا بختک نے بادشاہ سے عرض کی کہ آج قارن دیو بند کو کہ سا [illegible] مشہور ہے طلایہ پھرنیکا حکم دیجیے اور اسکی کارگزاری اور جانفشانی ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے اسکا کہنا قبول کیا اور قارن کو طلایہ پھرنیکا حکم دیا بختک نے بجائے خود قارن سے کہا اے پہلوان تو جلموت دیو بند کی اولاد میں سے ہے بہت ہوشیاری سے طلایہ پھرنا گشت کرنا جو سامنے آجائے گرفتار کر لینا ہتھیار کرے تو ہتھیار کرنا خبردار ڈھیل ہو تو ہرگز نہ ہونا اس نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ تیری مرضی کے موافق کام کرونگا اور بادشاہ کے روبرو بھی سرخرو ہونگا جب دربار برخاست ہوا امیر تلشاد کام پر تشریف لے گئے اور رفیق اور مصاحب بھی ساتھ رہے قارن دیو بند نے تین سو پہلوان اپنے دستے میں سے انتخاب کیے اور سر شام طلایہ پھرنے لگا ملکہ نے جو قارن کے طلایہ پھرنیکی خبر سنی کمال مضطر ہوئی دایہ سے کہا کہ آج قارن دیو بند

طلایہ پھرنے پر مامور ہوا امیر یقیناً آپکا قصد کرینگے کوئی ایسا ہوتا کہ وہاں جاتا اور میری طرف سے امیر کو منع کر آتا کہ آج تم آپکا ارادہ
نکرنا دایہ بولی کہ امیر ایسے نادان نہیں ہیں آج وہ آپ آوینگے انکو بھی تو اپنی عزت و آبرو کا پاس ہے امیر کا حال سنیے کہ جب
دوپہر رات گزری لباس شبروی کا طلب کیا عمرو نے اپنا سر پیٹا کہ حمزہ معلوم نہیں تمھیں کیا ہو گیا ہے ایک رات بھی صبر نہیں ہوسکتا
امیر نے کہا کہ عمرو عشق او صبر میں لاگ ہے یہاں تو بھڑک رہی عشق کی آگ ہے اور میرے جانیکا سد راہ کون ہوسکتا ہے کسکا کلیجہ اتنا ہے
عمرو نے کہا قارن دیوبند ایسا پہلوان نہیں ہے کہ وقت پر طرح دیجائیگا اور آپسے برسر مقابلہ نہ آئیگا امیر نے فرمایا کہ جب میں
قارن سے ڈرا تو عشق عاشقی کرچکا یہ کہکر لباس شبروی اپنے بدن پر آراستہ کیا اور ملکہ کے قصر کا راستہ لیا خیمے سے باہر نکلے مقبل اور
عمرو بھی ساتھ ہوئے دیکھا کہ چند گروہ جدا جدا چورہتا ہیں روشن کیے ہوے طلایہ پھر رہے ہیں جب امیر باغ میں پہونچے دیکھا کہ قارن
ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اپنے ہمراہیوں سے ہوشیار و خبرداری کی تاکید کر رہا ہے مقبل نے امیر سے کہا کہ حکم دیجیے کہ کمان کاندھے
سے اُتاروں ایک ایسا تیر ماروں کہ قارن کرسی سے وصل ہو جائے جگہ سے نہ اُٹھنے پائے امیر نے کہا کہ مجھے کیسکے مارنے سے کیا کام ہے
اُسے بیٹھا رہنے دو میری بلا سے اگر وہ سرگرم اہتمام ہے جو کوئی میرا سد راہ ہوگا اس سے سمجھ لونگا ابھی سے اسطرح پیش آؤنگا یہ کہکر
چھپتے چھپاتے اُسکی نگاہ سے اپنے کو بچاتے قصر کی دیوار کے نیچے پہونچے مقبل کو بدستور کھڑا کر کے آپ مع عمرو کمند لگا کر محل
پر چڑھ گئے ملکہ کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئے اور دوڑ کر گلے سے لپٹے تمام رات عیش و عشرت میں گزرانی قریب صبح رخصت
ہونیکی دمیں اُٹھانی صاحبقران اپنے مقام کے عازم ہوے ملکہ سے رخصت ہو کر چلے پہلے عمرو اُترا جب نوبت صاحبقران
کے اترنیکی آئی قارن نے دوڑ کر امیر کے تلوار لگائی امیر تو بچے مگر وہ تلوار کمند پر پڑی کمند دو ٹکڑے ہوگئی ہر چند صاحبقران
کو مقبل نے روکا مگر لنگر امیر کا مقبل سے کب سنبھل سکتا تھا صاحبقران کا سر دیوار سے ٹکرا کر پھوٹ گیا اور تھوڑا سا
خون بھی نکلا اسوقت مقبل و عمرو نے کئی آدمی سنگ فلاخن و تیر سے مارے اور بہت سے تیر ہمراہیوں پر اُتارے قارن نے
جو دیکھا کہ حمزہ ہے پہچانا نہ گیا مگر اُس کمند کو بادشاہ کی خدمت میں گزرانا اس کمند پر نام حمزہ کا منقوش تھا بادشاہ دیکھ کر کمال ناخوش
ہوا اسیوقت بزرجمہر کو بلا کر فرمایا کہ خواجہ حمزہ نے یہ کیا حرکت کی یہی مقتضاے شرافت و تلافی ہماری خاطرداری کی تھی بزرجمہر
نے کہا کہ یہ کمند جعلی ہے کسی نے جعلسازی کی حمزہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے ایسی حرکت ناملائم وقوع میں آوے اور محل شاہی
کیجانب کبھو اُسکا خیال جاے قارن بولا کہ حمزہ کا سر بھی دیوار سے لگ کر پھوٹ گیا ہے شاید کچھ خون بھی نکلا ہے بلا کر دیکھ لیجیے
بادشاہ نے امیر کو طلب کیا چوبدار طلبی کیواسطے بھیجا امیر کا حال سنیے کہ جب خیمے میں پہونچے اور اپنے رازداروں میں ٹھہرے دلمیں تصور کیا
کہ یقیناً قارن زخم سر کا حال بادشاہ سے کہیگا کمال رسوائی ہوگی نہایت برائی ہوگی ستار العیوب مجیب الدعوات کی درگاہ میں مناجات
کرتے تھے اور دکر دعا مانگتے تھے کہ میرے راز کو نامحرموں سے چھپا میری عزت و آبرو کو دشمنوں سے بچا یہ قدر و منزلت تیری بخشی ہوئی ہے
یہ قوت و طاقت تجھ ہی نے عطا کی ہے تو عالم الغیوب ہے میری نیت بد نہیں مرتکب حرام کا نہیں ہوا ہوں ایک کافرہ کو دائرہ اسلام میں
لایا ہوں میرے زخم سر کا نشان بھی نہ رہے کسی پر میرا راز نہ کھلے امیر یہ دعا مانگ رہے تھے کہ دفعتہ ایک غفلت سی آگئی

جھپکی سی لگ گئی دیکھا کہ حضرت براہیم ہاتھ سر پر پھیر کر فرماتے ہیں کہ حمزہ اُٹھ تیرے سر کا زخم اچھا ہو گیا کسی طرح کا نشان باقی نہ رہا آنکھ جو امیر کی کھل گئی سر کو ٹٹول کے دیکھیں تو زخم سر کا نشان بھی نہیں ہے تمام سر پر علامت کسی عنوان بھی نہیں ہے خبر ہوئی کہ بادشاہ نے یاد کیا ہے جلد حاضر ہونیکا حکم دیا ہے امیر بادشاہ کی خدمت میں گئے اور رفقا بھی ہمراہ پہونچے بادشاہ نے بلطف و لطائف الحیل امیر کا سر جو دیکھا تو زخم کیا گومڑا بھی سر پر نہ ملا بادشاہ نے بزرجمہر کے قول کو سچ جانا اور قارن پر عتاب فرمایا کہ حمزہ پر تہمت تو نے کیوں کی اور ایک شریف کی آبرو کی فکر کیوں کی اور اُسے دربار سے نکلوا دیا اور امیر کو خلعت سے سرفراز کیا چند روز کے بعد بہرام نے بھی غسل صحت کیا اور بادشاہ کے حضور میں پھر حاضر رہنے لگا ایک دن سر دربار بزرجمہر نے بادشاہ سے عرض کی کہ جب سے **خسرو بلاد ہندوستان ملک لندھور بن سعدان شاہ** تخت پر بیٹھا ہندوستان کا خراج خزانہ عامرہ میں داخل نہیں ہوتا ہے اور سبب اُسکا یہ ہے کہ **خسرو بلاد ہندوستان** از بس زور آور ہے اور نہایت طاقتور لحیم شحیم تناور ہے چنانچہ ایک ہزار سات سو من تبریزی کا اُسکا گرز گراں ہے اور ہزاروں پہلوانوں میں ایک پہلوان ہے بڑی شان و شوکت سے اسکی سواری ہے اور ہاتھی پر سوار ہوتا ہے تصویر اپنی مع گرز فیل بنوا کر طاق کسریٰ کے دروازے پر کھڑی کی ہے کسی کیانی کا گھوڑا خوف سے اُس تصویر کے پاس نہیں جاتا ہے اور کسی قسم کا گھوڑا عربی ہو یا تازی یا ترکی ہو یا عراقی اُسکے آگے قدم نہیں بڑھاتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ اسکی تدبیر کیا چاہیے چونکہ بزرجمہر مرد ہوشیار اور جہاندیدہ تھا گرم و سرد زمانہ چشیدہ عمر رسیدہ تھا امیر کی پیشانی سے تاڑ گیا تھا کہ اُنکا دل محل میں کسی پر آیا ہے اور وہاں سوا ملکہ مہرنگار کے کون ایسا ہے اور جو ایسے واقعات پیش آئے اور چور کے پتے نہ لگنے پائے تو اس سے بھی یقین ہوا کہ اس حرکت کا آدمی سوائے امیر کے اور کہاں پیدا دل میں سوچا کہ انھیں جوش شباب ہے نیک و بد کچھ سوجھتا نہیں پھر انجام کا خیال اصلا نہیں اگر کوئی حرکت وقوع میں آئی اور کسی حرامزادے نے خبر لگائی تو مفت کی بدنامی ہوگی اور چونکہ میں حامی اور مددگار ہونگا میری بھی رسوائی ہوگی لہذا فکر کرکے یہ صورت نکالی جانتا تھا کہ اس مہم کا کوئی قصد نہ کریگا سوائے امیر کے اور کوئی حامی نہ بھریگا برائے چندے اُس طرف جائیں کہ اس بلائے عشق سے نجات پائیں بزرجمہر نے عرض کی کہ اس سے بہتر تدبیر نہیں ہے جب اُمرا دربار میں حاضر آئیں حضور سر دربار فرمائیں کہ **خسرو بلاد ہندوستان ملک لندھور بن سعدان شاہ** کو نخوت کے زور نے میری اطاعت سے باز رکھا ہے اپنے دل میں سمجھتا ہے کہ پردۂ زمین پر میرے مقابلے میں کوئی زور آور نہیں ہے کوئی اس عالم میں میرا ہمسر نہیں ہے دیکھیے کہ کون اسکی مہم کی حامی بھرتا ہے کون اُس مردود کو زیر کرتا ہے —

عریضہ بھیجنا لندھور کی شکایت میں اور شاہ سعدان شاہ کا اور امیر کا قصد اسکی گوشمالی کیواسطے ہندوستان کا

سمند خامۂ شہسواران معرکۂ سخن شکیت قلم رایضان میدان فسانۂ کہن یوں گرم جولان ہے صفحۂ قرطاس پر اسطرح رواں ہے کہ ہنوز لندھور شاہ کی سرکشی کا ذکر دربار میں تمام نہونے پایا تھا کہ آواز فریاد الغیاث کی آئی مستغیث نے صدائے الامان الامان

گوش حق نیوش نوشیروان عادل تک پہونچائی جب الکم بادشاہ کے تخت گاہ سے باہر آیا اور بادشاہ سرندیپ کے قاصد
کے ہاتھ سے عرضی لیکر حضور شاہنشاہ کے لایا اور سر لفافہ کہ بستہ کھولکر نوشت کو کھولا اور سر دربار با آواز بلند پڑھنے لگا بعد صفت
لات و منات اپنے معبود کے وصفت مذہب فریدون و قباد و آتشکدہ نمرود کے لکھا تھا کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کی را
انور پر روشن ہووے خانہ تفتیش مظاہر پر ہووے پہلے سعدان شاہ میرا بھائی تخت نشین تھا ایک دن صید کے
پیچھے لشکر سے جدا ہو کر تین دن سرگرداں رہا تشنگی کا غلبہ ہوا پانی کی تلاش میں ایک چشمے پر پہونچا دیکھا کہ ایک عورت طویل القامت
تین مشکیں پانی سے بھری ہوئی کاندھے پر اٹھایا چاہتی ہے کسی طرف لیجایا چاہتی ہے سعدان شاہ نے اس سے کہا کہ میں تین دن سے
پیاسا ہوں تھوڑا سا پانی مجھ کو پلا میرے کلیجے کی گرمی مٹا اسنے ان مشکوں کا پانی پھینکدیا اور تازہ پانی بھرنا شروع کیا سعدان شاہ اس
حرکت سے اسکی نہایت برہم ہوا اور برآشفتہ ہو کر دلمیں کہا کہ پانی پی لوں تو جیسا اسنے میرے مانگنے پر پانی مشکوں سے بہایا ویسا ہی
اسکا میں خون بہاؤں بارے اس عورت نے ایک تن میں پانی بھر کر سعدان شاہ کے آگے رکھا جب وہ پانی پینے لگا اس عورت نے ایک
دو چار گھونٹ پینے کے بعد ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھنے لگی کہ تو کون ہے اور کیا نام ہے تو کس ملک کا ہے اور تیرا کہاں مقام ہے سعدان
شاہ نے کہا کہ اے بدبخت پانی تو مجھے پیاس بھر کے پی لینے دے پھر تو پوچھنا لیکن اس نے نہ مانا اور اپنی حرکت سے باز نہ آئی اور اسکے کہنے کو خیال
میں نہ لائی بادشاہ سعدان شاہ نے دو چار گھونٹ پانی پیا جب پیاس تھمی تلوار کھینچکر اسکے مارنے کا قصد کیا وہ عورت بولی کہ اے شخص میں نے
تیرا کیا گناہ کیا ہے کہ مجھ کو قتل کرتا ہے سعدان شاہ نے کہا کہ پہلے تجھ سے میں کہہ چکا تھا کہ تین دن کا پیاسا ہوں پانی کا ترسا ہوں تو نے
تین مشکیں پانی کی بھری ہوئی انڈھائیں اور مجھے خالی کر کے دکھائیں اور دوبارہ پانی بھرنے لگی اور عمداً دیر لگائی اتنی دیر تک مجھے پیاسا رکھا
جب پانی دیا اور میں پینے لگا تو سانس بھر کے پینے نہ دیا دو دو چار گھونٹ کے بعد مجھے ٹوکنا شروع کیا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کہ ایسا
پیاسا مر کر ستایا ہی اس عورت نے ہنسکر کہا نیکی برباد گنہ لازم پہلے تو اپنا نام و نشان بتا پیچھے میں اسکا جواب دونگی تیری تسلی اور اطمینان بخوبی کردونگی
سعدان شاہ نے کہا کہ اس مملکت کا میں بادشاہ ہوں سعدان شاہ میرا نام ہے شکار کھیلنے نکلا تھا گم کردہ راہ ہوں اسنے کہا کہ ہزار حیف
تو بارہ ہزار جزیرہ کا بادشاہ ہو کر عقل سے معذور ہے فہم و فراست سے دور ہے سعدان شاہ نے کہا کہ اسپر کوئی دلیل بھی ہے یا فقط یوں ہی
احمق بناتی ہے اسنے کہا کہ سن جسوقت تو نے مجھ سے کہا کہ میں تین دن کا پیاسا ہوں اور سے پانی کا متلاشی آیا ہوں میں نے اسوقت
سنتے ہی مشکوں کا پانی پھینکا اور دوبارہ پانی بھر کر دیا ابھی تو سانس بھر کر پینے نہ دیا اسلیے کہ تو کئی دن کا پیاسا تھا حرص کے مارے پانی
بہت سا پی جاتا میں سوچی کہ اگر دفعتاً اسنے پانی پیا اور اسکے کلیجے میں پانی لگا تو مفت مر جائیگا اگر کوئی دیکھ لیگا تو اسکے خونبہا میں مجھے
گرفتار کریگا مشکل جان چھڑانی ہوجائیگی آبرو پانی ہوجائیگی سعدان شاہ یہ بات سنکر اسکی عقل پر دیوانہ ہو گیا اور اسکے سلیقے اور ہوشیاری
پر غش ہوا اور پوچھا کہ تو کہاں رہتی ہے تیرا کوئی وارث بھی ہے یا اکیلی ہے اس نے کہا کہ سوائے خدا کی ذات کے میرا کوئی والی وارث
نہیں ہے اپنے ہاتھ پاؤں کی محنت سے کھاتی ہوں بظاہر کوئی میری خبرگیری کا باعث نہیں ہے سعدان شاہ نے شہر میں لاکر اس سے
نکاح کیا چند روز کے عرصہ میں وہ عورت حاملہ ہوئی اور سعدان شاہ کا انتقال ہوا تخت پر میں بیٹھا ان ایام میں کہ وہ عورت بیٹا جنی قد

اُس لڑکے کا پیدا ہونا تھا کتنے دنوں کے بعد وہ عورت بھی مر گئی جب میں نے نام اُسکا لندھور رکھا اور اُسکی پرورش میں مشغول ہوا اور اونٹنیاں اسکے دودھ پلانے کے واسطے مقرر کیں اور دودھ دار دائیاں اور کھلائیاں اُسکے کھلانے کو نوکر رکھیں اور جس دن لندھور پیدا ہوا تھا اُسی دن میرے یہاں بھی لڑکا تولد ہوا اُسکا نام میں نے جیپور رکھا اور دونوں کو پرورش کرنے لگا جب دونوں پانچ پانچ برس کے ہوئے ایک دن کھلائی نے جیپور کا دیکھ کے ایک طمانچہ لندھور کو مارا کہ گال اُسکا سوج گیا لندھور نے اُس کھلائی کو اُٹھا کر زمین پر ایسے مارا کہ وہ سرد ہو کر ٹھکانے لگی اور جو لوگ محافظ تھے خوف کھا کر اُس سے بھاگے اور میرے پاس آن پہونچے اور مجھ سے آ کر کیفیت بیان کی اور تمام سرگذشت مجھ سے کہی میں نے حکم دیا کہ لندھور کو مست ہاتھی کے آگے ڈالدو وہ ابھی گھر سے باہر نکالا بموجب حکم کے ہاتھی آیا اور لندھور کو اُسکے آگے ڈالا ہاتھی جو اُسکو سونڈ سے اُٹھانے لگا اُسنے سونڈ ہاتھی کی پکڑ ایک جھٹکا ایسا مارا کہ سونڈ اسکی جڑ سے اُکھڑ گئی وہ چیخ مار کر بھاگا اور فیلخانے میں جا کر ایک ستون اُکھیڑ کر جتنے ہاتھی تھے سب کو مار ڈالا اور تمام شہر میں کھلبلی پڑی میں نے حکم دیا کہ لندھور کو پکڑ لاؤ قیدخانہ میں لیجاؤ کسی اور نے جرأت کی مگر ایک وزیر نے کہا کہ یہ میرا کام ہے میں لندھور کو پکڑے لاتا ہوں حضور کی خدمت میں پہونچاتا ہوں اُسنے ایک طباق حلوے کا آگے لندھور کے لیجا کر رکھدیا جب وہ حلوا کھا چکا اسکو راہ پر لگایا اور میرے پاس لایا لندھور نے مجھکو دیکھ کر وزیر سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور نام کیا ہے وزیر نے کہا کہ آپکے چچا صاحب یہاں کے بادشاہ ہیں ملک انھیں کا ہے بولا کہ اس سے پہلے کون بادشاہ تھا کون فرمانروا تھا وزیر نے التماس کیا کہ آپکا باپ تھا لندھور نے کہا کہ یہ کون تخت تاج کا تو میں مالک ہوں یہ شخص حکمرانی کرے اور میں معطل بیٹھا رہوں وزیر نے عرض کی کہ فی الحقیقت آپ مالک بادشاہ ہیں یہ ملک آپ ہی کا ہے آپ جہان پناہ ہیں کہنے لگا کہ اسے تخت پر سے اُتار دیں میں تخت پر بیٹھونگا آج ہی سے بادشاہت و سلطنت و فرمانفرمائی کرونگا وزیر نے مجھ سے کہا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ آپ تخت پر سے علیحدہ ہو بیٹھیے اور اسے بیٹھنے دیجیے میں تخت پر سے اُتر پڑا اور لندھور تخت پر بیٹھا بعد ایک ساعت کے لندھور نے وزیر سے کھانا مانگا وزیر دارو بیہوشی ملا کر کھانا اُسکے سامنے لایا بولا کہ شہپال اور جیپور کو بھی بلاؤ کہ وہ بھی میرے ساتھ کھاویں کھانے میں میرا ساتھ دلاویں شاید کہ اسمیں کچھ ملا دیا ہو میری جان لینے کا قصد کیا ہو بضرورت میں نے جیپور کو بلوایا اور اُسکے ساتھ کھانا کھلوایا اور تینوں بیہوش ہو گئے اور تھوڑی دیر بیخود پڑے رہے ایک ساعت کے بعد وزیر نے مجھے اور جیپور کو ایک عرق سنگھایا اور دونوں کو بدستور پھر ہوش میں لایا میں نے حکم دیا کہ لندھور کو سر سے پاؤں تک لوہے میں جکڑ دو اور اورنگ کو رنگ کو جو دونوں شاہزادے لکھنوتی کے ہیں اُنکے سپرد کرو وزیر نے فی الفور حکم بجالایا اور اُن دونوں شاہزادوں کو بلوایا اور حکم شاہی سے مطلع کیا انھوں نے فی الفور اپنے ہمراہ لیجا کر لکھنوتی کے کنوئیں میں ڈال کے منھ بند کر دیا پچیس برس تک اُسی چاہ تاریک میں قید رہا اور عمر بسر کیا چونکہ لندھور کی ماں اولاد میں شیث پیغمبر کے تھی یک روز اورنگ کو رنگ کی بہن نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت زمین پر اُترا اور اُس پر حضرت شیث پیغمبر بیٹھے ہیں اور تمام حال اور پتہ و نشان لندھور کا بتا کر فرماتے ہیں کہ میں نے لندھور کو تیرا جفت کیا اُس سے تیرے ایک بیٹا پیدا ہوگا اور وہ بہت صاحب اقبال لڑکا ہوگا وہ جو خواب سے چونکی ایک طباق کھانیکا لیکر چاہ محبس پر پہونچی نگہبانوں نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا لائی ہے اور اسوقت کہاں سے آئی ہے اُس نے کہا کہ

لندھور کے لیے کھانا لائی ہوں اور ایک بزرگ کی بشارت دینے آئی ہوں وہ چپ رہے اور کچھ نہ بولے اُس نے کنوئیں میں اُتر کر لندھور کو کھانا کھلایا اور آہن کے بند سوہن سے کاٹ کر اپنا خواب لندھور کو سنایا اور اپنی راہ لی گھر کو چلی گئی لندھور نے جو مدت کے بعد آرام پایا زنجیروں کو اپنے سرہانے رکھ کر بیخبر سو رہا نگاہبانوں نے کہا کہ لندھور کی زبان تو تالو سے کسی دم نہ لگتی تھی آج کیا ہے جو آواز شور و فغاں کی نہیں آتی یہ کیا ماجرا ہے ایک نے جا کر دیکھا کہ لندھور چین سے پاؤں پھیلائے ہوئے بیخبر سوتا ہے اور جن زنجیروں میں کہ جکڑا ہوا تھا وہ ٹوٹی ہوئی اُسکے سرہانے پڑی ہیں اور وہ آرام کر رہا ہے اُسوقت نگہبانوں میں کھلبلی پڑی فوراً اور زنگ و کوزنگ کو خبر دی دونوں شاہزادے دوڑے آئے اور بہت سے پہلوان اپنے ہمراہ لائے دیکھا تو فی الحقیقت لندھور بے قید سو رہا ہے پاؤں پھیلائے پڑا ہے چاہا کہ دوسری بار اسکو مقید بزنجیر کریں پھر اسکو ہوبے میں جکڑ دیں لندھور نے جاگ کر دونوں شاہزادوں کو اُٹھا کر دبا لیا اور تمام احوال گذشتہ زبان پر لایا کہ تمھاری بہن آئی تھی مجھے کھانا کھلا گئی اور مجھ سے عہد و پیمان نکاح کا کر گئی ہے اور زنجیروں کے بند سوہان سے کاٹ کر مجھے رہا کر گئی ہے اسواسطے میں نے تمھاری جان بخشی کی نہیں تو تم دونوں کی جان جاتی اور اُسکے خواب کو بیان کیا راست راست سنا دیا دونوں شاہزادے اس کیفیت کو دریافت کرکے اپنے دلمیں خوش ہوئے اور لندھور کو اُس چاہ تاریک سے نکالکر تخت پر بٹھایا اور سامان تخت نشینی و سلطنت کا ظہور میں آیا لندھور نے اپنے واسطے ایک ہزار سات سو من کا گرز تیار کروایا اور اُس گرز کو ہاتھ میں لیکر ایک کجل ہاتھی پر سوار ہوا اور راہ سراندیپ کی پوچھنے لگا اور زنگ و کوزنگ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ جہاں پناہ چند روز توقف کیجیے سپاہ جمع کرکے سراندیپ کیطرف راہ لیجیے اسکو یہ بات پسند آئی فسخ عزیمت فرمائی فوج کی نگاہداشت شروع کی سپاہ رکھنے کیطرف توجہ ہوئی جب لشکر جرار تیار ہو چکا بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے سراندیپ کیجانب کوچ کیا اور چند روز کے عرصے میں دریا کے کنارے پہونچا وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر سراندیپ کے قلعے کے نیچے داخل ہوا خبرداروں نے یہ خبر مجھکو پہونچائی جزائر میں اس خبر نے شہرت پائی میں نے دو لاکھ کی جمعیت سے جیپور کو اسکے مقابلے کیواسطے بھیجا اور کئی سو پہلوان کارآزمودہ جنگجو کو اسکے ہمراہ کیا اور دونوں طرف کا لشکر صف آرا ہوا جب جیپور اور لندھور کا مقابلہ ہوا جیپور نے دیکھا کہ لندھور جب گرز لگاتا ہے دس دس بیس بیس پہلوان پس کر مر جاتے ہیں ہر ہر عضو بدن سرمہ ہو جاتا ہے جیپور بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور قلعے پر سے گولی کا مینہ لندھور کے لشکر پر برسنے لگا لندھور نے قلعے کے دروازے پر پہونچکر ایک گرز اس زور سے دروازے پر مارا کہ قلعہ کا دروازہ پاش پاش ہو گیا قلعہ داروں کو جو پھاٹکوں پر تعینات تھے مار ڈالا اور دروازے کے ٹوٹتے ہی قلعے کے اندر جا کر بازار موت کا گرم کیا اور تمام قلعے میں خون کا دریا بہا دیا مجھے کچھ ہیبت آئی میں نے اسکے سامنے آکر اس سے پناہ مانگی لندھور نے کہا کہ کس شرط پر امان مانگتا ہے کس ارادے پر مجھ سے التجا لاتا ہے میں نے کہا کہ یہ سلطنت بحکومت نوشیروان عادل شاہنشاہ ہفت اقلیم ہے جسکو وہ حکم کر دیگا وہ بموجب حکم اُس شاہ عادل کے تخت پر بیٹھے گا آپ چند روز توقف کیجیے جواب میری عرضی کا آلینے دیجیے اُسنے جواب دیا کہ جبتک تیرے فریادنامہ کا جواب آوے وہ تجھ تجھے لکھ بھیجے تو ایک جزیرے میں جا کر بیٹھ میں تجھکو اور نوشیرواں کو سمجھتا کیا ہوں کیا کچھ کمزور اور کم ہمت تجھ سا ہوں کہ تیری یا اسکی اطاعت کروں دنیا میں کسیکا خوف کروں ناچار میں جان لیکر شہر سے باہر نکلا اور لندھور تخت پر بیٹھا چونکہ اطلاع شرط تھی

حضور میں نہ کی آئندہ حضور مالک ہیں رہے ہم جان نثار لیکن تو اپنے ملک کے تاک میں اگر لندھور یکا قلع و قمع قرار واقعی ہو گا
تو میرے بال بچے تو پیسے ہی جا چکے ہیں حضور سے کیا گیا اسے شکایت نہ ہو گی کا نہ ہو گا بادشاہ نے یہ مضمون کو سنکر بزرجمہر سے خلوت
میں مشورہ کیا اور وزیروں ندیموں سے بھی مشورہ کیا کہ اس بلائے ناگہانی سے کیونکر رہائی کی کیا تدبیر کی جائے اس سے کوئی سر نہ ہوا
تو کمال تحقیر سے بزرجمہر نے عرض کی پہلے گستہم کو سراندیپ کی طرف جانے کا حکم دیجیے بعد ازاں سر دربار ارشاد کیجیے کہ جو کوئی
لندھور کو پکڑ لا دیگا مہر نگار کو اسی کے نامزد کر دونگا ملک و مال بہت سا دونگا سامنے والوں میں سے تو کوئی ایسا جری
نظر نہیں آتا کہ لندھور کے سر پر جائے مگر ہاں ایک حمزہ نام ہندوستان پر مرتا ہے یقین ہے کہ وہ قبول کرے یہ منصوبہ دو طرح سے
خالی نہیں اگر حمزہ مارا گیا تو آپ بدنامی سے بچے اور اگر لندھور کو حمزہ نے گرفتار کیا تو ہندوستان کا نام ملک آپ کے ہاتھ آیا
بادشاہ اپنے دل میں بہت خوش ہوا اور بزرجمہر کی رائے صائب پر آفریں کی اور اسکا مشورہ بہت پسند کیا اسی وقت گستہم
کو کہ بہرام کو زخمی کر کے اپنی جان بادشاہ کے خوف سے چھپا رہا تھا شتر سواروں کے ہاتھ حکم نامہ بھیجا کہ چالیس ہزار سوار جو تیرے
ساتھ ہیں انکی معیت سراندیپ میں جا اور لندھور کا سر کاٹ کے حضور میں حاضر کر تاکہ قصور سابق تیرا معاف کیا جائے اور زیادہ
سرفراز ہو اور انعام و اکرام پائے دوسرے دن جب حکما و امرا دربار میں حاضر ہوئے اور امیر بھی گرد دنگل رستم پر بیٹھے بادشاہ نے فرمایا اے
گردان نامدار و اے پہلوانان روزگار خسرو ہندوستان نے میری عداوت پر کمر باندھی ہے اور مجھ سے سرکشی شروع کی ہے تم میں سے
جو کوئی اسکا سر کاٹ لا دیگا میں اسکو اپنی فرزندی میں قبول کرونگا میں اعزاز بڑھاؤنگا ملکہ مہر نگار کا مہر خسرو ہند کا سر ہے اسکا
تزویج اسی پر منحصر ہے جتنے امرا و پہلوانان ساسانی موجود تھے کسی نے دم نہ مارا اور کوئی حرف قبول زبان پر نہ لایا اپنے دل میں کہنے لگے
کہ اول تو دریائے شور سے جیتے بچکر جانا امر محال ہے دوسرے ایسے زبردست سے مقابلہ کرنیکی کسکو مجال ہے جان بوجھ کر [illegible] اپنے کو
تہلکہ میں ڈالنا عقل سے بعید ہے یہ خلاف مشورہ ہے صاحبقران نے دنگل سے اٹھکر بادشاہ کو دعا دی اور عرض کی کہ اس تابعدار کو اگر
حکم ہو تو خسرو ہندوستان کو جیتا حاضر کرے فقط وہاں پہونچنے کی دیر ہے در دولت تک مقید یا بجولان کر کے پہونچائے اور اگر مارا گیا
تو حضور پر سے تصدق ہوا بادشاہ نے تخت پر سے اٹھکر امیر کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ابو العلا مجھے اس سے زیادہ تم سے امید ہے
و تقویت ہے اگر یہ مہم تمہارے ہاتھ سے سر انجام ہوئی تو اس زمانے کو کیونکر ترقی کرتے اور کیوں جوانمردی و دلاوری کا دم بھرتے اور سیدم خلعت شاہانہ
سے سرفراز کیا اور پیش بہا کہ جسے ہزار ہزار آدمی سوار ہوں تیار کرنیکا حکم دیا امیر رخصت ہو کر اپنے خیمے میں تشریف لائے اور کوچ کا
سامان کرنے لگے اور دلکو تسلی و تسکین دینے لگے اور لشکر کو حکم دیا کہ تم لوگ آج ہی کوچ کر جاؤ بصرے پر جاکر ہمارا انتظار کرنا اور
عمرو کو بلا کر فرمایا اے عمرو اگر چلتے چلتے ایک نظر ملکہ کو دیکھ لیتے تو حسرت نہ رہتی عمرو نے کہا کہ ایک رقعہ خواجہ بزرجمہر کو لکھیے البتہ
یہ امر انکی تدبیر سے ممکن ہے وہ خیر طلب و دوست ہیں اور ہر کام میں معین و معاون ہیں امیر نے اپنے ہاتھ سے خواجہ بزرجمہر کو رقعہ لکھا
عمرو نے خواجہ کے مقام پر جاکے وہ رقعہ خواجہ کو دیا خواجہ نے اس خط کو پڑھکر عمرو کو اپنے ہمراہ لیا بادشاہ سے جاکر بیان کیا کہ یہاں
سے ہندوستان تک حمزہ کا چالیس روز کا سفر ہوگا اور اس معرکہ کا شہرہ نزدیک و دور پہنچے گا [illegible] منادی ہے کہ تشریف بھیج دیا جائے [illegible]

حمزہ حسب الحکم جان فدا کرنیکو چلا نوشیرواں نے ہنسکر کہا کیا مضائقہ ہے حمزہ کو بلواؤ آبدار سے کہکر شربت نفیس عروسی کا گھلوایا خواجہ نے فی الفور بموجب حکم بادشاہ کے امیر کو بلوایا اور منوں قند و گلاب کا شربت گھلوایا امیر فی الفور بادشاہ کیخدمت میں حاضر ہوئے آمادہ رخصت ہو کر آپہونچے بادشاہ نے امیر کو بکمال شفقت اپنے پاس بٹھایا اور شربت طلب کیا خواجہ بزرجمہر نے عرض کی کہ دامادی کا شربت محل میں پلوانا مناسب ہے اور گلوریاں بھی وہیں کھلوانا مناسب ہے مردانے میں اس تقریب کا ہونا زیبا نہیں ہے جناب بیگم صاحبہ کی غیبت میں خود اسکا ابھی نہیں ہے نوشیرواں نے منظور کیا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ تم حمزہ کو محل میں لیجاؤ اور شربت وغیرہ پلواؤ مہر نگار کی ماں اپنے ہاتھ سے حمزہ کو شربت پلائینگی اور سمجھا دینا اور جتنی رسمیں نسبت کی ہیں عمل میں آئینگی کہ بعد شربت پلانیکے حمزہ کی خاطرداری کریں اور کہیں کہ مہر نگار تمہاری امانت ہے ہماری عزت و آبرو تمہاری عزت و آبرو ہے چاہیے کہ جلد تر بادشاہ کے دشمن کو مار کر آؤ یا اس سرکش کو زندہ گرفتار کر لاؤ مہر نگار سے شادی کرو ہمارے دلکو آرام اور چین دو خواجہ بزرجمہر امیر سے پہلے محل میں گئے اور بادشاہ نے جو کچھ فرمایا تھا ملکہ مہر انگیز سے کہا بختک یہ خبر سنکر اپنے دلمیں سوچا کہ ہرگاہ حمزہ محل میں گیا تو ضرور مہر نگار کو دیکھیگا اس سے تو بھی حیل کہ اسکی آرزو دل ہی میں رہے ملکہ کا دیدار نصیب نہ ہووے جھٹ پٹ خچر پر سوار ہو کے چلا اور در دولت پر پہونچا امیر نے بختک کو دیکھکر عمرو سے کہا کہ اس بلا کو سد رہ ملا چاہیے اس آفت ناگہانی کو مٹایا چاہیے دو سو تمن تجھکو دونگا اور بہت راضی کرونگا عمرو نے زبان عیاری میں امیر سے کہا کہ آپ تشریف لیچلیے محل میں مزا اڑائیے میں اس مردود کو وہاں تک نہ جانے دونگا کھڑے کھڑے ابھی سمجھ لونگا جوں ہی امیر آگے بڑھے عمرو نے بختک کے خچر کی باگ پکڑ لی سواری روک دی اور کہا کہ خواجہ بختک ہم ہندوستان کو جاتے ہیں دیکھیے وہاں کی مٹی ہے یا صحیح سلامت پھر آتے ہیں لہذا تمسک پانچ سو تمن کا لیجیے اور روپیہ دلوا دیجیے کہ زادراہ کے کام آوے اور آپ پر سے بھی بار قرض اتر جاوے بختک بولا کہ تو بھی عجب خودسر بے ہنگام ہے تقاضے کا یہ کون موقع و مقام ہے اسوقت میں حمزہ کیساتھ کام کو جاتا ہوں تیرے آقا کا ہمراہی ہوا ہوں اور تو سدراہ ہوا ہے مجھے۔ وکتا ہے کہ میرے روپیے دیدو قرض ادا کرو تو جاؤ میرے نام پر عدالت شاہی میں نالش کر اگر مجھ پر روپیے ثابت ہونگے تو میں دونگا تو مجھے راہ میں روکتا ہے ہتک عزت کی نالش کر کے اور کچھ پھیر لونگا عمرو نے کہا صاحب تو اس سے کیجیے جو آپ سے لکر وہ موجب میں نہ لے سکوں تو عدالت شاہی میں نالش کروں خبردار آگے قدم نہ بڑھائیےگا پہلے میرے روپیے منگوا دیجیے پھر جہاں جی چاہے ہاں جائیےگا بختک نے ناخوش ہو کر اپنے غلاموں سے کہا کہ عمرو کو ہٹا دو خچر کے سامنے سے دور کرو عمرو یہ سخن سنکر آپ میں نہ رہا ایک جست کر کے خچر پر بختک کے پیچھے جا بیٹھا اور خنجر نکال کے بختک کے پہلو پر رکھدیا کہ مردک کیوں شامت آئی ہے جب ہی کہ بے موت مار ڈالوں آنتیں ڈھیر کر دوں بختک لرز گیا اور منتیں کرنے لگا عمرو وہاں سے الگ تو ہوا مگر ایک دستہ خنجر کا اسکے سر پر مارا کہ بختک کا سر پھوٹ گیا خون بہنے لگا بختک اسی صورت سے لہو میں ڈوبا بادشاہ کے حضور میں گیا اور رگڑی سنائی کہ اب غلام کا یہ رتبہ ہوا کہ ادنی عیار اسطرح سے سر بازار بے عزت کرے اور لہو میں نہلا دے نوشیرواں کو برا معلوم ہوا عمرو کو طلب کر کے پوچھا کہ بختک نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے اسکے ساتھ ایسا سلوک کیا عمرو نے عرض کی کہ پیر و مرشد عادل ہیں انصاف فرمائیں جسکا قصور ہووے اسکو سزا دیں یا معاف فرما دیں مکا پانچ سو روپے کا تمسک مہری غلام کے پاس ہے میرے روپے کے ادا کرنے میں اسکو تردد اور وسواس ہے غلام نے اس سے کہا کہ اب میں ہندوستان

کو جاتا ہوں درصورت جیتا رہنے کے بھی خدا جانے کب آنا ہو اپنا تمسک لیجیے اور روپیہ دیجیے یہ خفا ہوا اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسکو مار کر نکالدو ہمارے روبروسے دور کر دو وہ ماریکو دوڑے اور سیکڑوں کلمے بے نقط کہنے لگے حضور مقام انصاف ہے کہ فدوی کنجڑا قصائی نہیں کہ سر بازار مار کھاوے اور پیادہ نکی ذ دیکھ اٹھاوے اسوقت اس غلام نے کھسیانا ہو کر ایک دستہ خنجر کا اُسکے سر پر مارا کہ تھوڑا سا سر اونچا ہو آیا حضور انصاف فرمادیں کہ قصور کسکا ہے اور کس کی طرف سے فساد شروع ہوا ہے یہ کہکر تمسک بھی جیب سے نکالکر بادشاہ کے روبرو رکھدیا اور امیدوار انصاف کا ہوا بادشاہ نے بختک سے فرمایا کہ اس مقدمہ میں تو قصور تیرا ہے سراسر جبر تیرا ثابت ہوتا ہے اور داد فریاد کرتا ہے جا جلد اس تمسک کے روپے عمرو کے حوالے کر نہیں تو گنہگار عدالت ہوگا درصورت عدم ادائی کے گرفتار مذلت ہوگا بختک نے اُسی دم خزانچی سے تمام و کمال روپیہ لیا اور عمرو کے حوالے کیا اور آپ روتا کلپتا اپنے گھر گیا اور عمرو شبستان حرم کیطرف راہی ہوا عمرو تو اس کھیڑے میں تھا امیر مع مقبل محل میں داخل ہوئے نشیمن میں پہونچے ملکہ مہر انگیز نے امیر کو شہ نشین میں مسند پر بٹھلایا اور تمام سامان عیش و عشرت کا مہیا فرمایا اور آپ ایک صحنچی میں مہر نگار کو لیکر بیٹھی بزم شادی بوجہ احسن جمی اور حکم شربت پلانیکا دیا اور محفل میں غل و شور شربت نوشی کا مچا عمرو جو ڈیوڑھی پر پہونچا چاہا کہ اندر جائے دربان تو پہچانتا نہ تھا اُسنے لکڑی اٹھا کر روکا کہ تو کون ہے کہ محل میں چلا جاتا ہے بے پوچھے ہماری ڈیوڑھی میں گھسا جاتا ہے عمرو دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھکر لوٹ گیا اور غل مچا کر کہنے لگا کہ او دربان تیرا برا ہو تو نے میری آنکھیں پھوڑ ڈالیں میری آنکھیں باکل باقی نہ رکھیں یہ کرشمہ دیکھکر تلنگہ دولت کا جو پہرے پر تھا بدحواس ہو گیا اور الٹی خوشامد کرنیلگا ملکہ مہر انگیز نے شور و غل سنکر کہا کہ دیکھو شور کیسا ہے کون رونے پر چلا رہا ہے امیر عمرو کی آواز سنتے ہی بے تحاشا دوڑے امیر کے دوڑنے کے ساتھ ہی خواجہ بزرجمہر بھی چلے دیکھیں تو عمرو آنکھیں پکڑے ہوئے لوٹ رہا ہے زمین پر بدحواس پڑا ہے امیر نے کہا کہ عمرو آنکھیں تو کھول منھ سے کچھ بول اگر خدانخواستہ کچھ چشم میں زخم پہونچا ہو تو خواجہ تیرا علاج کریں تجھے دوا دیں عمرو آنکھوں کو کھولتا نہ تھا اور ہائے ہائے گئی آنکھ کے سوائے اور کچھ بولتا نہ تھا آخر امیر نے زبردستی اُسکے ہاتھوں کو آنکھوں پر سے جدا کیا دیکھا تو آنکھیں صاف تارا سی چمکتی ہیں کچھ گزند پہونچا ہی نہ تھا امیر نے کہا کہ عمرو یہ کیا شرارت تھی یہ کیا بیہودہ حرکت تھی کہ ہم کو اور خواجہ کو بیٹھے بٹھلائے دوڑایا اور جناب ملکہ معظمہ کو بھی گھبرایا کہنے لگا کہ آپکے سر کی قسم ہے اس دربان نے لکڑی میرے مارنیکو اُٹھائی تھی اگر لکڑی مارتا تو میری آنکھوں ہی میں لگتی تو آنکھ پھوٹ ہی جاتی امیر و خواجہ ہنس پڑے اور عمرو کو لیکر محل میں گئے ملکہ مہر انگیز نے جو کیفیت سنی وہ بھی بے اختیار ہنسنے لگیں جب امیر مسند پر بیٹھے اور امیر کو موافق آداب شاہانہ شربت پلوایا گیا مبارک سلامت کی دھوم مچی ملکہ مہر نگار کی محرم راز نعل در مجولیوں میں خوشی اور دل لگی ہونے لگی موافق حیثیت اور لیاقت کے بموجب حکم ملکہ کے ارباب نشاط وغیرہ کو انعام دلوایا گیا ملکہ مہر انگیز نے کہا کہ صاحبقران مہر نگار تمہاری امانت ہے اور تمہاری ناموس و عزت ہے جسوقت تم مظفر و منصور ہندوستان سے پھرو گے اُسوقت تمہارے ساتھ شادی کر دوں گی دامن تمنا گل مراد سے بھر دونگی عمرو نے بزرجمہر کیطرف دیکھکر کہا کہ واہ واہ صاحب کیا انصاف مروت ہے کیا رسم عیادت ہے کہ ہم تو بادشاہ کے حکم سے ہندوستان ہیر فروشی کیواسطے جائیں اور آپ مہر نگار کو ایک نظر نہ دکھلائیں اگر خدا نے ہمکو زندہ پھیرا اور یہاں تک

پہونچایا تو ہم نہیں جانتے کہ آپ کسکے ساتھ حمزہ کی شادی کردینگی کس کو اُسکے سر منڈھیں گی ہمیں کیا معلوم کہ بادشاہ کی بیٹی گوری ہے یا کالی
ہے دُبلی ہے یا موٹی ہے ہم اسوقت دیکھ لینگے امیر حمزہ کو اور خرابی میں نہ ڈالیں اور ہمیں بادشاہ کے نمک کی قسم ہے کہ جبتک مہر نگار کو دیکھ
نہ لینگے اس مکان سے ہرگز قدم باہر نہ رکھیں گے ملکہ مہر انگیز نے عمرو کی اس تقریر پر ہنسکر کہا کہیں دولہا دلہن کو دیکھنے کا دستور نہیں ہے
منگنی بیاہ کیواسطے آتی ہیں وہ بھی دیکھ جاتی ہیں عمرو نے عرض کی کہ حضور بجا فرماتی ہیں مگر میری یہاں کون خالہ ممانی بیٹھی ہے کہ محل میں جائے
اور ملکہ صاحبہ کو دیکھ جائے آپ ہی ہم لوگوں کی سرپرست و مربی ہیں جو مناسب ہوگا پرورش فرمائینگی ہماری عرض قبول کرینگی ملکہ نے
کہا خیر تو اب تمھاری خاطر ناموس بھی چلی جب چاہو دیکھ لو کہا اچھا خواجہ تم امیر کو پردے کے اندر لیجاؤ مہر نگار کو دکھلا
لاؤ بزرجمہر انکو پردے کے اندر لیگئے امیر ملکہ مہر انگیز کو دیکھ کر آداب بجالائے اور نذر گزرانی ملکہ دعائیں دینے لگی مہر نگار سر نیچے
کیے ہوئے اپنی ماں کے پہلو میں بیٹھی کمال شرم و حیا سے سر اوپر نہ اٹھاتی تھی امیر اسکو دیکھ کر باغ باغ ہوگئے مارے خوشی کے
پھولے نہ سماتے تھے ادھر ملکہ مہر انگیز نے جو امیر کو پاس سے دیکھا بے اختیار خوش ہوکر جی جان سے دامادی میں قبول کیا بزرجمہر نے
ملکہ مہر نگار سے کہا کہ امیر کو سفر دور و دراز درپیش ہے کچھ نشانی اپنی دیجیے کہ ہردم اسکو اپنے پاس رکھیں آپکی یاد میں مصروف
رہیں مہر نگار نے ایک انگوٹھی زمرد کی ہاتھ سے اُتار کر امیر کو دی امیر نے وہ انگوٹھی تو اپنے ہاتھ میں پہن لی اور اپنے ہاتھ کی
انگوٹھی مہر نگار کو دیکر فرمایا کہ ہماری بھی نشانی آپکے پاس رہے کہ پہنیں تب بھولیں کبھی کبھی یاد کرتی رہیں عمرو نے ہاتھ باندھ کر
ملکہ مہر انگیز سے عرض کی کہ اگر قصور معاف ہو تو میں بھی کچھ عرض کردوں اپنی تمنا گوش مبارک تک پہونچاؤں فرمایا کہ کیا کہتا ہے
تیری آرزو کیا ہے بولا ہرگاہ امیر کی شادی ملکہ مہر نگار سے انشاء اللہ ہوگی تو غلام کی بھی شادی ملکہ صاحبہ کی دایہ کی بیٹی سے خواہ مخواہ ہوگی
پس مجھکو بھی نشانی دلوا دیجیے شربت عروسی دایہ صاحبہ سے پلوا دیجیے ملکہ مہر انگیز نے کہا اے خوش دایہ کچھ سنتی ہے عمرو
کیا کہتا ہے اور یہی ارادہ اسکا ہے دایہ نے عرض کی کہ خدا ملکہ کو پروان چڑھنا نصیب فرمائے انکی بدولت یہ کلام سننے میں
آئے ملکہ کو چھوڑ کر یہ کہاں جائیگی ملکہ کی جو خوشی ہوگی وہ بجا لائیگی مہر نگار نے دایہ سے اشارہ کیا اُسنے قبول کر لیا ملکہ
مہر انگیز نے فتنہ بانو سے کہا کہ کچھ تو بھی اپنی نشانی عمرو کو دے اُسنے کئی سو تمن کی قیمت کا عطردان دیا ملکہ مہر انگیز نے کہا کہ
فتنہ بانو تو بھی کچھ عمرو سے لے بولا دیتا ہوں یہ کہکر جیب میں سے ایک خرما اور دو اخروٹ نکالکر فتنہ بانو کے ہاتھ میں رکھدیے اور
کہا کہ اسکو بہت اچھی طرح سے اپنے پاس رکھنا حاضرین اس حرکت بیہودہ عمرو کی ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے بارے امیر رخصت ہوئے اور
بادشاہ کیطرف چلے خواجہ بزرجمہر نے عمرو سے کہا کہ جا تو لشکر اسلام میں امرائے نامدار کو خبر کرے کہ امیر آتے ہیں بہت جلد تشریف
لاتے ہیں تاکہ کوئی متردد نہووے تشویش میں نہ پڑے امیر کو بادشاہ سے رخصت کروانے کیواسطے بلواتا ہوں مرضی کے
موافق خلعت وغیرہ دلواتا ہوں عمرو تو اُسطرف گیا خواجہ امیر اور مقبل کو اپنے مکان میں بٹھاکر بادشاہ کے پاس پہونچا اور
التماس کیا کہ ملکہ مہر انگیز نے بھی بخوشی امیر کو اپنی دامادی میں قبول و منظور کر لیا امیر کو پاس بلوایا اور خلعت دامادی عطا فرمایا
بعد اسکے خواجہ بزرجمہر صاحبقراں کو مکان میں لائے اور امیر کو بعض بعض امر میں نصیحت کرکے شربت پلایا امیر فوراً بیہوش

ہوگئے آپ سے جاتے رہے امیر کا پہلو استرے سے چیر کر شاہ مہرہ اسمیں رکھا اور ٹانکے دیکے مرہم دارو دی طبیب مقبل نے پوچھا کہ حضرت یہ کون دوا ہے فرمایا کہ ہندوستان میں ایک شخص امیر کو زہر دیگا نصیب دشمناں انکی ہلاکت کی فکر کریگا اسکا علاج سوا اسکے عالم میں خلق نہیں ہوا ہے اور کوئی نہیں اسکی دوا ہے خبردار خبردار جبتک تو عمرو کے ہاتھ سے مار نہ کھانا تب تک اسکو نہ بتانا یہ کہکر ایک عرق کے کئی قطرے امیر کے منہ میں ٹپکائے فوراً ہوش میں آئے چونکہ اس عرصے میں زخم بھر گیا تھا امیر پر بھی اس راز کا حال نہ کھلا اتنے میں عمرو بھی امیر کے اردو سے ہوکر آپہونچا خواجہ نے امیر کو رخصت کیا امیر اپنے اردو میں پہونچے اور موافق معمول امیرانہ کے سوار ہوکر سمندر کیطرف چلے بہت سے ارکین و امرائے دولت شاہی جو امیر سے موافق تھے بقدر مراتب مشایعت کیواسطے ہمراہ ہوئے شہر پناہ تک پہونچاکر رخصت خواہ ہوئے امیر نے سب کو خدا کی حفظ وامان میں سونپا اور فوراً وہاں سے کوچ کیا چند روز کے عرصے میں بصرہ پہونچے مع لشکر ظفر موج ساحل پر داخل ہوئے دیکھا کہ تین سو جہاز وہاں بادشاہ کے حکم سے تیار کھڑے ہیں امیر کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے ہیں امیر اپنے تیس ہزار سوار سے ان جہازوں پر سوار ہوئے اور ہندوستان کی مہم کیطرف تیار ہوئے عمرو جہاز سے اترکر امیر سے کہنے لگا کہ بندہ جن اور جادو اور دریائی سے بہت ڈرتا ہے ہندوستان کیطرف نہیں جانیکا مکے میں جاکر آپکی فتح کیواسطے فتاح حقیقی سے دعا مانگے گا مجیب الدعوات سے التجا کریگا امیر نے دیکھا کہ یہ کسی طرح سے میرے ساتھ نہ جائیگا اور جن گھاٹیاں بتائیگا فرمایا کہ اچھا عمرو میں بھی تیرے رنج کا روادار نہیں ہوں مگر ذرا توقف کر کہ عریضہ والد کو لکھدوں عمرو نے جانا کہ سچ مچ خط لکھدینگے مجھے یہیں سے رخصت کرینگے کشتی پر سوار ہوکر جہاز میں امیر کے پاس گیا امیر نے ایک خط لکھکر عمرو کے ہاتھ میں سونپا اور فرمایا کہ آؤ بھائی گلے تو مل لیویں پھر خدا جانے کب ملاقات ہوگی دیکھیے درد مفارقت سے کب نجات ہوگی عمرو کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور کچھ قطرے اشک کے ٹپکے امیر نے عمرو کو بغل میں لیکر کہا کہ یار تم نے ہمارا بڑی بڑی مصیبت میں ساتھ نہیں چھوڑا اسوقت میں تمہارا جدا ہونا دل کو کب گوارا ہوتا ہے مصرع انچہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم + ناخدا سے کہا کہ ہاں جہاز کا لنگر اٹھا حکم کی دیر تھی لنگر جہاز کا اسیدم اٹھ گیا جب کنارے سے دور نکل گیا امیر نے عمرو کو چھوڑ دیا عمرو دست پاچہ ہوکر جہاز پر دوڑنے اور بڑبڑانے لگا کہ میں نے تو اس عرب کے ساتھ حق رفاقت ادا کیا اور یہ میرا دشمن جانی ہوا تھوڑی دور بڑھ کے ایک ٹاپو تخمیناً تیس گز چوڑا چکلا نظر آیا عمرو اس ٹاپو کو دیکھ کر دل میں کہنے لگا کہ اسپر کود کر گھر تک پہونچ جاؤنگا مگر عمرو جسکو ٹاپو سمجھا تھا وہ مچھلی تھی دھوپ کھانیکو پانی کے اوپر تیر آئی تھی عمرو جو اسپر کودا مچھلی نے عمرو کے پاؤں کی دھمک سے غوطہ مارا عمرو ڈوبنے لگا کمال بدحواس ہوا یہ ماجرا دیکھ کر صاحبقران نے ملاحوں پر تاکید کی خبردار عمرو ڈوبنے نپاوے خبردار اب دوسرا غوطہ نہ کھاوے جو اسے نکال لائیگا انعام پائیگا ملاحوں نے زنجیریں رسی پھینک کر عمرو کو جہاز پر اٹھا لیا امیر کے حضور لاکر بٹھا دیا سچ ہے قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید اب جو عمرو دریا سے نکالا گیا بھیگی مرغی کیطرح جہاز کے ایک گوشے میں خاموش بیٹھا کئی دن کے عرصے میں ایک جزیرے کے کنارے پہونچے جہاز کا لنگر پڑا سب سے پہلے عمرو جست کرکے خشکی میں پہونچا

پھرنے لگا قضاء کار ایک درخت کے نیچے ایک شخص تسمہ کمر میں باندھے بیٹھا ہوا تھا عمرو کو دیکھ کر باچھیں اسکی کھل گئیں دلکی مرادیں ملیں عمرو سے کہنے لگا آؤ بھائی تجھے میری تیری ملاقات کا ہونا بھی مغتنمات سے ہے اس مقام میں تیرا پہونچنا تعجبات سے ہے میں نے تو جانا تھا کہ میں خود اور مال بھی تلف ہوا لیکن خدا نے حقدار کو بھیجدیا تیرا میرے حال پر رحم کیا عمرو نے مال کا جو نام سنا دم کو نہ رہا نہیں تو کہا چاہتا تھا کہ میں تیرا بھانجا کا ہیکو ہوں کیوں اجنبی آدمی سے میل مسافرت میں پیدا کروں عمرو نے اسکا حال پوچھا اس نے کہا کہ تو نے مجھے نہ پہچانا ہوگا کہ میں تجھ کو چھوٹا سا چھوڑ کر سراندیپ کو نکل گیا تھا ہر گاہ میں بہت سا مال و منال وہاں پیدا کیا دل میں ارادہ کیا چاہا گھر کو چلیے اس جگہ سے ٹلیے ناگاہ باد مخالف چلی طوفان آیا سمندر میں تلاطم مچا جہاز اس جا آنکر ڈوب گیا میں نے جہاز کو ڈوبتا دیکھکر ایک صندوقچہ جواہر کا لیکر جست کی خشکی میں آ رہا مگر پاؤں میں ایسی چوٹ آئی کہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا اس جزیرہ میں ایک جراح رہتا ہے یکتا اپنے وقت کا ہے لوگ ترس کھا کر مجھے لیگئے اور کچھ ... بھی دیتے اس نے ایک مکان کے قریب ایک مکان کرایہ کو لے دیا اور تیل کیچوؤں کا اپنے گھر سے ملنے کو عنایت کیا بارے اتنا تو آب ہوا ہے کہ آج دل کے اضطراب سے اٹھ بیٹھ کر یہانتک آیا لیکن بڑے عرصے سے مکان پر پہونچنے کا قصد ہے جا نہیں سکتا درد کے مارے سہکتا ہوں چلنا کیسا کھڑے ہونے سے بھی جی چراتا ہوں اگر تو مجھ کو اپنی پیٹھ پر لاد کے لیجائے تو مجھ پر وہ احسان کرے کہ تیں مکان پر بھی بیدرد پہونچ جاؤں اور تجھ کو تیری امانت بھی سونپ دوں یعنی وہ صندوقچہ جواہرات کا تیرے حوالے کروں حق بحقدار پہونچے اور میں بھی ایک کنارے تیرے ساتھ جہاز پر بیٹھوں عمرو نے جو جواہرات کے صندوقچے کا نام سنا منہ میں پانی بھر آیا سمجھا کہ تقدیر یاور ہے بیگانو کی آنکھ نہیں یگانہ معلوم ہوتا ہوں مفت کی دولت ہاتھ آئی تقدیر کا اچھا ہوں آؤ تاؤ کچھ بھی نہ دیکھا جھٹ پٹ اس دوالپا کو اپنی پیٹھ پر سوار کر لیا اسنے پیٹھ پر چڑھتے ہی اپنے پاؤں کو تسمہ کیطرح سے عمرو کی کمر میں خوب لپیٹا اور گھٹنوں سے ایڑیں لگا کر کہنے لگا کہ ہاں میرے رہوار قدم اپنا بڑھا دوڑ تو اپنی دکھا عمرو ہمہ تن جکڑ گیا ہر چند چاہا کہ ہاتھ سے اسکے پاؤں کو اپنی کمر سے جدا کرے اس بلا و قید سے چھوٹے اسنے ہاتھوں کو بھی جکڑ ڈالا اور اپنے ہاتھ سے عمرو کے سر پر چپتیں اور دھولیں لگانے لگا اور منھ پر تھپڑ اور پیٹھ پر گھونسے لگاتے لگا کہ دوڑتا نہیں ہے منظور قدم چلنا نہیں ہے مفت مال لیگا بے مشقت وارث بنے گا عمرو ساری چالاکی و عیاری بھول گیا کمال بدحواس و مضطر ہوا عمرو نے ناچار امیر کیطرف دوڑ ساری جہاز کی راہ لی کہ امیر مجھے اس بلا سے چھڑا دینگے اس قید سے نجات دلا دینگے وہاں جا کر جو دیکھا تو واہ واہ عجب لطف ہے امیر بھی تمام رفیقوں سمیت اسی مصیبت میں گرفتار ہیں جو لوگ شہسواری کا دعوی کرتے تھے ان پر اور لوگ سوار ہیں امیر نے ... کر زبان عیاری میں کہا کہ ہم سمجھے تھے کہ تم اس بلا میں مبتلا نہو گے ہم لوگوں کو آکر نجات دوگے سو تم بھی گرفتار ہوئے ... اپنی بلا میں پھنسنے سے ناچار ہو کر امیر کے پاس سے مایوس چلا مگر فکر میں رہائی کی رہا وہ تسمہ پا کبھی تو کہتا تھا کہ قدم چل کبھی فرمائش کرتا تھا کہ کود پھاند اچھل اسنے ہم تم ونکو جو دیکھا کہ سب صاحب مرکب ہیں سوار سب کے سب ہیں کہنے لگا کہ تم بھی اپنا اپنا گھوڑا دوڑاؤ اپنے اپنے مرکبوں کی سرپٹ دوڑ دکھلاؤ ہم بھی اپنا گھوڑا دوڑا دیں دیکھیں کسکا گھوڑا آگے نکلتا ہے اور کون پیچھے رہکر ہار کے

تسمہ پائیوں کا حمزہ اور عمرو اور مقبل اور تمام لشکر پر سوار ہونا اور سب کو دوڑانا

بعد اسکے یہ لطف دیکھ کر انھیں مار کر کباب لگائینگے بھون بھونکر کھا جائینگے یہ سنکر سب کے ہوش اڑ گئے ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگے پھر اپنے
اپنے مرکبوں کو ایڑیاں دینی شروع کیں پھر اپنے اپنے گھوڑوں کی باگیں اٹھا دیں کا سب سے زیادہ ناک میں دم ہوا تھا کہ مثل پیپ سے تھوڑی قدم پر
ٹھوکریں کھاتا تھا عمرو یہ کہکر کہ ع بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ایسا دوڑا کہ کوئی اسکی گرد تک کو نہ پہونچا سب سے دو کوس نکل گیا
وہ مردک بہت خوش ہوا بولا کہ میرا یہ سوار سب مرکبوں سے بہتر ہے نہایت تیز رفتار ہوا کہ برابر سب سے عمرو نے ایک مقام پر دیکھا کہ کوسوں
تک انگور کے درخت لگے ہوئے ہیں خوشے ہزاروں لٹک رہے ہیں اور دانوں سے عرق ٹپک رہا ہے مثل دریا بہتا ہے اسکے متصل ایک درخت پر
کدو کی بیل پھیلی ہے اسمیں سیکڑوں صراحی دار کدو لٹک رہے ہیں دور تک اسکی ڈانگ چلی گئی تھی اپنے دلمیں بہت خوش ہوا کدو کی بیل کے نیچے
جا کر اپنے راکب سے بولا کہ بڑا سا کدو توڑ لے اور یہ پانی جو ان پھلوں میں سے ٹپکتا ہے اسکو اسمیں بھر لے اور مجھکو پلاتا چل کہ اسے پیکر اور
بھی قدم نکالوں خوب اپنی چستی چالاکی اور تماشا اپنا تجھ کو دکھاؤں اس عقل کے دشمن نے عمرو کے کہنے پر عمل کیا کدو توڑ کر آب انگور
اسمیں بھرا اور چند قطرے عمرو کے منہ میں چوائے اور دو چار خوشے بھی توڑ کر کھلائے عمرو پھلانگیں بھر کر گانے لگا اور اسکو
لیکر خوب زور سے دوڑا وہ مردک بشاش ہو کر بولا عمرو سے کہنے لگا کہ اے مرکب جبتک جیونگا کبھی تجھ کو اپنی [illegible] سے جدا نہ کرونگا کہ
تو ہنساتا اور جی بہلاتا اور قدم بھی خوب چلاتا ہے عمرو نے کہا کہ دیکھو یہ پانی تم نہ پی لینا میرے واسطے رہنے دینا وہ اپنے دلمیں سمجھا کہ یہ
پانی معلوم ہوا کہ بہت عمدہ چیز ہے تب تو یہ مجھے پینے کو منع کرتا ہے اور اس عرق کے نام سے اسکے منہ میں پانی بھر آتا ہے دو گھونٹ
جو اس نے پیے اور اسکو مزہ معلوم ہوا کدو کو منہ سے لگا کر غٹ غٹ پی گیا عمرو کے دوڑنے سے جنگل کی ہوا جو اسکو لگی تھی
حرامزدگی اور شہسواری ہوا ہو گئی بیہوش ہو کر عمرو کی پیٹھ پر سے گر پڑا دماغ میں فتور پیدا ہوا عمرو نے خنجر نکالا اسکے پیٹ چاک
کیا اور امیر کے پاس جا کر کہنے لگا کہ اے عرب یہ تو نے ایک کافر کی بیٹی کیواسطے اتنے مسلمانوں کا خون اپنی گردن پر لیا
دی بہت تنگ کیا دیکھا چاہیے کہ حشر میں تیرا کیا حال ہوتا ہے اور اس سفر کا بالفعل کیا مآل ہوتا ہے امیر نے کہا کہ شاہ

میں گنہگار ہوں اور ناآزمودہ کار ہوں مگر تم اس دم اتنا ثواب کماؤ کہ مسلمانوں کی جان بچاؤ عمرو نے کہا کہ مجھ کو کیا غرض ہے کہ بیفائدہ اتنے دوال پاؤں کو قتل کروں اتنے اپاہج بیچاروں کا خون اپنی گردن پر لوں امیر نے فرمایا کہ عذاب انکا میری گردن پر ہے اور فی کس دو اشرفی دونگا اور آپ کا ممنون ہونگا عمرو نے قبول کیا اور ہر ایک تسمہ پا کو سنگ فلاخن سے سنگسار کر کے ڈھیر کر دیا جب سبھوں نے دوال پاؤں کے ہاتھ سے نجات پائی بدن میں جان آئی امیر نے فوراً جہاز پر سوار ہو کر لنگر اٹھوایا جہاز کو آگے بڑھایا کہ یہ جزیرہ ہندوستان کا ہے خدا جانے اور کس آفت کا سامنا ہووے کس بلا میں لشکر مبتلا ہووے دو مہینے کے بعد ایک جزیرہ ودر ملا ناخداؤں نے امیر سے کہا کہ جہازوں پر پانی کا حکم ہو تو بھر لیویں اور کچھ کھانے کا سامان غلہ وغیرہ جمع کر لیویں امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے لوگوں کے کپڑے بھی میلے ہو گئے ہیں جب تک پانی بھرا جائیگا کھڑے گھاٹ کپڑے دھلوا لینگے پھر آگے قصد کیا جائیگا ناخداؤں نے جہازوں کو لنگر کیا اور ہر ایک شخص خشکی میں اترا عمرو بھی ہوا سرد دیکھ کر سیر کرنے کو گیا ایک تالاب بہت خوش قطع نظر پڑا اسمیں صاف موتی سا پانی جو لہراتے دیکھا بے اختیار جی لہرایا کہ غسل کیجیے کپڑے بھی دھلوا لیجیے کپڑوں کو اتار کر کنارے پر رکھا اور تالاب میں غوطہ لگا کر باہر نکلا تو کپڑوں کو گھاٹ پر نہ پایا سمجھا کہ امیر نے اختلاطاً کپڑے اٹھوا منگوائے ہونگے کسی کے ہاتھ چڑھ اگر کہیں کھوئے ہونگے حمزہ حمزہ کہکر پکارنے لگا خوب زور سے چیخیں مارنے لگا امیر نے جو عمرو کی آواز سنی جانا کہ شاید کسی آفت میں مبتلا ہوا بے اختیار دوڑے اور عمرو سے کہنے لگے کہ کیا ہوا بھائی عمرو خیر تو ہے پھر کسی بلا میں پھنسا عمرو بولا کہ اب یہ اختلاط آپکا مجھے نہیں بھاتا ہے ننگا مجھے دریا میں کھڑا کر رکھا ہے کپڑے میرے لوا دیجیے ابھی خدمتگاروں سے منگوا دیجیے امیر نے قسم کھائی کہ میں تیرے کپڑوں سے آگاہ نہیں مجھے کسیطرح واقف اللہ نہیں ہوں تب تو عمرو گھبرا گیا اپنے دلمیں کہنے لگا کہ ہر گاہ جو میرے کپڑے امیر نے نہیں اٹھوا منگوائے اور ان خدمتگاروں نے نہیں اٹھائے تو پھر وہ ایسا کون ہے کہ جس نے مجھ سے ظرافت کی اسوقت میں مجھ سے حرفت کی ناگاہ نگاہ جو عمرو کی اوپر گئی اور درختوں پر نظر پڑی تو دیکھا درختوں پر بندر بیٹھے ہوئے ہیں کپڑے نوچ کھسوٹ رہے ہیں کسی کے ہاتھ میں نیم تاج ہے کوئی پیرہن کھولکر دیکھتا ہے کوئی زیرجامہ لیے ہوئے ہے کوئی کمربند اپنے ہاتھ میں لپیٹ رہا ہے عمرو نے اور لباس اپنا منگوا کر پہنکر اور پہلے نیم تاج کو اپنے اچھالا معمول بندر کا ہے جو حرکت دیکھتا ہے وہی حرکت خود بھی کرتا ہے اسنے بھی عمرو کے نیم تاج کو اچھالا مگر وہ تھام نہ سکا زمین پر گر پڑا عمرو نے اٹھا لیا اسیطرح سے عمرو نے سب اسباب اپنا بندروں کے ہاتھ سے وصول کیا اور روغن نفط درختوں میں ملکر آگ لگا دی جتنے بندر تھے سب جلکر مر گئے انکی بنیاد مٹا دی امیر نے فی الفور سوار ہو کر جہازوں کے لنگر اٹھوا دیے اور جہاز آگے کو بڑھے کئی دن کے بعد ایک پارۂ ابر فلک پر نمودار ہوا ساعت کی ساعت میں تمام آسمان پر چھا گیا ہوا تند چلنے لگی طوفان کی شکل پیدا ہوئی روز روشن شب یلدا سے تاریک تر ہو گیا ہاتھ کے روئیں نظر نہ آئے باد تند نے شدت پکڑی کہ آب سمندر بحر اخضر فلک تک پہونچا ہر موج نے طوفان نوح پر ترقی کی جہازوں کے منہ پر طمانچے موجوں کے لگتے دیکھکر اہل مرکب جہاز شکستہ خاطر ہو گئے حباب ساز زندگی سے ناامید ہو کر اشک حسرت بہانے لگے ساحل مقصود تو ہاتھ نہ آیا موت کے ہاتھ سے بہانے لگے امیر نے فرمایا کہ اضطراب و تلاطم اسقدر نہ کرنا چاہیے حافظ حقیقی کی رحمت پر نظر کرنا چاہیے ؎ دریں ہر گریہ آخر خندۂ ہست

سر را آخر ہیں مبارک بندہ الست ۔ عمرو تو گویا غرق بحر فنا ہو گیا رو کر کہنے لگا کہ لے ناخدائے سفینہ وحدت یہ بیڑا اسلام تو نکا تیرے ہاتھ ہے تو پار اتاریگا تو اتریگا کبھی کہتا تھا یا حضرت الیاس اگر اس بیڑے کو بیچ منجدھار میں بھنسنے سے کنارے لگاؤ گے اور اس آفت سے بچاؤ گے ہر چند کہ اس قطرۂ بے آب میں طاقت نہیں ہے مگر سوا دمڑی کی شکر کی پڑیا تمھارے نام کی دریا میں چھوڑونگا اور تم بھی ثواب پاؤ گے اور سوائے اسکے تمھارے بھائی حضرت خضر تم سے خوش ہونگے کہ میں نظر کردہ انکا ہوں اور اس گرداب بلا میں پھنسا ہوں کبھی امیر سے کہتا تھا کہ حمزہ یہ سب تیری کرنی کرتوت ہے اگر یہاں مرے بھی تو مٹی خراب گور نہ کفن ہے نہ جنازہ ہے نہ تابوت ہے جو کچھ کیا تو نے کیا میں اسیواسطے دریا میں قدم نہ رکھتا تھا اور عمداً اس مصیبت کے مزے نہ چکھتا تھا باوجودیکہ تیرے دریائے دلیر موجزن تھا پر امیر سے قلب صاف نہ تھا یہ دشمن تھا کہ میں پانی سے مانند سیل کوسوں بھاگتا ہوں ساحل کی طرح کنارے ہمیشہ الگ رہا کیا ہوں تنی عمر ہوئی کبھی حوض میں بھی پاؤں نہیں اتارا نہاتے وقت سر سے پانی نہیں ڈالا تو نے اپنی زبردستی سے دریا میں لاکر میرے سفینۂ دل کو ڈبو یا بیچ دریا میں مجھے دونوں جہان سے کھویا سامعین یا تو بدحواس غریق بحر الم تھے یا اب سخن عمرو سے بزنگ گل کھلکھلا ہنس پڑے بارے خدا خدا کر کے تین دن کے بعد مانند سرشک چشم حسرت غریقان بحر الفت طوفان ہولہوا تاریکی نے لباس نور پہنا سپیدۂ فلک نے ظہور کیا موجونکے تھپیڑے موقوف ہوئے دریا کے بند ڈھیلے سست ہونے لگے مچ دریا کا حال موج سراب کا سا ہو گیا جوش و خروش مطلق دریا میں نہ رہا سب لوگ خوش ہونے لگے اور باہم دیگر کہنے لگے کہ ہم تو زندگی سے ہاتھ دھو چکے تھے جان گئی تھی بسمل ہو چکے تھے مگر آفریدگار نے نئے سرے سے ہماری کشتی کی کھوئی ہوئی اکہ ڈوبنے میں کیا کچھ باقی رہا تھا لیکن ناخدائے حقیقی نے بیڑا پار لگایا عمرو نے کہا یار میری دعا نے تم ڈوبتوں کو اچھالا ہے اس گرداب بلا سے باہر نکالا ہے کیا کیا منتیں میں نے نہیں مانی ہیں کیسی کیسی مرادیں دلمیں نہیں ٹھانی ہیں ہاں کچھ دیتے جاؤ کہ میں نیاز کروں بزرگوں کے فاتحے دلواؤں ہر شخص نے کچھ کچھ دینا عمرو کو دیا اور بعضوں نے دینے کے وعدے کیے عمرو نے کہا کہ چچا الیاس جب سرندیپ پہونچ لونگا تب شکر مول لیکر انکی پڑیا چڑھاؤنگا اس دریائے شور میں شکر کہاں سے لاؤں کہ انکی پڑیا چڑھاؤں لوگ اسکی ظرافت پر ہنسنے لگے اور بہت محظوظ ہوئے ابھی انکی کلفت گئی تھی کہ انمیں خبر پہونچی کہ بہرام گرد خاقان چین کے جہاز ونکا پتہ نہیں لگتا چاروں جہاز غائب ہیں کسی طرح آگے کو سراغ اور نشان نہ ملا پتہ نہیں پاتے دوربینیں بھی لگائیں مگر نظر نہیں آتے امیر سنتے ہی بحر الم میں ڈوب گئے رو رو کر فرمانے لگے کہ بڑا نہنگ بحر جرأت و ہمت ڈوب گیا جس سے لشکر کی بر دبھی اسیکا تعلیم انہیں لگتا لوگ بولے کہ خدا نہ کرے حضرت جہاز کسی طرف تباہ ہو گئے ہیں کسی بندر میں جا لگے ہونگے ملاح قدرت کسی جزیرے کے کنارے لگا دیگا وہ جامع المتفرقین ہے پھر اپنے فضل سے ایک دمے کو ملا دیگا عمرو بولا کہ حمزہ کچھ منت مانو دیکھو میں نے منت مانی تھی بچ رہا اور میرے سبب سے تو بھی بچ گیا امیر نے کہا یہ ظرافت کا مقام نہیں ہے وقت کو پہچان کہ میری طرف سے تو ہی منت مان جسوقت بہرام کی صورت دیکھونگا جو تو کہیگا سو میں دونگا عمرو بولا کہ بہت خوب مگر اگر پار اتر کر جو میں نے مانی ہیں یعنی جب بہرام ملے تب فرمائیں کہ تھوڑے سے خرچ میں منت ادا کر تو اسوقت کیا کروں گا آپ سے کیا جھگڑا ونگا اپنی گرہ سے مجھ کو کرنا پڑے گا امیر نے ہنس کر کہا کہ ایسا وقوع میں آئیگا جو تم کہو گے وہی دیا جائے گا

دوبارہ طوفانی ہونا امیر کے جہازونکا اور پڑجانا گرداب سکندری میں ان نامرادونکا اور پھر نکلنا اس طوفان سے اور پہونچنا ملک سراندیپ میں اور خراج لینا الندہور بن سعدان خسرو ہندوستان سے

غواصان بحر تاریخ دانی و غوطہ زنان دریائے قصص باستانی دُرہائے مضامین کو یوں ہاتھ میں لاتے ہیں کہ طوفان موقوف ہونیکے بعد چندروز برابر باد مراد چلی کسیطرح جہاز کے رہنے والونکو پریشانی نہ ہوئی ناخدا پال اُڑاتے چلے جاتے تھے جہاز کو بڑھائے چلے جاتے تھے ایک دن جہازوں کے دیدبانوں نے غل مچاکر کہا کہ یارو بڑا ہی طوفان آتا ہے وہ طوفان اُسکے آگے ایک قطرہ دریا کے مقابلے میں تھا دیکھیں خدا کیسے بچاتا ہے اور یہ قباحت زیادہ تر ہے کہ گرداب سکندری یہاں سے بہت نزدیک پر ہے اگر خدانخواستہ اسمیں جہاز پڑ گئے تو چکر کھا کھا کر ڈوب جائینگے عین دریا میں سب غوطے کھائینگے عمرو کے تو وضو ٹوٹ گئے چھکے چھوٹ گئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور گھبرا گھبرا کر جان اپنی کھونے لگا کبھی کہتا تھا کہ الیاس چچا جی میں نے تو پہلے ہی سے کہا ہے کہ سراندیپ پہونچکر آپکی نیاز چڑھاؤنگا کبھی چلایا کہ حضرت خواجہ خضر میری سعی اپنے بھائی سے فرمانا کہ اس گرداب بلا اور طوفان بے انتہا میں میری امداد کریں خدا سے دعا مانگیں جو نیت کی ہے وہ خشکی میں داخل ہو کر ادا کرونگا امیر نے شور و غل سنکر پوچھا کہ اب یہ نالہ و فریاد کیوں ہے حضرت الیاس اور حضرت خضر کی جناب میں داد بیداد کیوں ہے سکانیوں نے کہا کہ حضرت طوفان بے پایاں اٹھا ہے اس طوفان سے خدا ہی بچائے تو بچائے نہیں تو جانبر ہونا محال معلوم ہوتا ہے یہ گفتگو ہی تھی کہ طوفان نے آگھیرا اور دریا میں تلاطم مچا اور جہاز بات کی بات میں گرداب سکندری میں جا پڑے چکر میں آ کر چرخ کھانے لگے تب تو ہر ایک کی عقل چرخ میں آئی نہایت طبیعت گھبرائی امیر نے اُس عالم طوفان میں غور کر کے جو دیکھا تو اُس بھنور کے بیچ میں ایک ستون پتھر کا استادہ ہے اور اُسکا طول و عرض حد سے زیادہ ہے اُسکے سر پر ایک تختی سنگ سفید کی مثل پرچی ہوئی ہے اور اسمیں سنگ موسے کے حرف ترشے ہوئے تعبیہ کیے ہیں عبارت عربی ہے عبارت کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ یہ مضمون لکھا تھا کہ ایک زمانے میں صاحبقراں کے جہاز اسطرف آئینگے اور وہ اس گرداب میں پھنسیں گے صاحبقراں کو لازم ہے کہ آپ اس ستون پر چڑھ کے طبل سکندری کو کہ اس میل پر دھرا ہے بجاوے یا نائب کو اس ستون پر چڑھاوے کہ اُسکے ہاتھ سے یہ کام سرانجام پاوے البتہ جہاز اس گرداب سے نکل جاوینگے اس آفت سے نجات پائینگے امیر نے عمرو سے کہا کہ او بھائی ہم تو اس میل پر جاتے ہیں اور بسم اللہ کہکر نقارہ بجاتے ہیں اگر ایک ہماری جان جانے سے ہزار جانیں بچیں تو کیا قباحت ہے ہمیں خدا کے بندوں کی جان بچانا منظور ہے بہر صورت ہے عمرو نے کہا کہ آپکے نائب کے لیے بھی تو لکھا ہے اُسکو بھی نقارہ نوازی کا اذن دیا ہے پس میں نائب آپکا ہوں اس میل پر جا کر طبل سکندری بجاتا ہوں اور اپنے دل میں سوچا کہ اس میل پر چڑھ کر چین سے بیٹھ رہونگا دریا کے جھلکے سے تو بچونگا جب کوئی جہاز ادھر آ نکلے گا اُسپر چڑھ کے کسیطرف راہ لینا جو رو لڑکے نہیں لکھا ہے بجز دریا تنہا کسیطرح زندگی تباہ لینا پھر سب سرداروں کی طرف دیکھ کر بولا کہ یارو تم لوگوں کا بل بکرا ہوتا ہوں سو تم لوگ کھڑے دیکھتے جاؤ شاید بچ رہوں

تو اپنی محنت کا اجورہ پاؤں ہر ایک نے ایک کی جگہ سو اور سو کی جگہ لاکھ دینار کا تمسک لکھکر عمرو کے حوالے کیا عمرو نے تمسک لیکے
یہ شعر پڑھا ہے وریں دریائے بے پایاں وریں طوفان شور افزا * دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا * اور دم کو سادھ کر ایک
جست کی مگر قریب میل کے پہونچکر دم جو ٹوٹا عمرو دھم سے زمین پر گر پڑا اور نیچے کو چلا دیکھا تو ایک نہنگ منھ کھولے بیٹھا ہے
منتظر خوراک کا ہے عمرو کے حواس اڑ گئے کہ یہ بلا کہاں سے آئی اگر اس آفت سے بچے تو یہاں جان گنوائی حواس درست کر کے
پاؤں اسکے دانتوں پر ٹیک کر جست جو کی میل کے اوپر جا کھڑا ہوا چوٹی پر ستون کے جا پہونچا سب حرکتوں پر یہ طرہ کیا عمرو
کی اس چالاکی پر سبھوں نے آفرین کی اور اسکی جرات و دلیری کی داد دی عمرو نے دیکھا واقعی ایک کوس کھا ہے اور اسکے طبل پر نام
سکندر ذوالقرنین کا لکھا ہوا ہے عمرو نے بسم اللہ کر کے چوب اسپر لگائی بڑی ہیبت واز آئی اسکی آواز سے جو نہنگ کہ دریا میں تلاطم
برپا کیا عجب طرح کا شور ہوا جتنے جانور آبی تھے سب دریا کے اوپر تیر آئے اور پرند جو اس میل میں رہتے تھے سب گھبرا کے اڑنے لگے
اُن سب پرندوں کی ہوا سے جہاز چل نکلا مگر عمرو اسی میل پر رہا گو کہ دل میں پہلے اپنے اس امر کی تمنا تھی لیکن تنہائی سے گھبرا گیا چند
روز کے عرصے میں سراندیپ کے جزیرے میں جہازوں کے لنگر پڑے اور صاحبقران مع فوج خشکی میں اترے ادھر عمرو کا

جہازوں کا قریب سد سکندری کے گرداب میں آنا اور عمرو کا منارے پر نقارہ بجانا

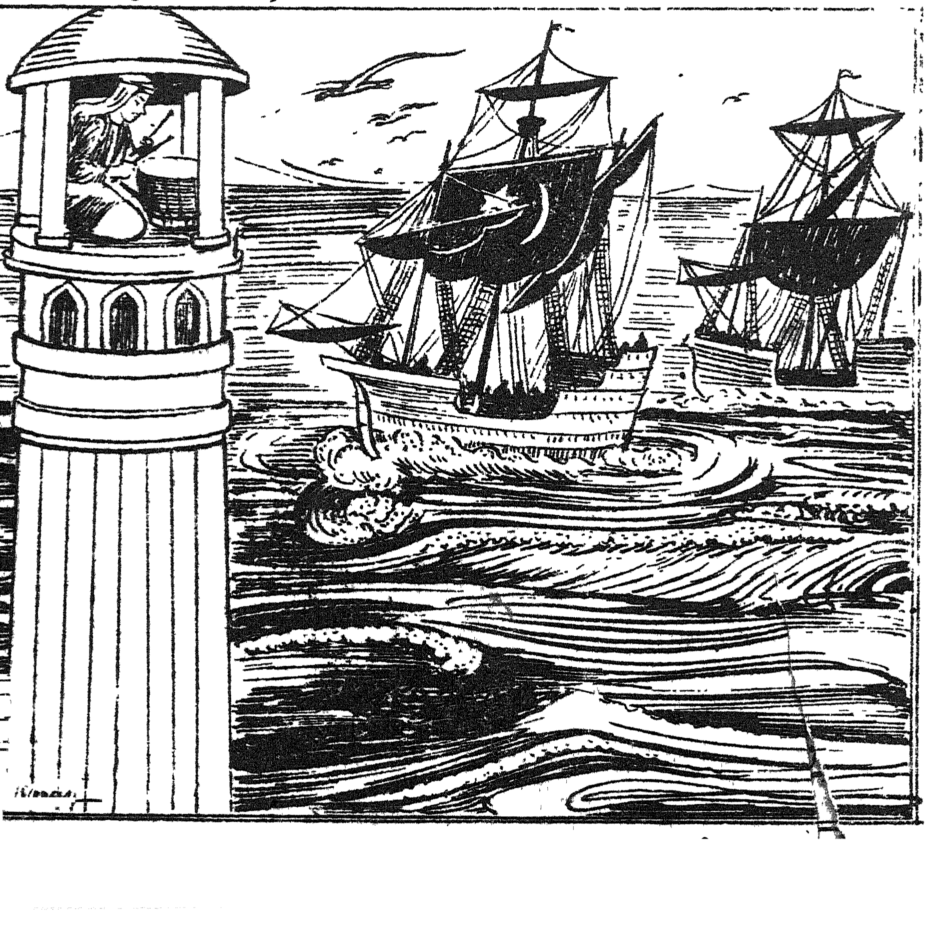

یہ حال ہو کہ تنہائی اور دھوپ کی تکلیف سے بیحواس ہوتا تھا اور خداوند حقیقی کی جناب میں دعا مانگتا اور روتا تھا کہ ناگاہ عمرو کے کان میں آواز سلام علیک کی آئی جب تو اور بھی طبیعت عمرو کی گھبرائی بھوچکا ہو گیا ادھر ادھر دیکھ کے اور متحیر ہو کے کہنے لگا کہ یہاں سوائے میرے انسان کہاں کہ سلام علیک مجھ سے کرے وہ میری خبر لے مگر حضرت عزرائیل روح قبض کرنیکو تشریف لائے ہونگے جان لینے کو آئے ہونگے حیف صد حیف کیا ٹھیک مقام پر موت آئی تجہیز و تکفین بھی نصیب نہ ہوئی مٹی بھی نہ پائی اتنے میں حضرت خضر نے آپکو ظاہر کیا عمرو نے دیکھا کہ ایک سبز پوش نورانی صورت کھڑا ہے اور چہرۂ شریف پر برقع پڑا ہے سلام ادب کرکے پوچھا کہ حضرت کا اسم مبارک کیا ہے اور اس مقام پر کسطرح تشریف آوری کا اتفاق ہوا ہے حضرت خضر نے کہا کہ میں خضر ہوں اور تجھے نجات دینے آیا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ابھی جلد رہا کرتا ہوں عمرو قدم بوس ہوا اور سجدۂ شکر ادا کیا پر عیار بندۂ شکم تھا کچھ آؤ تاؤ نہ دیکھا کہا کہ یا حضرت میں بھوک کا شدت سے ہوں امیدوار آپکی شفقت سے ہوں حضرت خضر نے ایک نان کلیچہ عنایت کرکے فرمایا کہ اسکو کھا میں پانی بھی پینے کو دونگا اور تجھے اس قید و آفت و محن سے رہا کر دونگا عمرو کا کلیجا وہ کلیچہ دیکھکر جل گیا کہ اس کلیچہ سے مجھے سیری کاہیکو ہوگی بھوک کی جھجھک میں بڑبڑانے لگا کہ یا حضرت اگر آپ پیغمبر خدا ہیں تو آپکے آگے کو میں نہیں پہونچتا ہوں لیکن میں بھی ولی اللہ کا ہوں آپ ہم سے ایسے برے وقت میں اختلاط کرتے ہیں یہاں ہم اپنی جان کو روتے ہیں جب آدمی سیر ہوتا ہے تو اختلاط بھی سوجھتا ہے نہیں تو بات کرنی بھی نہیں گوارا ہوتی ہے حضرت خضر نے کہا کہ اختلاط کیا تو نے بھوک کی شکایت کی میں نے تجھے کلیچہ دیا اور پانی پلانے کا بھی وعدہ کیا عمرو بولا کہ حضرت یہ وہی مثل ہے کہ اونٹ کے منہ کو زیرہ بھلا اس کلیچہ میں میرا کیا ہوتا ہے ایک انتڑی بھی تو سیر نہ ہوگی آپنے فقط تبرک عنایت فرمایا ہے حضرت خضر نے کہا کہ بھلے آدمی پہلے تو نیت درست کرکے کھا دیکھ تو اس کلیچے کو تمام کھا بھی سکتا ہے یا ابھی سے بے صبر ہو کر بیفائدہ بکتا ہے عمرو نے وہ کلیچہ کھایا تو باوجود سیر ہونیکے کلیچہ جیسا تھا ویسا ہی سالم رہا حضرت خضر نے سوا بالشت کا ایک مشکیزہ نکالا اور اسمیں سے پانی پلایا اور کہا تو پہلے سے ایسا بیتاب ہوا جاتا تھا اب کیونکر کلیچہ باقی رہا عمرو نے دیکھا کہ پیاس تو بجھ گئی مگر مشکیزہ بھرے کا بھرا ہے شکریہ ادا کرکے کہنے لگا اور چال چلا کہ حضرت بھوک پیاس آدمی کے ساتھ ہے آپ تو چلے جاوینگے اور یہاں کیوں تشریف لاوینگے میں پھر بھوکا پیاسا ہونگا تو کس سے کہونگا اگر یہ کلیچہ اور مشکیزہ مجھکو عنایت ہوتا تو جیتے جی زندگی تک روٹی پانی کی فکر نہ ہوتی شکر گزار آپکا نہایت ہوتا حضرت خضر نے عمرو کے التماس کو قبول کیا اور وہ مشکیزہ اور کلیچہ عمرو کو دیا اور فرمایا کہ اے عمرو یہ کلیچہ اور مشکیزہ بڑی بڑی گاڑھ میں تجھکو مزہ دکھلا دیگا اور بہت جگہ تیرے کام آویگا اور یہ کوس سکندری مع اسباب حمزہ کو دینا اور خبردار اسمیں سے کچھ نہ لینا عمرو بولا کہ حضرت میں اس بوجھ کو کیونکر لیجاؤنگا اور اسکا بار کیونکر اٹھاؤنگا حضرت خضر نے ایک گلیم دیکر کہا اسمیں لپیٹ لے مطلق بوجھ معلوم نہ ہوگا عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ گلیم بھی اچھی چیز ہے وقت پر کام آویگی در جاڑے میں آرام دیگی تمام اسباب مع نقارخانہ سکندری گلیم میں لپیٹ کر اپنے سر پر رکھا اور پاؤں اپنے حضرت خضر کی پشت پا پر رکھ کے اسم اعظم جو حضرت نے تعلیم کیا تھا آنکھ بند کرکے پڑھنا شروع کیا آناً فاناً میں کہیں سے کہیں پہونچا حضرت خضر نے فرمایا کہ عمرو آنکھیں کھول تو دے خدا کی قدرت دیکھ لے کہ دم کے دم میں کہاں سے کہاں تک پہونچا ہے پہلے کس مصیبت میں مبتلا تھا اب کہاں کھڑا ہے عمرو نے آنکھیں کھولیں آپکو جنگل میں پایا سجدۂ شکر خداوند حقیقی کی درگاہ میں بجا لایا کوہستان کیطرف روانہ ہوا امیر کی تلاش میں چلا ہے

صاحبقران کا حال سنئے کہ جب بند بحر تہذیب میں آئے اور بباعث عافیت مع لشکر خشکی میں آ پہونچے حضرت خضر کی مدد سے طوفان ہونے میں آفتی تھی بکمال کشادہ پیشانی افراط سے ادا کی اور فرمایا کہ ہما او جہانتک جگہ پر مقام نے کام میں کیا اور ہم عزاداری عمرو کی کرینگے اور اُسکے نام پر بہت کچھ للہ دینگے ظاہر ہے کہ میں اُسکو عزیز اپنی جان کے برابر رکھتا اور سبب تھا میں اُسنے دوست زیادہ تر رکھتا تھا اور اُسنے بھی میری رفاقت میں کبھی کمی نہ کی حتی کہ اُسنے بسبب واسطے ابھی دی جتنے سردار تھے مع لشکر عمرو کی عزا میں سیاہ پوش ہوئے اور مصروف گریہ و بکا و جوش و خروش ہوئے چند روز کے بعد عمرو نے اس جنگل میں ایک مسجد دیکھی بہت نفیس اور پاکیزہ متبرک بنی ہوئی تھی جب قریب پہونچا تو پانچ آدمی نمازی نظر آئے نماز پڑھتے پائے عمرو بھی شریک ہوا اور فریضہ باجماعت ادا کیا جب نماز پڑھ چکے اور اوراد و وظائف سے بھی فارغ ہوئے تو چار شخص تو اپنے مرکبوں پر سوار ہوکر ایک سمت کو چلے اور ایک شخص پیدل چلا عمرو نے بکمال دلسوزی اُس سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ اے عزیز ہم پانچوں آدمی شہید ہیں خدا کی راہ میں جانیں دی ہیں اُسکے عوض میں خدا نے یہ نعمتیں عطا کی ہیں کہ مواخذہ اُخروی سے کچھ کام نہیں اُسکے فضل سے ہماری بخشش میں کچھ کلام نہیں چاروں شخص مع اسپ شہید ہوئے تھے اور میں بے گھوڑے شہید ہوا تھا اس سے وہ سوار ہیں اور میں پیدل رہ گیا لیکن اگر تو مہربانی کرے تو میں بھی صاحب اسپ ہو جاؤں تیرے حق میں دعا کرتا رہوں عمرو نے کہا مجھ سے جو آپکی خدمت ہو سکے اس کو باعث سعادت جانتا ہوں ایسے لوگوں کی اطاعت اور فرمانبرداری سبب مغفرت جانتا ہوں وہ بولا کہ یہاں سے ایک قصبہ تھوڑی دور ہے اُس قصبے کے فلانے محلے میں میرا گھر ہے اور میرے گھر کے صحن میں ایک درخت بیری کا ہے اُسکے تھالے میں دو ہزار اشرفیوں کا لوٹا سر بمہر گڑا ہے تو نکالکر ایک سہم تو میرے وارثوں کو دے اور ایک سہم تو لے اور ایک سہم میں گھوڑا اور اسکا اسباب خرید کر کے خدا کی راہ میں میرے نام پر کسی کو دیدے کہ مجھکو اس پیادہ روی سے نجات ملے عمرو اُس سے رخصت ہوا اُس کے مکان پر جاکے اُسکی وصیت عمل میں لایا اور آگے کو چلا کہیں راہ طے کی ہوگی کہ ایک درخت سایہ دار کے نیچے ستانے کیواسطے بیٹھ گیا ایک لمحہ کے بعد ایک بزرگوار کو اپنے داہنی طرف کھڑا دیکھا قدمبوس ہوکر پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا میرا نام الیاس ہے تیری امانت تجھکو دینے آیا ہوں تیرے واسطے یہ سامان لایا ہوں یہ جال اور کملی ہے جال میں تو جسقدر بوجھ باندھیگا سب ہلکا دکھائی دیگا اور کملی جب اوڑھ لیگا تو تو سب کو دیکھیگا اور تجھکو کوئی نہ دیکھیگا یہ کہکر غائب ہوگئے اور کسی جانب چل نکلے عمرو چند روز میں صاحبقران کے لشکر کے نزدیک پہونچا اول دلمیں خوش ہوا کہ الحمدللہ لشکر تو ملا پھر دیکھا کہ ہر نفس سیاہ پوش ہے اور کسی کے رنج میں ماتم پوش ہے عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ خدا حمزہ کی خیریت سنوا دے اور خیر و عافیت سے اُسکی شکل دکھا دے ایک شخص سے اجنبی بنکر پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور لشکر تمام ماتمی کیوں ہو رہا ہے وہ بولا یہ لشکر صاحبقران کا ہے تھوڑی مدت سے یہیں پڑا ہے عمرو عیار ایک امیر کا بھائی تھا امیر اُسکو بہت پیار کرتے تھے سو وہ دریائے شور میں ایک میل پر چڑھ کے مرگیا اُسکے ماتم میں صاحبقران سیاہ پوش بیٹھے ہیں

اسکے سبب سے سارا لشکر سیاہ پوش ہے اور انبوہ مبتلائے جوش وخروش ہے چنانچہ آج چہلم اسکا ہے فقرا ومساکین کو بعد
فاتحہ خوانی کے کھانا تقسیم ہو رہا ہے عمرو نے دل میں کہا کہ امیر کی بھی محبت کا امتحان ہو گیا دن تو انھیں فقیروں میں جن کو
عمرو کے فاتحے کا کھانا بٹتا تھا کاٹا رات کو کملی اوڑھ کر معدیکرب کے خیمے میں گھسا دیکھا تو معدیکرب بےخبر سوتا ہے اسکی
چھاتی پر چڑھ بیٹھا وہ جاگ کر پوچھنے لگا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے مجھ سے کیا سبب عداوت کا ہے عمرو بولا کہ
میں ملک الموت ہوں آج عمرو کی روح کو بہشت میں بھیجتے تھے اسنے وہاں جانا گوارا نہ کیا اور خازن بہشت سے کہا
کہ معدیکرب میرا بڑا دوست ہے میں بغیر اسکے بہشت میں نہ جاؤنگا بے اسکی ہمراہی جنت کیطرف قدم نہ بڑھاؤنگا ہر چند
اسکو سمجھایا کہ ابھی اسکے آنے میں بڑا عرصہ ہے ابھی بہت روز اسکا وعدہ ہے مگر جب اس نے نہ مانا مجھ کو حکم ہوا کہ جاؤ معدیکرب
کی بھی روح کو قبض کر کے لے آؤ سو میں تیری روح کے قبض کرنے کو آیا ہوں اور تیری جان لیتا ہوں معدیکرب نے کہا
ہرگز میں دوست اسکا نہیں ہوں محب اور مخلص اسکا نہیں ہوں بلکہ اسکا دشمن جانی رہا کرتا تھا اور اسکی موت کی دعا مانگا
کرتا تھا بلکہ موافقت اس سے کبھی نہ تھی میری اسکی نبتی نہ تھی عمرو بولا کہ اگر تم مجھ کو کچھ دو تو میں چھوڑ کر جاؤں اور جو کچھ تم
کہا ہے حقیقت اسے عرض کروں عادی نے کہا کہ دو سامنے ایک صندوق اشرفیوں کا رکھا ہے آپ لیجیے اور میری جان
چھوڑ دیجیے عمرو وہاں سے صندوق لیکر سلطان بخت کے خیمے میں گھسا اور وہی گفتگو اس سے بھی پیش کی اس نے
بھی ایک صندوق اشرفیوں کا دیا گویا اپنی دانست میں اپنی جان بچائی ملک الموت کے پنجے سے رہائی پائی خلاصہ یہ کہ
اس شب کو اسی طرح تمام سرداروں سے عمرو نے اشرفیاں تحصیلیں اور اسی جھولی میں جمع کیں عمرو کے آنے کے بعد ہر ایک
کو خوف سے تپ لرزہ آیا اور کسی نے خوف کے مارے رات بھر چین نہ پایا جب صبح ہوئی پہلے تو عادی نے رات کا حال امیر
سے کہا امیر نے جانا کہ یہ بدخواب ہوئے اسکی باتیں سنکر بہت ہنسے اور نہایت محظوظ ہوئے سلطان بخت نے بھی
آنکر اپنی سرگذشت بیان کی اور امرائے بھی حاضر ہو کر ایسا ہی کچھ امیر سے کہا سبھوں نے رات کا واقعہ بیان کیا امیر نے
فرمایا کہ جلد یہاں سے خیمہ اٹھاؤ اور آگے لشکر کو بڑھاؤ معلوم ہوا کہ یہاں شیطان کا نفوذ ہے نہیں تو کیا سبب کے خوابوں
کا ایک ہی طرح ہونا ضرور ہے ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو سودا ہو جائے اور تسلط شیاطین کا ہو جائے دوسرے روز عمرو
نے امیر سے بھی یہی حرکت کی وہاں بھی ایسی ہی حرکت کی امیر نے کہا عجب بات ہے کہ آواز آتی ہے مگر صاحب آواز نظر
نہیں آتا کیا خرابی ہے امیر نے ہاتھ سے ٹٹولا تو جسم ہاتھ میں معلوم ہوا امیر نے جن سمجھ کر ایک ہاتھ سے اسکو پکڑا اور دوسرے
ہاتھ سے چاہا کہ گھونسا ماریں گرد برد کریں عمرو نے کہا خبردار اے عرب گھونسا نہ مارنا میرے چوٹ لگیگی تیری مار سے مجھے
تکلیف ہوگی اور جھٹ گلیم اپنے اوپر سے پھینک دی امیر نے آواز پہچانی گلے سے لپٹا لیا اور بکمال خوش ہو کر چھاتی سے
لگا لیا عمرو نے تمام سرگذشت بیان کی اور ساری اپنی کہانی کہی نقارخانہ وغیرہ اسباب سکندری امیر کو دیا اور تکیہ مشکیزہ
اور گلیم دجال امیر کو دکھلا کر اپنے پاس رکھا اور کہا کہ یہ حضرت خضر والیاس نے مجھ کو دیا ہے اسمیں اور کوئی نہیں

شریک میلا ہے امیر نے صبح ہوتے ہی وہاں سے کوچ کیا اور کوہ سراندیپ کے نیچے خیمہ زن ہوئے اور بعد طے مسافت منزل مقصود تک پہونچے چار طرف یہ خبر مشہور ہوئی کہ حمزہ نامے داماد نوشیروان عادل کا خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان سے لڑنے آیا ہے فوج اگرچہ قلیل ہے مگر ہر شخص رستم و نریمان و افراسیاب کی حقیقت نہیں جانتا اور خود امیر بھی آدمی بڑے دم دعوے کا ہے کوہ سراندیپ پر امیر میلے کے موسم پہ پہونچے تھے اطراف و جوانب کے لوگ وہاں جمع ہوتے جاتے تھے میلہ ہونے کا سبب تھا کہ انھیں دنوں میں حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی ہے اور اللہ تعالے نے انھیں اس غم و اندوہ سے نجات بخشی ہے اور اُس پہاڑ کے ایک پتھر پر حضرت آدم کے قدم کا نشان ہے زیارت گاہ ہنود و مسلمان ہے دور دور چار مہینے کی راہ سے آدمی حسب دستور قدیم آکر پہاڑ کے نیچے اترتے تھے اور روز معین کو زیارت اسکی کرتے تھے عمرو نے امیر سے کہا کہ اگر حکم ہو تو پہاڑ کی سیر کر آؤں اور وہاں جاکر خبر لاؤں امیر نے اجازت دی عمرو نے اپنی راہ لی عمرو جو زیر کوہ آیا تو راستہ نہ پایا کہ کوہ کے اوپر جائے اور وہاں کی سیر کر آئے ناگاہ ایک جھونپڑی نظر پڑی اُدھر کا قصد کیا وہاں جاکر ایک مرد بزرگ کو عبادت میں مصروف دیکھا اُس بزرگ نے جو عمرو کا نام لے کر سلام علیک کی عمرو نے دوال پا سمجھ کر خنجر پر ہاتھ ڈالا تیوری بدل لی اُس بزرگ نے ہنسکر کہا کہ اے عمرو میں دوال پا نہیں ہوں حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں ہوں دشمن تیرا نہیں سالم میرا نام ہے شب کو مجھے بشارت ہوئی تھی اس سے میں نے تجھے پہچانا نہیں تو میں تجھ کو اور تیرے نام کو کیا جانتا یہ کہکر ایک گز دیا اور فرمایا کہ سامنے جاکر اس گز کے برابر زمین کھود جو تیرے مقسوم کا ہے وہ تجھ کو ملیگا خداوند حقیقی تیری قسمت کا تجھے دیگا مگر طمع کو راہ نہ دینا اور جو کچھ مل جائے وہ لے لینا عمرو نے اُس گز سے ناپ کے زمین کو جو کھودا ایک دانہ لعل خوش رنگ کا نکلا اسکو تو عمرو نے اپنے کیسے میں رکھا اور زمین پھر کھودنے لگا جب کھودتے کھودتے تھک گیا اور کچھ نہ ملا شرمندہ ہو کر سالم کے پاس آیا اور وہ لعل کا دانہ دکھایا سالم نے کہا کہ اب کوہ پر جاؤ آدم علیہ السلام کے قدم کی زیارت کر آؤ عمرو نے کہا کہ پہاڑ پر جانیکی راہ تو کسی طرف نظر نہیں آتی ہے اُسکی بلندی پر چڑھتے ہوئے میری عقل چکراتی ہے جاؤں تو کیونکر جاؤں وہاں راہ کس طرح پاؤں سالم نے کہا وہ جو باریک سی پگڈنڈی ہے اُسپر سیدھا چلا جا دلمیں اپنے کچھ نہ گھبرا عمرو اُسی راہ سے کوہ کے اوپر گیا مگر چلتے چلتے مر گیا دیکھا کہ ایک حاطہ نہایت عمدہ تیار ہے اور اُس احاطہ کے اندر سبزہ زار ہے اور اُس سبزے کے گرد چشمہ ہائے مصفا جاری ہیں اور جابجا درخت بھی بڑے بڑے بھاری ہیں جب اور آگے گیا تو ایک سنگ سفید پر حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کا نشان دیکھا آنکھوں کو ملکر اُس قدم کو بوسہ دیا اور وہاں کی خاک کو آنکھوں میں لگایا اُس قدم کے گرد قد آدم جواہر کے ڈھیر دیکھ کر منھ میں پانی بھر آیا دلمیں لالچ مکرر آیا سوچا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کی زیارت تو کر چکا اب ان جواہرات کو لیکر یہاں سے جلدی اپنے لشکر کی راہ لے یہاں کون دیکھنے آتا ہے کون قید کر کے لیجاتا ہے کملی بچھا کر تمام جواہرات کو سمیٹا لیکن جب دروازے کے پاس پہونچا تو

دروازہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا کچھ نشان بھی اُس کا نظر نہ پڑا عمرو نے پھر اُلٹے پاؤں آکر جہاں جواہر پڑا تھا وہیں ڈالدیا دروازہ
پر جو نگاہ کی دروازہ بدستور دکھائی دیا پھاٹک کا چوکھٹ بازو وغیرہ سب نظر آنے لگا عمرو نے پھر تجویز کیا کہ پہلے اس دروازے
پر نشان رکھ آنا چاہیے تب جواہر کو یہاں سے لیجانا چاہیے عمرو نے نیم تاج اپنا دروازے کی چوکھٹ کی زمین پر رکھ کے جواہر کے
ڈھیروں کے پاس کھڑے ہو کر دروازے کو تاکا دروازہ اور تاج دکھائی دیا عمرو نے دوبارہ اُس جواہر کو کملی میں رکھ کر
وہاں سے راوی جب پاس دروازے کے پہونچا تو دروازہ مع تاج غائب تھا کرنی خویش آمدنی پیش سامنے ہوئی دل میں
کہنے لگا معلوم ہوا کہ دادا آدم بھی نہایت منتظم تھے اپنا مال کسی کو نہ پہنچے گا انھیں کے پیش نظر رکھا رہیگا بدستور جواہر کو
رکھدیا تو تاج دروازہ پھر نظر پڑا عمرو نے دیکھا کہ نماز کا وقت آیا آب چشمہ سے وضو تازہ کر کے نماز ادا کی اور زار زار
رونے لگا اس مقام متبرک کو محل اجابت دعا جانکر جناب باری میں دعا مانگی ناگاہ اس گریہ وزاری میں عمرو کی آنکھ جھپک
گئی دیکھا کوئی بزرگ نورانی چہرہ میرے سر پر کھڑے ہیں اور میری طرف شفقت سے دیکھتے ہیں انہیں سے ایک بزرگ طویل القامت

عمرو کا پہاڑ پر قدمگاہ آدم کی زیارت کو جانا اور آدم و داؤد وغیرہ سے تبرکات پانا

ایک جامہ دیگر فرمایا کہ اُسے تو پہن اسکو دیو جامہ کہتے ہیں اسکے پہننے سے جمیع بلیات و آفات سے محفوظ رہیگا اور کسی طرح کا
ضرر شیاطین و خباثت جنات کا نہ پہونچیگا اور اسمیں جو زنبیل ہے اگر تمام دنیا کی اشیا اُسمیں ڈالدیگا تو غائب ہوجائے گی
اور سواے اشیا رنگا رنگ داشتہ کے جو اشیا منظور خاطر ہوگی وہ اُسمیں سے نکل آئیگی اور اُس پر ہاتھ رکھکر جب کہیگا کہ دادا آدم
میری صورت ایسی بن جائے اُسی صورت کا بنجاویگا یہ اسکا معجزہ ہے اور جسکی زبان چاہیگا بولیگا اور سمجھیگا اور
نام میرا آدم ہے عمرو تسلیم بجالایا اور سر قدمبوس ہونے کو جھکایا دوسرے بزرگ نے جام دیگر فرمایا کہ اس جام پر جو اسم اعظم
لکھا ہوا ہے اسکو یاد رکھنا تیرے بڑے کام آویگا اور اسمیں تیرا فائدہ خاطر خواہ ہے اور نام میرا اسحاق نبی اللہ
ہے تیسرے پیغمبر نے نام اپنا داؤد بتایا اور ایک دتارا دیکر فرمایا کہ جب تو اُسکو بجا کر گاویگا تیرے مقابلے میں کوئی ایک
بھی نہ آویگا اگر سامع علم موسیقی بھی نہ جانتا ہوگا تو بھی تیری آواز سے اُسکے کلیجے میں چوٹ لگے گی تیرا عاشق اور شیدا ہوگا
چوتھے بزرگ نے نام اپنا صالح پیغمبر بتا کر عمرو کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ دوڑ میں کوئی تجھ سے سربر نہ ہوگا اور کوئی ہوا
بھی تیرے برابر نہ ہوگا ہوا سے بھی آگے جاویگا اور کبھی نہ تھکے گا حضرت صالح یہ فرما رہے تھے کہ ایک تخت آسمان پر سے
زمین پر اُترا اسپر ایک بزرگ بیٹھے ہوے تھے انکی صورت دیکھ کر عمرو کی آنکھوں میں چکا چوندھی آگئی طبیعت عجب سے خوش
ہوگئی چاروں پیغمبروں نے تعظیم کی نہایت تکریم کی عمرو نے اُن سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں انھوں نے کہا یہ پیغمبر آخر الزماں محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں دست بستہ ہوکر کورنش کی اور ابتدا سے عرض کرنے لگا کہ یا حضرت سب پیغمبروں نے ایک ایک نعمت
عنایت کی ہے آپسے استدعا یہ ہے کہ جب تک میں تین مرتبہ موت نہ مانگوں تب تک ملک الموت میری روح قبض کریں
اور میں نہ مروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا چاہیگا تو ایسا ہی ہوویگا اسمیں عمرو کی آنکھ کھل گئی دیکھے تو جو جو
عالم رویا میں پیغمبروں سے پایا تھا وہ سب پہلو میں رکھا ہوا ہے تمام اثاثہ سامنے دھرا ہوا ہے عمرو اُن تبرکات کو لیکر
سالم کے پاس گیا اور تمام قصہ حرف بحرف تفصیل وار کہا سالم نے کہا کہ عمرو اب جاکر حمزہ کو بھیجدے تاکہ اُسکے
بھی مقدر میں کچھ ہو ملے عمرو وہاں سے روانہ ہوا اثنائے راہ میں احتیاطاً زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہنے لگا کہ یا دادا آدم میں
طویل القامت ہوجاؤں اور رنگ میرا روغن قیر سے بھی زیادہ کالا ہوجاوے اور جب تک خود درخواست نہ کروں گھٹنے نہ
پاؤں میرا قد وقامت در جثہ اور بشرہ اس عالم کے آدمیوں سے نرالا ہوجاوے عمرو نے دیکھا کہ فوراً قد بڑھ گیا آئینہ میں
جو دیکھا تو اپنی صورت سے آپ ڈرا دلمیں کہنے لگا کہ ایسا نہ ہو کہ ایسی ہی صورت بنجاوے یہی قد وقامت اور رنگت
رہجاوے زنبیل پر ہاتھ رکھکر معجزہ طلب کیا کہ میری صورت اصلی ہوجاے شکل پہلی سی ہوجائے فی الفور اصلی
شکل بن گئی عمرو کی جان میں جان پڑی تب تو عمرو خوش ہوا بغلیں بجانے لگا کہ میں جیسی صورت چاہونگا ویسی ہی
بنجائیگی موقع موقع پر اور ہی لطف دکھائیگی پھر صورت تبدیل کرکے لشکر اسلام میں پہونچا اور دتارا بجاکر گانے لگا
جس نے سنا اپنا شغل چھوڑ کر عمرو کے ساتھ ہوا لوگوں نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ ایک ہندی آدمی عجب ہیئت کا

اُردو میں آیا ہے وہ تارا بجا رہا ہے کہ سننے والوں کا ہوش نہیں بجا رہا ہے صاحبقران نے طلب فرمایا اپنے حضور میں بلوایا دیکھا تو واقعی عجب صورت کا آدمی ہے کہ عالم خواب میں ایسی شکل نہیں دیکھی ہے گانا بجانا جو سنا تو کان کھڑے ہوئے امیر مع امرا ایسے محو ہوئے کہ کسی کو اپنی خبر نہ رہی سب کو ٹکٹکی سی لگ گئی جب عمرو گا بجا چکا تو امیر نے پوچھا کہ اے شخص تو کہاں کا رہنے والا ہے اور تیرا کیا نام ہے عمرو بولا مجھ کو محمود سیاہ تن کہتے ہیں اور رہنے والا اسی سراندیپ کا ہوں خسرو ہندوستان مجھے خوب جانتا ہے اور بہت کچھ انعام اُس سے پاتا ہوں لیکن میرے حوصلے کے موافق نہیں دیتا کہ بے پروا ہو جاؤں اور کسی کمیں کے روبرو دست سوال نہ پھیلاؤں صاحبقران نے فرمایا کہ اسکو ہمارے خزانے میں لیجاؤ جسقدر روپیہ اشرفی جواہر کہ اس سے اُٹھ سکے اُسکو دلوا دو سلطان بخت عمرو کو امیر کے خزانے میں لیگیا اور انعام کے اٹھانیکو کہا عمرو نے جتنے صندوق خزانے میں تھے ایک ایک کر کے سب نکالے سلطان بخت بولا یہ تو صدہا اونٹ کا بوجھ ہے تجھ سے جسقدر اُٹھ سکے اتنا اُٹھا اور امیر کا جتنا حکم ہے اسقدر مال و متاع جھولی میں باندھ کر اپنے گھر لیجا اتنی ہوس کیوں کرتا ہے بے فائدہ خزانوں کے صندوق ابتر کرتا ہے عمرو بولا کہ ہاں حضرت وہی کرتا ہوں نہیں تو کیا میرے پاس ارابے چھکڑے ہیں کہ اُنپر لیجاؤنگا یا اور لادنے والوں کو کہیں سے جا کر بلاؤنگا سلطان بخت یہ سمجھ کر کہ شاید اسکو خلل دماغ ہے چپ ہو رہا اسکی اس حرکت سے خبر ہوا اور بھی متعلقین اور بالا زمین خزانہ دیکھا کیے سب کے سب چپ کھڑے رہے عمرو نے اُن سب صندوقوں کو جال بچھا کر اوپر تلے رکھا اور رسی باندھ کر کاندھے پر رکھ کے کوہستان کی راہ لینے کا ارادہ کیا دیکھنے والوں کے ہوش اُڑ گئے حواس باقی نہ رہے سلطان بخت نے اسے روک کر کہا ذرا ٹھہرو ہم اپنے حاکم کو بھی خبر کریں اُسکے کان تک بھی یہ کیفیت پہونچا دیں عمرو صندوقوں کو کاندھے پر سے اُتار کر بیٹھ گیا سلطان بخت نے جا کر امیر سے تمام قصہ کہا کہ یا صاحبقران وہ تو نہیں معلوم کہ جن ہے یا غول بیابانی ہے کوئی ساحر ہے یا آفت ارضی ہے یا بلائے آسمانی ہے اُس نے تمام صندوق خزانے کے ایک جال میں باندھ کر کندھے پر رکھے اور ایسا بیباک چال نکلا کہ اُسکے پاؤں تک نہ ڈگمگائے اور کاندھے نہ ہلے فدوی نے اُسکو روکا ہے کہ ہم اسکی اطلاع اپنے خاوند کو دے لیویں تب تجھے رخصت کریں صاحبقران نے سنتے ہی تجویز کیا کہ یہ خواہ مخواہ عمرو ہے کوئی اور شعبدہ سیکھ کر آیا ہے اور اُسکی چالاکی مقرر ہے خود تشریف لیجا کر فرمایا کہ کیوں بھائی خوب یہ کرشمہ دکھاتے ہو ہمارے اوپر ہاتھ صاف کرتے ہو عمرو ہنس پڑا امیر نے اُسکو گلے لگا لیا عمرو نے ساری سرگذشت بیان کر کے کہا کہ آپکو بھی سالم نے بلایا ہے اور کچھ تبرکات آپکے واسطے بھی رکھے ہیں امیر نے شب کو آرام کیا صبح کو مع جمیع امرا و عمرو دامن کوہ کی طرف گئے اور سبزہ زار اور نہروں اور چشموں کی سیر کرنے لگے ایک میدان دیکھا کہ زمین اُسکی صندل سفید و گلاب سے خمیر کر کے ہموار کی ہے نہایت دلچسپ اور پُر فضا مسطح کہیں سے نیچی نہ اونچی ہے اور اُسکے ایک گوشے میں تال سنگی و مگدر و لیزم و بلم و گرز وغیرہ آلات ورزش کے رکھے ہیں اور چند آدمی اُسکے نگہبان کھڑے ہیں امیر نے اُن سے پوچھا کہ یہ کسکی ورزش گاہ ہے وہ بولے کہ خسرو ہندوستان

ملک لندھور بن سعدان کی ہے جو یہاں کا بادشاہ ہے امیر نے عمرو سے کہا کہ میں بھی بنا زور آزماؤں اُن لوگوں کو اپنی طاقت دکھاؤں عمرو نے کہا بسم اللہ آپ کو مبارک یہ ورزش گاہ ہوا امیر نے اُس تعلیم گاہ میں جا کر جتنے نال و مگدر و لیزم و بلم تھے سبک اُٹھا لیے لیکن گرز نہ اُٹھا امیر کو ازبس کوفت ہوئی کمال ملال ہوا کہ الٰہی تو ہی عزت اور شرم رکھنے والا ہے جب اُٹھ سکا گرز نہ اُٹھا تو مقابلہ البتہ اندھ کے دشوار ہوگا آگے بڑھے مغموم سالم کی طرف گئے سالم نے بغلگیر ہو کر وہی گرز دے کے کہا کہ آپ اس سے ناپ کر فلانے مقام کی زمین کھودیں جو کچھ آپ کا حصہ ہوگا وہ ملے گا وہ آپ میرے پاس لائیں امیر نے سالم کے کہنے پر عمل کیا تو ایک دانہ یاقوت کا پایا سالم کو لیجا کر دکھایا سالم نے کہا یہ مال آپ کا ہے اسکو اپنی جیب میں رکھیے اور کوہ پر زیارت کیواسطے جائیے آپ کا حافظ و ناصر خدا ہے جب تک آدم سے اعانت نہ ہوگی خسرو ہندوستان سے بر نہ آئیے گا کسیطرح اُس پر فتح نہ پائیے گا امیر نے پہاڑ پر جا کے حضرت آدم علیہ السلام کے قدم شریف کی زیارت کی اور اُسی جگہ عبادت میں مشغول ہوئے اور مصروف مناجات و الحاح و زاری رہے ناگاہ سجدۂ آخر میں غفلت سی آگئی جھپکی سی لگ گئی دیکھا کہ ایک تخت فلک پر سے سطح زمین پر اترا اور اُسی مقام پر آکے نور فگن ہوا اُس پر کئی بزرگ نورانی چہرہ بیٹھے ہیں اور سب کے چہرۂ مبارک سے لمعات نور ظاہر ہوتے ہیں ان میں سے ایک بزرگ طویل القامت نے نام امیر کا لیکر سلام علیک کی اور دعائے برکت دی اور فرمایا کہ حمزہ یہ بازوبند لے اور اپنے بازو پہ باندھ کبھی تیرا پنجہ حریف سے خم نہ ہوگا تیرے ساعد قوی کو کسیطرح الم نہ ہوگا اور اگر حریف کا قد ہزار گز بلند ہوگا تو بھی اس بازوبند کی برکت سے تیری تلوار اُسکے سر پر پڑے گی تجھے کبھی گزند نہ ہوگا لیکن کوس جنگ پہلے چوب نہ لگانا پیشدستی کبھی حریف پر نہ کر جانا جبتک تین حربے حریف نہ کرلیوے تب تک بنا وار نہ چلانا نیک طینت کو روز بد نہ دکھلانا جو امان مانگے اس کو امان دینا بھاگے ہوئے کا پیچھا نہ کرنا کسی شکستہ خاطر کے شیشۂ دل کو نہ توڑنا سائل سے منھ نہ موڑنا تو کاف کفر کا صفحۂ گیتی سے نہ چھیلے گا اور الف اسلام کا نیزہ بلند کریگا اور تکبر کبھی نہ کرنا کسی سے دون کی نہ لینا خاکساروں اور کمزوروں کو کبھی تکلیف نہ دینا اور دیکھنا نعرہ بے ضرورت نہ کرنا تیرے نعرہ کی آواز سولہ فرسنگ تک جائیگی سننے والوں کے دلوں میں ہول ڈالیگی یہ نصیحتیں کر کے حضرت آدم علیہ السلام نے امیر کو چھاتی سے لگایا اور سب پیغمبروں نے امیر کے حال پر لطف فرمایا خوشی کے مارے حضرت امیر کی آنکھیں کھل گئیں امیر نے اُٹھ کر نیند سے جاگ کے دعائیں خواب کی پڑھیں وضو تازہ دوبارہ کیا دوگانہ شکر کا ادا کیا اور فاتحہ پڑھ کے سالم کے پاس آئے اور مژدہ بشارت زبان پر لائے سالم نے امیر کو مبارکباد دی اور یہ وصیت کی کہ اس مسافر ملک عدم کو فقط آپ ہی کا انتظار تھا آپ کی امانت کی نگہبانی اور راہ بتانے کا بار تھا لو خدا حافظ میں اپنی راہ لیتا ہوں مگر اتنا کہے دیتا ہوں اتنی تکلیف للہ گوارا کر لیجیے گا تجہیز و تکفین میری اپنے ہاتھ سے کیجیے گا یہ کہکر دنیا سے ہاتھ کھینچ لیے اور حصیر پر پاؤں پھیلا دیے کلمۂ توحید پڑھا اور داخل جنت ہوا امیر نے اس ہستی بے وجود پر اشک حسرت بہلائے اُن کو گور و کفن دیا اور وہاں سے اُٹھ کر

لندھور کے ورزش خانہ میں آئے وہ چوب ایک ہزار سات سو من کا گرز تھا اُسکو بسم اللہ کہہ کے تنکے کے مانند بے جدوجہد
اُٹھاکر دوسرے گوشے میں رکھدیا اور بشاش اپنے لشکر میں پہونچے اور وہاں آکر کئی ہزار دینار مساکینوں کو
خدا کی راہ میں دیے نگہبانوں نے یہ خبر لندھور کے کان تک پہونچایا لندھور نگہبانوں سے یہ کیفیت سنکر
زور خانے میں آیا گرز کو دوسرے مقام پر دیکھ کے کمال متعجب ہوا کہ ابھی کوئی میرے مقابلے کا اس سرزمین پر
آپہونچا اور نگہبانوں پر تاکید کی کہ جس شخص نے میرے گرز کو ایک گوشے سے اُٹھاکر دوسرے گوشے میں رکھا ہے
اور اپنا زور آزمایا ہے اگر وہ پھر آوے تو مجھ تک اُس کو لے آنا اور مجھکو خبر پہونچانا عمرو کا حال سنیے کہ امیر سے
سیر کے بہانے سے رخصت ہوکر لندھور کے اُردو کیطرف پہونچا ایک خراسانی کی صورت بن دوتارا ہاتھ میں لے
خسرو ہندوستان کے آستانہ پر جاکر کھڑا ہوا چوبداروں نے پوچھا تو کون ہے اور تیرا پیشہ کیا ہے اور کس طرف سے اور
کس ملک سے آیا ہے بولا کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کے داماد کے ساتھ یہاں تک پہونچا ہوں خسرو ہندوستان کی
قدردانی کا حال سنکر در دولت پر آیا ہوں ذرا میری خبر کردو مجھے وہاں تک پہونچادو عرض بیگیوں نے اپنے داروغہ
کو اطلاع دی داروغہ نے لندھور کی خدمت میں عرض کی حکم ہوا کہ حاضر کرو حضور میں لاؤ عمرو بموجب حکم
کے دربار میں پہونچا لندھور عمرو کو دیکھ کر متحیر ہوا کیونکہ اس شکل کا آدمی کبھی اُس نے نہ دیکھا تھا اس قیافے اور
صورت کا انسان اُسکی نظر سے گذرا نتھا عمرو سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اور تیرا مولد اور مقام کیا ہے عمرو
لندھور کو دعا دیکر بولا کہ مجھکو بابا ے زود برد کہتے ہیں اور میرے بزرگ لوگ خراسان میں رہتے ہیں لندھور
نے کہا کہ عجیب نام ہے اور طرفہ کلام ہے معلوم ہوتا ہے تو ہر کسی کو مار آتا ہے اور اُس کا مال دست برد کرکے لیجاتا ہے
عمرو بولا کہ غلام تار کو مضراب سے مارتا ہے اور سامع قدردان کے دلکو دست برد کرتا ہے گداز دلی پیدا کرتا ہے
لندھور اس لطیفے پر بہت خوش ہوا اور گانے کا حکم دیا عمرو تمام ارباب نشاط سے بالادست بیٹھا اور دوتارے کو
ملانے لگا جتنے گوئیے بجوئیے دربار میں حاضر تھے عمرو کے آگے بڑھ کے بیٹھنے پر کنمنانے لگے ناک بھوں چڑھانے لگے
کہ اسمیں ایسا کیا کمال ہے کہ نائکوں کیطرح ہم پر بالادست ہوکر بیٹھا ہے دون کی لے رہا ہے لندھور نے کہا اول
تو یہ مسلمان ہے اور ایک شاہزادۂ عالی وقار کے ہمراہ آیا ہے اور اُس کا فقیری سامان ہے اور اُسکی دلجوئی مجھے گونہ ضرور
ہے کہ ملکوں ملکوں جائیگا ہر جگہ یہاں کا تذکرہ آئیگا میں اُسکی خاطر شکنی کروں گا تو ملک تغیر کا رہنے والا ہے اُس کی
زبان سے مطعون ہونگا اور اگر خاطر کروں تو بخیر یاد کرے گا اُسکو بھی یاد رہے گا دوسرے یہ امر ہے کہ نزدیک سے اسکا
گانا سننا مجھے منظور ہے تمہارے آزردہ ہونیکا مقام نہیں ہے ان باتوں سے تمہیں کچھ کام نہیں ہے اُن کو سمجھاکر
عمرو سے اشارہ کیا عمرو گانے لگا جتنے سامعین تھے گوئیے تک محو ہوگئے اور کہنے لگے کہ اسکے گلے میں کہیں ہڈی ہی
گلا کاہے کو بانسلی ہے لوگ تو عمرو کے گانے پر محو تھے سب کے سب غش ہوے مگر عمرو زمرد کے طاؤسوں پر کہ تخت کے

چاروں کو غول پر تعبیہ کیے ہوئے تھے دانت تیر پہ بیٹھا تھا اگر ہم نگاہ ہوں میں کٹ ... حفیظ نے کہا
کہ اے بابا سے زود برد مانگ کیا مانگتا ہے تیری خواہش کس چیز کی جانب ہے عمرو بولا حضور ... در انہ ہو
حضور کی عنایت سے نوشیرواں کے داماد نے بہت کچھ دیا ہے متاع دنیا سے مجھے بے نیاز کیا ہے کچھ ... کی دینے بعد
لندھور نے کہا کہ تو اسوقت مجھ سے کچھ مانگ میرا دل تیرے دینے کو چاہتا ہے تجھ سے ... خوش ہو کے عمرو
بولا کہ حضور کے صدقے سے مجھ کو کچھ احتیاج نہیں ہے غلام روپے پیسے کا محتاج نہیں ہے مگر جی چاہتا ہے کہ

شاہ لندھور کا تخت طاؤسی پر جلوہ افروز ہونا اور عمرو کا دو تارا بجا کر گانا

اسوقت اگر حکم ہو تو ساقی گری کروں ایک دور بادہ گلرنگ پلاؤں لندھور نے ساقی اول کی طرف اشارہ کیا

اُس نے صراحی و جام عمرو کے حوالے کیا عمرو نے ارغوانی جام مرصع میں بھر بھر پلانے لگا جب دو تین دور پلا چکا دیکھا کہ لندھور کی آنکھوں میں گلابی ڈورے نشے کے پڑ گئے حواس مختل ہوئے ایک مرتبہ ہاتھ کو بڑھایا اُن چاروں طاؤسوں میں سے ایک کو اُٹھا کر بغل میں رکھا لندھور نے انکھیوں سے دیکھ کر کہا کہ اے زود برد کیا کرتا ہے طاؤس کو کیوں جھولی میں دھرتا ہے آنکھ مار کے کہنے لگا چپ ہو ایسا نہ ہو کوئی سن لے یا اور کوئی دیکھے لندھور اس بات پر بے اختیار ہنسا کہ عجب مسخرہ ہے کہ میرا ہی تو مال چراتا ہے اور مجھ ہی کو اُڑن گھائیاں بتاتا ہے کہ چپ ہو ایسا نہ ہو کوئی سن لے یا کوئی دیکھ لے خسرو نے فرمایا کہ سن تو زود برد چیز تو میری ہے دوسرے کے کہنے سننے سے کیا ہوگا مجھے چوری کس کی ہے مگر چونکہ تیری اس چوری نے بھی کہ عین سینہ زوری ہے اسوقت مزا دیا ہے اسکے صلے میں باقی طاؤس بھی میں نے تجھ کو بخشے اب تو خوش ہوا عمرو نے آداب بجا لا کر اُن طاؤسوں کو جیب میں رکھا اور کھلی کتھری کرنے کی فکر میں ہوا اور لندھور کی آنکھ بچا کر چار مثقال دارو بیہوشی زنبیل سے نکال کر شراب کے شیشے میں ملا دی اور دو دو جام لندھور اور سب ارباب محفل کو پلا دیے ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ سب کی آنکھوں میں سرسوں پھولی سبھوں کو اپنی خودی بھولی نشے کی ترنگ میں سبھوں نے اپنے آپ کو دریا میں شناور سمجھ کر بآواز بلند کہا کہ یارو دریا طغیانی پر ہے غوطہ مار مار کر کنارے لگو جھٹ پٹ تیر تیر کر کنارے پہنچو سب کے پہلے لندھور کودا اور منھ کے بھل گرا اور اُسکے ساتھ سب اہل محفل بھی اپنی اپنی جگہ سے اُچھلے اور تڑاق تڑاق بیہوش ہو ہو کے زمین پر گرے عمرو نے دست درازی شروع کی جہانتک اُس محفل میں اثاثہ تھا فرش تک اُٹھا کے نذر زنبیل کیا اور اپنی راہ لی اور رات کی بات میں اپنی فرودگاہ پر آپہونچا اور غنیمت کا مال گویا یکبار گنج ہوگیا قضا کار اُسوقت امیر نے حکم دیا تھا کہ دیکھو تو عمرو کہاں ہے کس فکر میں سرگرداں ہے بڑی دیر سے غائب ہوا ہے دیکھو لشکر میں ہے یا کہیں باہر گیا ہے جلد جاؤ جس حالت میں ہے اُسی طرح لے آؤ لوگ جو عمرو کے خیمہ میں آئے دیکھیں تو کثرت سے اسباب ہر قسم کا پھیلا پڑا ہے اُسمیں قسم اول و دوم چن رہا ہے انھوں نے عمرو سے کہا کہ چلیے صاحبقران نے یاد کیا ہے اسیطرح حاضر کرنیکا حکم دیا ہے بولا اچھا بھائی اسباب سنبھال لوں تو چلتا ہوں تمہارے ساتھ ہی خیمہ سے نکلتا ہوں وہ بولے کہ خیر ہے مع اسباب چلنا ہوگا ورنہ باعث ملال صاحبقران کا ہوگا کہ حکم یوں ہی ہے عمرو اسباب سمیت امیر کی خدمت میں حاضر ہوا امیر سمجھے کہ اسکا کہیں ہاتھ لگ گیا ہنسکر پوچھا کہ یہ اسباب کیسا ہے بولا خسرو ہند نے مجھ کو انعام دیا ہے صاحبقران کو یقین نہ آیا اُسوقت تو اسباب کو حوالات میں رکھا صبح کو عادی سے فرمایا کہ تم خسرو ہندوستان کو ہماری طرف سے دعا کہنا اور یہ اسباب مع دیگر تحائف جو میں تم کو سونپتا ہوں خسرو ہند کو دیکر یہ پیام میرا کہنا کہ معلوم ہوا رات کو عمرو آپ کی محفل میں حاضر ہوا تھا آپکی محفل میں کسی صورت سے پہونچا تھا اُسکا تو بیان یہ ہے کہ خسرو ہندوستان نے یہ اسباب مجھ کو انعام دیا ہے یہ سب اثاثہ مجھ کو اپنی خوشی سے بخشا ہے لیکن چونکہ مجھ کو اُسکے قول و فعل کا اعتبار نہیں ہے اُس سے بڑھ کر کوئی زمانے میں عیار نہیں ہے اسواسطے اس اسباب کو میں نے بھیجا ہے اور اس تحفے کو کہ از بس قلیل ہے

اگر قبول کیجیے تو میری خوشی کا موجب ہے اسکا منظور کرنا عین مناسب ہے اور اگر عمرو نے کچھ بے ادبی کی ہو تو میں مطلع ہوں کہ میں اُسکو سزا دوں عادیکرب اس اسباب کو اراؤں پر لدوا کر خسرو ہندوستان کی خدمت میں حاضر ہوا اور روز دولت پر پہنچکر وہ فرتمام پہونچا وہاں لندھور کی محفل کی یہ کیفیت ہوئی کہ جب ٹل ظہور خسرو روز ہوا اور تخت فلک پر جلوہ افروز ہوا لندھور مع ارباب محفل ہوش میں آیا بارگاہ کو اُجڑا دیکھ کر استفسار فرمایا کہ زرو و برد کہاں ہے اور کہیں اسکا نشان ہے لوگوں نے کہا کہ ہم کو نہیں معلوم کہ وہ کدھر گیا اور کس طرف چلتا پھرتا ہوا کہ خسرو نے اپنے گلے میں ایک تعوید ڈھا وکھا کھولکر جو پڑھا معلوم ہوا کہ وہ زرو و برد عمرو تھا انھیں فرات شریف کا شب کو یہاں گذر تھا اسیوقت حمام کرکے پوشاک پہنی دربار کی تیاری ہونے لگی مکاندار دل نے بارگاہ میں فرش بچھایا سر نو سے کمروں کو سجایا اتنے میں ہرکارہ اور چوبداروں نے خبر کی کہ عادیکرب نامے نوشیرواں کے داماد کا ایلچی آتا ہے بہت کچھ تحفہ و تحائف جہان پناہ کیواسطے لاتا ہے لندھور نے کئی سردار عادی کے استقبال کیواسطے بھیجے وہ سب جاکر ہمراہ اپنے عادی کو دربار شاہی میں لاکر پہونچے عادی نے بارگاہ میں حاضر ہوکر شرائط آداب ادا کرکے صاحبقران نے جو کچھ کہا تھا اُس کا اعادہ کیا اور وہ اسباب جو عمرو دست برد کرکے لیگیا تھا مع تحائف مراسلہ امیر بادشاہ کے حضور میں رکھدیا خسرو عادی کی تمیز پر بہت خوش و محظوظ ہوا اور اُسکو اپنے سرداروں سے بالادست بٹھایا اور صاحبقران کا تحفہ بھیجا ہوا تو لے لیا مگر اسباب کے باب میں حکم دیا کہ ہم نے عمرو کو معاف کیا اور بخوشی تمام اُسکو یہ مال بخشا ہماری طرف سے بعد نیاز کے امیر کی خدمت میں عرض کرنا کہ حاشا اگر عمرو کی طرف سے ذرا بھی گرد و غبار میرے دامن پر بیٹھا ہو یا کسی طرح کا خیال میری خاطر میں اُسکی جانب سے گذرا ہو میں نے معاف کیا اور آپ بھی درگزر فرمائیں اور اُسکا خیال کسی عنوان دل میں نہ لائیں بلکہ میں عمرو کی اصلی صورت دیکھنے کا مشتاق ہوں اگر آپ اُسکو بصورت اصلی میرے پاس بھجوا دینگے تو کمال ممنون کرینگے یہ کہکر عادی کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور رخصت کیا اور وقت رخصت اشتیاق اپنا عمرو کی نسبت زبان پر لایا عادی نے جو کچھ دیکھا سنا تھا امیر سے آکر بیان کیا امیر بہت خوش ہوے اور عمرو سے فرمایا کہ اے بابا زرو و برد تم کو خسرو ہند نے بصورت اصلی بلایا ہے اور اسباب تمہارے لیے واپس بھیجا ہے عمرو ہشاش بشاش ہوا اُس اسباب کو اپنے خیمے میں رکھکر لندھور کیطرف چلا اثنائے راہ میں عمرو نے دیکھا کہ ایک جماعت سوداگروں کی جاتی ہے اور اُن کے پاس نہایت عمدہ تحفہ مال سوداگری کا ہے اُنمیں سے ایک کے ہاتھ میں تاج جواہرنگار لاکھوں روپیہ کی قیمت کا ہے کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو عمرو بھی لباس تاجرانہ پہنکر اُنکے ساتھ ہوا اُسی جماعت کے ہمراہ چلا جب وہ جماعت بارگاہ کے آستانہ پر پہونچی وردولت پر حاضر ہوئی خبرداروں نے خبر کی اسباب کی طلبی ہوئی لندھور نے جو تاج کو منگوا کر دیکھا بہت خوش ہوا اپنی سرکار کے داروغہ دیوان خانہ کو بلوایا اور یہ فرمایا کہ جو اسکی قیمت ہو وہ سوداگروں کو باضافہ انعام دلوا دو اور خوش خوش انکو رخصت کردو میں ابھی اس تاج کو سر پر رکھونگا اسیوقت اسے پہنونگا عمرو نے

تو بھاگ چلے تاج کی قیمت تم کو ملے گی عمرو نے تاج کو اپنے سر پر رکھے یا تو بغچی کو سونپے لندھور نے یہ گفتگو سنکر تاج مستفیم کے حوالے کیا اور تو اداروغہ کو حکم دیا کہ اسکی قیمت تاجروں کو دیکر حضور میں لے آؤ میں کسی کی چیز جبر سے نہیں لیتا ہوں لیکن بات تو یہ ہے خود عادی نہیں ہوا ہوں مستفیم تاج کو سوداگروں کے پاس لیگیا اور قیمت پوچھنے لگا عمرو نے اسکے ہاتھ سے لیکر کہا کہ روشنی میں دیکھکر اسکی قیمت میں کہونگا بادشاہوں کا دربار ہے یہاں دیکھ بھال کر لین دین کی گفتگو کرنا مستفیم بولا بہت بہتر ہے تمھاری راے صواب پر ہے عمرو خلوت خانہ سے باہر نکل کے آسمان کیطرف دیکھکر لوگوں سے کہنے لگا ابر غلیظ اٹھا ہے پچھم آندھی کی آمد آمد ہے غبار سا بھی چھا رہا ہے یہ کہکر ایک سمت چلا اور فورًا چلتا ہوا تاجر اور ملازمین شاہی فلک کو چاروں طرف دیکھکر کہنے لگا کہ اے عزیز کہیں نشان تک بھی ابر کا ہے اتنا جھوٹ کیوں بولتا ہے پھر کر جو دیکھیں تو وہ تاج لیے بھاگا جاتا ہے اور بہت دور نکل گیا فی الفور یہ خبر خسرو کو پہونچی اور لشکر میں مشہور ہوئی خسرو آپ اپنے ہاتھی کی ہتک پر بیٹھ کے اسکے پیچھے روانہ ہوا اور عمرو کو جا گھیرا عمرو جھاڑی کیطرف بھاگا اُدھر راہ نہ تھی عمرو زبردست پاچہ ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا دیکھے تو ایک جھونپڑا ہے اسمیں ایک شخص چکی پیس رہا ہے جھٹ پٹ اسکے گھر میں جا کر اس سے کہنے لگا تو کچھ اپنی موت و زندگی کی بھی خبر رکھتا ہے کہ خسرو ہند نے ایک خواب دیکھا ہے حکیموں نے یہی اسکی تعبیر کہی ہے کہ اگر کسی چکی والے کے سر کا پوست نقارے میں منڈھکر خسرو اپنے ہاتھ سے بجا دے تو بہتر ہے خواب کے ضرر سے نجات پا دے سو لوگ تیرے پکڑنے کو دوڑے آتے ہیں اور جلاد کو ساتھ لاتے ہیں وہ بیچارہ سنکر جیتے جی گویا مر گیا کہ مفت میں جان گئی بدحواس ہو کر عمرو سے پوچھنے لگا کہ میں کیونکر ظالموں کے ہاتھ سے بچوں اور تھوڑی زندگی کے دن بسر کروں عمرو نے کہا کہ اپنی دھوتی مجھے دے کہ میں پہنکر چکی پیسنے لگوں تیری جان بخشی کی فکر کروں تو اس حوض میں غوطہ مار کر چھپ بیٹھ رہ جو کوئی آئیگا میں اسکو جواب دے لونگا تیرے گھر سے حیلہ حوالہ کرکے ٹال دونگا اسکو گویا جان ملی دوبارہ زندگی ہوئی فی الفور دھوتی عمرو کے حوالے کی پوشاک بھی فورًا دیدی اور آپ ننگا حوض میں کود کر بیٹھ رہا عمرو نے اُس دھوتی کو باندھکر چکی پیسنا شروع کیا لندھور ہاتھی پر سے اُتر کر اُس آسیا بان کے گھر میں گھسا اور عمرو سے پوچھا کہ ایسی صورت کا آدمی بھی تیرے گھر میں آیا ہے سچ بتا کہ وہ کہاں چھپا ہے عمرو نے کہا کہ حوض میں غوطہ مار کر بیٹھا ہے اسمیں دیکھ لو لندھور تو کپڑے اُتار کر حوض میں کودا اور عمرو لندھور کی پوشاک لیکر اُس گھر سے باہر نکل کے خزانچی کو پوچھتا ہوا چلا خزانچی سے جو ملاقات ہوئی اُس سے کہا خسرو ہند نے یہ نشانی دی ہے کہ جلد خزانچی کو دکھا کر دو سو تمن لے آؤ اور بہت جلدی کی ہے اور بات کی بات میں میرے پاس پہونچاؤ خزانچی نے دو سو تمن اُسکے حوالے کیے عمرو نے روپے اور پھر اپنے لشکر کی راہ لی اور اپنی جھولی بھر لی اور لندھور حوض میں سے اُس آسیا گردان کو نکالنے لگا اور اوپر اچھالنے لگا اُس نے حوض کے پتھروں سے اپنے سر کو ٹکرا کے زخمی کر لیا اور کہنے لگا کہ اب پوست میرے سر کا خراب ہو گیا

کسی کام کا نہیں رہا کسی اور آپ اگر ان کو تلاش کر کے اُس کے سر کے پوست سے نقارہ منڈھ کر خسرو کو دے اور خاطر خواہ
اپنے انعام و خلعت سے خسرو اُسکو بجاوے اور تعبیر خواب کی لیکر اپنی آفت مٹا دے لندھور حیران ہوا کہ یہ بکتا ہے
آیا اسکو مالیخولیا ہوا ہے کہ ایسی بے تکی باتیں کرتا ہے کوئی دیوانہ اور مجنون سا ہے جب آپ بیابان عوض سے نکلا
لندھور نے دیکھا کہ وہ شخص نہیں ہے اسمیں اور اُسمیں فرق کہیں سے کہیں ہے باہر نکل کے لوگوں سے پوچھا کہ
ادھر کوئی آدمی گیا ہے اس گھر سے کوئی اور آدمی نکلا ہے لوگوں نے کہا کہ اور تو کوئی نہیں گیا مگر جس شخص کو حضور نے
پوشاک نشانی وغیرہ دیکر دس تومن دلوائے تھے اور اپنے ملبوس خاص عطا فرمائے تھے وہ خزانچی سے تومن لیکر اس طرف گیا ہے
نہیں معلوم کہاں رہتا ہے خسرو سمجھا کہ یہ عمرو تھا اسکی ظرافت اور چالاکی اور منصوبے پر عاشق ہو گیا پوشاک بدلکر تنہا
بخط مستقیم صاحبقران کے اُردو کیطرف روانہ ہوا امیر کو عیاروں نے خبر دی کہ خسرو ہندوستان ملک
لندھور بن سعدان اکیلا ہاتھی کی مستک پر سوار حضور کے خیمہ کیطرف آتا ہے اور کوئی رفیق یا مصاحب یا سپاہی بھی
ساتھ نہیں لاتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آنے دو اور خبردار سب چپکے رہو جب لندھور ہاتھی پر سے اترا امیر
کے خیمے کیطرف چلا صاحبقران تا در خیمہ پیشوائی کر کے لے آئے اور اپنی کرسی مرصع نگار پر بٹھایا اور موافق اسکی حیثیت
کے بہت اعزاز و اکرام فرمایا اور جشن کی تیاری کی محفل نشاط آناً فاناً میں فراہم ہو گئی لندھور امیر کا اخلاق دیکھ کر ایک
جان بجو ہزار جان سے مفتون ہو گیا اور نہایت درجہ شکریہ اخلاق ادا کیا اور پوچھا کہ عمرو کہاں ہے اسکو اسوقت بلوا لیجئے
مگر بصورت اصلی طلب فرمائیے کہ میں اسکی صورت کا مشتاق کمال ہوں متمنی حال ہوں میرے پاس جب جاتا ہے ہیئت
بدلکر جاتا ہے اور اپنا فقرہ کر آتا ہے حکم ہوتے ہی عمرو بصورت اصلی حاضر ہوا لندھور کو آداب بجا لایا اور اپنی کرسی پر
بیٹھا ساقیان سیمین وش زریں لباس با جام و صراحی دربار میں آئے اور آفتاب مے کو تمام جام میں لبریز کر کے گردش میں
لائے پہلا جام صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے لندھور کو پلایا بعد اُس کے آپ نوش فرمایا جب نشے جمے آنکھوں میں
سُرور آئے لندھور نے عمرو سے گانے کی فرمائش کی ساز منگوانیکی اجازت دی عمرو نے دو تارا منگا کر بلایا اور ایسا وقت
کا راگ گایا کہ تمام مجلس بیخود ہو گئی اور لندھور کے منہ سے صدائے آفریں اور احسنت نکلی لندھور نے مالائے مروارید اپنے
گلے سے اُتار کر عمرو کو دیا اور فرمایا کہ وہ تاج بھی ہم نے تجھ کو معاف کیا بعد اُسکے صاحبقران اور لندھور سے کانوں کان
کچھ باتیں ہوتی رہیں آپسمیں گفتگوئیں محبت و خلوص کی رہیں جب شاہ خاور خیمہ مغرب میں داخل ہوا خسرو ہندوستان
نے ہنگام رخصت صاحبقران سے کہا کہ ہماری عرض پذیرا ہوئی یا نہیں میری استدعا پایہ قبول میں پہونچی یا نہیں فرمایا
کہ آپ شرائط دوستی بجا لاتے ہیں اور مجھ کو اپنے اخلاق سے ممنون فرماتے ہیں اور مجھ کو شاہنشاہ ہفت کشور نے آپ سے
لڑنیکو بھیجا ہے عجب مقام مجبوری کا ہے لندھور نے کہا کہ اس ارادے کو در گزر فرمائیے لطف صلح میں ہے کہ جنگ میں ہے
اس قصے سے باز آئیے نفس الامر میں نوشیرواں نے آپکو مجھ سے لڑنیکو نہیں بھیجا ہے یہ اُس نے آپسے جنگ زرگری کی ہے

معلوم ہوا کہ وہ آپ کا عدو ہے جب قابو آپ پر نہ چلا تو اس نے یہ تدبیر کی جو یہ معاملہ آپ سے کیا امیدوار ہوں کہ مجھ کو اپنے ہمراہ لیجائیے اور اس قصد سے درگذر کیجیے میں اسکو مار کر آپ کو تخت پر بٹھلاؤں چین سے حکومت کیجیے اور دائیں معشوقہ کو بغل میں لیکر بیٹھیا نہ ورنہ اس سے داد عیش کی دیجیے امیر نے کہا کہ میں نے تمھارے قتل پر بیڑا اٹھایا ہے میں کس طرح اس سے بدعہدی کروں یہ کیونکر ہو سکتا ہے لندھور نے تلوار اپنی کھینچکر امیر کے آگے رکھدی اور سر جھکا کر کہا کہ اگر یہی مرضی ہے تو بسم اللہ اس بے سروپا کے سر کو کاٹ لیجیے اور بے رنج و مشقت لیجا کر نوشیرواں کے آگے رکھدیجیے صاحبقران نے سر لندھور کا گلے سے لگالیا اور اسکی جوانمردی اور مردانگی کی تعریف کی اور بہت کچھ اس کا دل خوش کیا اور کہا یہ کام جلادوں کا ہے یا بزدلوں کا ہے طبل جنگ بجوائیے اور صبح کو میدان کارزار میں تشریف لائیے سر میدان جو کچھ ہوگا وہ ہو رہیگا اور دیکھا جاویگا لندھور بولا کہ خیر خدا حافظ ہے اگر یہی مرضی ہے تو آج آپ طبل جنگ بجوائیے لشکر کو مطلع فرمائیے امیر نے کہا کہ پہلے آپ اپنے لشکر میں طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے پیشقدمی آپ ہی کیجیے پھر میں بھی حکم دونگا جنگ کی تیاری کرونگا خسرو نے مجبور ہو کر اپنے لشکر میں آکر طبل جنگ بجوایا صاحبقران نے بھی اسکے طبل جنگ کی آواز سنکر کوس سکندری پر چوب لگانیکا حکم فرمایا نقارے پر چوب پڑی زمین رزمگاہ کی دہل گئی جب شاہ خاور کی آمد آمد کا ڈنکا بجا اور پرچم شعاع مہر کا چمکا اسطرف سے صاحبقران بعد ادائے نماز فجر مع لشکر غازیان ملائک صورت سراپا ہدایت صاف باطن نیک طینت اور اس طرف سے لندھور بن سعدان آوارہ بادہ ضلالت صف آرائے میدان کارزار ہوئے اور طرفین کے لشکر آمادہ جنگ و پیکار ہوئے تبرداروں نے بیل بوٹے جھاڑی سے میدان کو صاف کیا بیلداروں نے اونچی نیچی زمین کو ہموار اور شفاف کیا سقوں نے ہزارہ فوارہ مشکوں کے دہانے میں لگا کر میدان کی گرد کو بٹھلایا سیرابی اور نزہت میں غیرت بہشت بنایا میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنڈول وغیرہ چودہ صفیں ہر طرف آراستہ ہوئیں عرصۂ جنگ میں دونوں جانب کی کمال خوبصورتی کے ساتھ فوجیں جمیں ہنوز کوئی کسی طرف سے مبارز طلب نہ ہوا تھا کہ سامنے سے ایک غبار تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ اٹھا جب مقراض باد نے گریبان گرد کو چاک کیا اور چہرہ زمین کو کدورت خاک سے پاک کیا چالیس علم نمودار ہوئے جانب مقابل کے لوگ ہوشیار ہوئے معلوم ہوا کہ چالیس ہزار سوار کی اس لشکر میں جمعیت ہے اسقدر اس لشکر کی کیفیت ہے ہر گاہ تیسری طرف وہ لشکر قائم ہوا صاحبقران نے دیکھا کہ صف دل میں گستہم بن اشکش زریں کفش علم خوک پیکر کے نیچے کھڑا ہوا لشکر کا انتظام کر رہا ہے سرگرم صف آرائی پھرتا ہے امیر نے عمرو کو دکھایا عمرو دل میں ایک فقرہ سوچکر اپنے لشکر سے علحدہ ہو کر گستہم کے لشکر کو چلا اور وہاں پہونچکر کمال ادب و نیاز گستہم کو سلام کیا اور فقرہ کیا گستہم بولا کہو خواجہ عمرو اچھے تو ہو بہت دنوں کے بعد نظر پڑے عمرو بولا کہ اچھے کیا خاک ہیں جیتے ہیں نہ مرتے ہیں زندگی کے دن بھرتے ہیں اس عرب کی نوکری کرکے اپنی مٹی خراب کی مفت بلا اپنے سر پر لی گستہم بولا کہ خیر تو ہے عمرو نے کہا کہ خیر کیا ہے آجکل حمزہ نوشیرواں کی دامادی کی امید میں ایسا نخوت سے

گھوڑے پر سوار ہے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا ہے اپنی پندار غلط میں سمجھا ہے کہ دنیا میں کوئی میرے برابر نہ پہلوان ہے نہ زور آور دانا ہے یا تو مجھے خوشامد کر کے دنگل پر بٹھاتا تھا یا اب کرسی پر میرے بیٹھنے کا روادار نہیں ہے اب مطلق وہاں میرا مرتبہ و وقار نہیں ہے اور میں نے جیسی جیسی جانفشانی کی ہے اگر کوئی کریگا تو معلوم ہوگا اسوقت میری خیر خواہی کا مزا ملے گا اب میرا بھی یہی ارادہ ہے کہ اسکی نوکری چھوڑ دوں اور کسی طرف راہ لوں (ملک خدا تنگ نیست پاے مرا لنگ نیست) سارا نہیں آدمی کو کہیں ملیگی اس آفت سے میری جان تو بچیگی گستہم بولا کہ یہ کیا بات ہے تم جہاں رہو گے تمہارے واسطے سب کچھ ہے معزز اور ممتاز وہاں رہو گے اگر مجھ کو سرفراز کرو تو میں اپنی جان کے برابر تم کو رکھوں تمہاری خدمت بخوبی کروں عمرو بولا کہ اسی واسطے تو میں تمہارے پاس آیا ہوں اُسکے لشکر سے اداس آیا ہوں لیکن آپ ایک کام کیجیے کہ حمزہ کو لندھور سے لڑنے نہ دیجیے مناسب یہ ہے کہ آپ پہلے سب کے اپنا مرکب کُدا کر لندھور سے مبارز طلب ہوں میرا منہ دیکھ کر بیجا اور نجل اُسکے لشکری سب ہوں لندھور میں خاک زور نہیں ہے میں نے اُسکے گرز کو دیکھ لیا ہے ایک چوب پر لوہے کا خول خود کے لیے پہنا رکھا ہے میں جانتا ہوں کہ لندھور کے برابر دنیا میں کوئی بزدل نہ ہوگا اور کوئی زیادہ عالم میں اس سے بڑھ کر فن نامردی میں کامل نہ ہوگا پس حمزہ اگر اسکو ماریگا تو نوشیرواں کا داماد بنے گا اُسوقت دیکھیے کہ کیا اُدھم جوتیگا اور کیا خرابیاں کریگا گستہم نے کہا خوب ہوا تم میرے پاس آئے اور یہاں تشریف لائے میں لندھور کو مار کر حمزہ کو بھی مارتا ہوں دونوں کو تلوار کی گھاٹ پر اُتارتا ہوں اب تم سے پردہ کیا ہے حقیقت حال مدعا میرا یہ ہے کہ میں نے بہرام کو مار کے زابل میں سکونت اختیار کی تھی اور وہاں بہت عیش و آرام سے بسر ہوتی تھی کہ نوشیرواں کا شقہ اس مضمون کا پہونچا کہ بجلد سراندیپ میں جا کر اول لندھور کا سر کاٹ کہ ہماری خوشی خاطر ہو بعد ازاں حمزہ کو قتل کر کے حضور میں حاضر ہو کہ میں مہر نگار کی شادی تیرے ساتھ کر دوں اور اپنی فرزندی میں تجھے سرفراز کروں القصہ عمرو گستہم کو اُبھار کر میدان میں لے آیا اور آپ بھی کسی لباس میں ساتھ ساتھ گستہم کے گھوڑے کے آیا گستہم نے اپنے گینڈے کو بڑھا کر آواز دی کہ لندھور بن سعدان کہاں ہے یہی گو ہے یہی میدان ہے میری تیغ کے جوہر دیکھیے میری ضربوں کے وار اپنے اوپر دیکھیے لندھور نے اپنے فیل میمونہ کو ہول کر گستہم سے کہا کہ او گبر کیا بیہودہ بکتا ہے اپنا جوہر دکھا کیا ارادہ رکھتا ہے گستہم نے تلوار میان سے کھینچ کر لندھور کے سر پر ایک وار کیا لندھور نے اسکو گرز پر روکا تلوار نے تو دانت نکال دیے لندھور نے گرز کا ایک وار اُس پر لگایا گرز تو پورا اُس پر نہ پڑنے پایا کوئی دن کی زندگی باقی تھی جینے اور ذلت و خواری اُٹھانی تھی مگر گرز کے دستے کی جھپیٹ گستہم کے پہلو کی پسلیوں پر لگی چند پسلیاں گستہم کی ٹوٹ گئیں تمام شجاعت و مردانگی خاک میں ملی اور وہ اوندھا منہ ہو کر گینڈے پر سے زمین پر گرا اور بیہوش و بدحواس ہوگیا ساتھ کے سواروں نے چالاکی کر کے گستہم کو اُٹھا لیا اور جلدی سے طبل بازگشت بجادیا لندھور نے امیر کی طرف دیکھ کر بہ تبسم کہا کہ اب کل آپ سے بھی سمجھ لیں گے آپ کی بھی تلوار کا لطف اور مزا

دیکھیں گے امیر نے کہا کہ اس وقت کون مانع ہے ہمیں چوگان تہیں گیند کارا مروز بفروا نگیز بسم اللہ آمادۂ جنگ و پیکار ہو لندھور بولا کہ آج یہی بہتر ہے کہ طبل بازگشت بجے کل ہی پر یہ معرکہ اٹھا رہے دونوں طرف طبل پر چوب پڑی بازگشت کی تیاری ہوئی لشکر امیر مع امیر اپنے خیمہ میں داخل ہوا اور لندھور اپنی بارگاہ میں گیا مگر گستہم شب کو بھاگ کر پہاڑ کے دامن میں چھپ کر بیٹھا اور دل میں یہ ارادہ فاسد کیا کہ شاید اگر حمزہ لندھور کو مار کر پھریگا تو یقیناً اس طرف آوے گا اُسوقت کمینگاہ سے نکل کر حمزہ کو غفلت میں مار لوں گا اور اس کے لشکر کو شکست فاش دوں گا

جنگ کرنا لندھور کا صاحبقران سے اور آخر کو مطیع ہونا اس سلطان گیتی ستاں سے

اب جنگ ہندوستان کی داستان ہے دو شمشیر جرأت و شجاعت کے حملوں کا بیان ہے کہ گستہم نے لندھور کے گرز سے پسلیاں تڑوا کر فرار پر قرار کو ترجیح دی اور میدان سے بھاگ کر گوشۂ دامان کوہ کی طرف راہ لی مگر صاحبقران کے لشکر میں تمام رات بہادروں نے مثل شب اول شب احیا کی مجیب الدعوات کی جناب میں اپنی حفظ آبرو اور عزت کیواسطے دعا کی یہ شور و غل دونوں لشکروں میں برپا رہا اسی طرح کی باتوں کا آپسمیں چرچا رہا جب ملک وزنے غنیم شب کو شکست دیکر میدان ظہور سے بھگایا اور علم نور اقلیم فلک پر بلند کیا صاحبقران خود زرہ جوشن بکتر چلتہ چار آئینہ موزے راگے ٹکلوڑی پہن پہنا کے شمشیر جوہر بار و خنجر آبدار ڈاب در کمر میں لگا کر مرکب سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے نقیب و چوبدار بسم اللہ کہکر ظفر و نصرت کی دعا دینے لگے ترکش فتراک میں کاندھے پر رکھ کے گرز گرانبار دوسرے کاندھے پر رکھا جلوۂ قدرت پروردگار آشکار ہوا نیزہ یادگار آہ عاشقاں و کاکل معشوقاں ہاتھ میں لیا طوق بن حران نے علم اژدہا پیکر کا سایہ سر پر کیا ایک طرف مقبل وفادار اور دوسری طرف سلطان بخت جرار جلو میں پیک نامدار خنجر گذار سر زندہ جاد و گراں ریش تراشندۂ کافراں خواجہ عمرو عیار بارہ سو عیار کے حلقے میں قنطورۂ زربفتی پاتا دہ سقرلاتی پہنے گوپھن عیاری حلقہ در حلقہ گچھے ہائے کمند چال حریف کی جان کا جنجال لیے چوب بیلے کے دستانے ہاتھوں میں چڑھائے حیلہ ہائے ناقہ نیمچۂ برق نشان و خنجر براں کمر میں لگائے چھ آوازے بارہ مقام چوبیس شعبے اٹھائیس گوشہ ذیل میں داکرتا چھلانگیں پھلانگیں مارتا چلا اور تیس ہزار سوار دریائے آہن میں غرق پرے کا پرا جمائے ہمراہ رکاب امیر نامدار ہوا اُس طرف سے خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان و یحیی بن کے سات لاکھ سوار خونخوار کھماچی بندی - بنگالی - کرناٹکی - مرہٹہ - دکھنی - گجراتی - رانگڑ - بھیل - سیار - گھوڑا - کائیں - بھوجپوری - بوندیلا - راجپوت - مندراجی - آشامی - بناکی - بھوٹیا آہن و فولاد میں غرق - بیسواڑے کے بتیس ملک دودھ کے چھتری - ٹھاکر دیچھپت - پنوار - برہمن - شوکل - تواری - پانڈے - دوبے - چوبے اور بھرے - گنوار ہتھیار چھری - کٹار - سروہی - تلوار - پٹا باناٹا - شیر بچہ - قرابین - پستول - برچھی - سانگ لگائے برق رفتار رکاب میں لیکر فیل ہیمونہ پر سوار ہوا جب دونوں لشکر

میدان کارزار میں سیل در سیل خیل در خیل تنگ بتنگ چنگ بچنگ جوق در جوق غٹ کے غٹ پرے کے پرے جمے اور پرے کر کے صف بصف کھڑے ہوئے ملک الموت نے دونوں لشکروں کے درمیان میں اپنا خیمہ استادہ کیا اور مریخ ہر بہادر کی پیشانی پر جلوہ نما ہوا صاحبقران نے اپنے مرکب کی باگ لی اور بڑی کڑک کی اور شیر غران کی طرح لندھور کے روبرو آکر فرمایا یہ کلام زبان فیض ترجمان پر آیا کہ اے ملک لندھور مجھ کو تم سے اور تم کو مجھ سے کام ہے اور بندگان خدا کی خونریزی سے کیا حاصل ہے لحاظ کرنیکا مقام ہے جس حربے میں تم کو دعوی ہو وہ حربہ کرو اپنے دل کی آرزو مٹالو۔ لندھور نے کہا کہ اے صاحبقران اگر میں نے پہلے حربہ کیا تو تمہارے دل کی ہوس تمہارے دل ہی میں رہ جائیگی مراد خاطر بر نہ آئیگی پہلے حربہ تم کرو اپنے جوہر دکھاؤ صاحبقران نے فرمایا کہ میرے استاد نے یہ نہیں بتایا جب تک تین حربے تم نکرو گے تب تلک میں حربہ نہ کرونگا اپنا ہاتھ تم پر نہ لگاؤنگا چونکہ لندھور بھی صاحبقران پر باختہ تھا اسواسطے گرز پر ہاتھ نہ ڈالا نیزہ صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے اسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا ایکدیگر نیزہ بازی ہونے لگی جب سو سو طعن نیزے کے چل گئے اور طرفین میں کسی کو ضرر نہ پہنچا اور گھوڑا بھی عرق عرق ہو گیا صاحبقران نے اسکے نیزے کو کاٹھ کر ایک ڈانڈا ایسی ماری کہ نیزہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا اور ہوائی کی طرح ہوا پر اڑا ہر چند نیزہ کی انی لندھور کے سینہ کے پار ہو گئی قریب تھا کہ چہرہ پر زردی آشکار ہو گئی لیکن آپ کو سنبھال کر بمقتضائے قدردانی بولا کہ یا صاحبقران خیاط قضا نے نیزہ بازی کا جامہ تمہارے ہی لئے درست و چست سیا ہے خداوند قدیر نے اس فن کا کمال تمہیں کو عطا کیا ہے اگر مرد میدان شجاعت ہونگا تو آج سے پھر کبھی نیزہ ہاتھ میں نہ لونگا یہ کہکر گرز اٹھا کر بولا کہ یا صاحبقران اب بھی دروازہ آشتی کا کھولو دیکھو جنگ سے صلح بہتر ہے ناحق تمام عمر تمہارا داغ میرے دلمیں رہیگا مجھے رنج اپنا نہ دو امیر نے کہا کہ یہ وقت اٹھنے مرنیکا ہے نکہ وعظ و پند و نصیحت کرنے کا ہے میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اپنے اقرار سے ناچار ہوں نوشیروان کا نمک خوار ہوں لا دیکھوں تو تیرے گرز کی کیسی ضرب ہے ابھی تو آغاز ہی جدال حرب کا ہے لندھور نے مجبور دو زانو بیٹھ کر گرز کو تولکر دو ہتڑ صاحبقران کے سر پر مارا صاحبقران نے حافظ حقیقی کو یاد کر کے گرز اسکا سپر گرشاسپ پر روکا امیر پر کچھ بھی اثر نہ کیا ہر چند امیر کے ہر بن مو سے عرق نکل آیا مگر حضرت آدم کے بازوبند کی برکت سے امیر کا بازو خم نہ ہونے پایا لندھور نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ گرز جسپر پڑا ہے اسکے استخوان سرمہ ہو گئے ہیں ہر عضو بدن کو چکنا چور کیا ہے لیکن صاحبقران کے کچھ بھاویں بھی نہ ہوا تیوری پر میل بھی نہ آیا دوسری مرتبہ بقوت تمام پھر اس گرز کو لگایا اگرچہ صاحبقران اس گرز کے روکنے میں بھی سد سکندری کی طرح قایم رہے لیکن چھٹی کا دودھ یاد آیا لندھور نے تیسری دفعہ جھنجھلا کر اس گرز کو اس زور سے صاحبقران کے سر پر مارا کہ اگر کوہ بے ستون پر پڑتا تو پانی ہو جاتا صاحبقران نے اسکو بھی روکا پر مرکب سیاہ قیطاس چاروں پاؤں سے تا بزانو زمیں میں گڑ گیا اور امیر گرد و بگولے

میں پڑ گئے اس صدمے کے سبب جو غبار زمین سے اٹھا اسمیں اٹ گئے لندھور کے منہ سے بے اختیار نکل گیا چہرے
کا رنگ بدل گیا کہ وہ مارا اور پست کیا بڑے زبردست کو زبردست کیا مگر حیف صاحبقران کی جوانی پر اسلیے میں
بار بار منع کرتا تھا پر وہ بدے نے نہ ماننے دیا یہ کہکر امیر کے پاس ہاتھی پر سے اتر کے گیا رانیں اور بازو ٹٹول کر کہا
کہ اے شاہ عالی مقدار اگر زندہ ہے تو آواز دے کہ میری جان میں جان آئے اور اگر مر گیا ہے تو فردائے قیامت
پر میرے تیرے ملاقات رہی مجھے تیرا کمال صدمہ ہوا ہے صاحبقران ہوش میں آئے تازیانہ داؤدی سیاہ قیطاس
کے اوپر چمکایا مرکب چاروں تپلیاں جھاڑ کر اس جگہ سے الگ جا کھڑا ہوا صاف نکل آیا امیر نے کہا کہ اے خسرو
ہندوستان کس کو مارا اور کس کو پست کیا اور کون زبردست ہے کسکو زبردست کیا میں تو ابھی موجود ہوں ایک ضرب
اور لگا لے اپنے دل کی ہوس مٹا لے ابھی تو شروع کارزار ہے جسکی ندا شرم رکھے اسقدر کیوں اضطراب ہے کسی مرد سے
سابقہ نہ پڑا ہوگا تخت لڑائی کا اتفاق نہ ہوا ہوگا لندھور متعجب ہو کر ہاتھی پر سے اتر کے گھوڑے پر سوار ہوا اور
تیغ بردوانی نیلگوں برنگ سیاب دشمن کش بے حجاب نیام سے نکال کے کھینچ کر ضرب کو امیر کے سر پر لگایا
امیر نے سپر مرصع قبہ چشم ہفت رنگ کے گوندھی ہوئی تو پیش کیا اور اسکی ضرب سر آیا آفت کو اسپر کاٹ لیا اور کہا کہ
ملک لندھور پانچ حربے تیرے میں نے روکے اور کیسے وار تیرے میں نے رد کیے اب وقت میرا ہے میرے حملے کا
وقت آیا ہے خبردار ہو یہ نہ کہنا کہ غفلت میں مجھکو مارا میں ہوشیار اور آگاہ نہ ہونے پایا یہ کہکر رکاب ملا کر صمصام کھینچکر
چستی و چالاکی تمام اور کمال ہوشیاری خسرو کے سر پر ماری خسرو نے سپر پر روک کر چاہا کہ روکے ہاتھ کو امیر کے کاٹ لے
مگر تلوار سپر کو مانند پنیر تر کاٹ کے گھوڑے کی گردن پر جا اتری گھوڑا سرنگوں ہوا خسرو ہند نے زمین کو خالی کیا اور
غیظ و غضب میں آیا جھنجھلا گیا اور تیغ کھینچکر امیر پر دوڑا امیر نے اپنے دل میں کہا کہ ایسا نہ ہو سیاہ قیطاس مجروح ہو دے
اور اپنی جان اسکے ہاتھ سے کھووے تو پل میں آدھا ہو جائے اور پھر ایسا مرکب کہاں میرے ہاتھ آئے بچالاکی تمام
مرکب سے جدا ہوئے اور دستی کر کے تلوار لندھور کے قبضے سے الگ جھٹک نکال لی اور ایک طرف ... اپنے لشکر
کیجانب ڈالدی لندھور نے امیر کی گردن میں ہاتھ کو طوق کیا اور امیر نے اسکی کمر میں اپنا ہاتھ ڈالدیا اور دونوں طرف سے
زور ہونے لگا دیکھنے والوں کا زہرہ آب ہو گیا جب پہلوان روز آسایش کیواسطے اپنے مقام مغرب میں روانہ ہوا اور
خلیفہ شب شاگردان انجم کو زور دلانے لگا دونوں طرف مشعلیں روشن ہوئیں اور راتوں کو متواتر جلا کیں تین شبانہ روز
امیر و لندھور نے مشت بمشت سینہ بسینہ کلہ بکلہ باہمدیگر زور کیا مگر کسو کا کسی سے انگر نہ اکھڑا چھٹے دن امیر نے
نعرۂ اللہ اکبر کیا اور لندھور کو اکھاڑ کر چھاتی تک اٹھا لیا مگر سر تک بلند نہ کر سکے اس انگر کو جو نہایت بھاری تھا تھکے
رہے اسکو چھوڑ کر چاہتے تھے کہ پہلوے غیرت میں خنجر ماریں جان عزیز کو خاک فنا میں ملاویں لندھور نے ہاتھ امیر
کا پکڑ لیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ یا صاحبقران سواے آپکے کس نے یہ قدرت پائی ہے کہ میرا انگر زمین سے اکھاڑے

کچھ بھی مجھکو تن سے اٹھائے میں نے بدل وجان آپکی اطاعت منظور کی اور آج سے میں نے آپکی رفاقت منظور کی
امیر نے لندھور کو چھاتی سے لگا لیا اور اُسی وقت سجدہ شکر کا ادا کیا اور کہا کہ خسرو تم میرے قوت بازو ہو
میں تمہیں بھائی کی طرح جانونگا اور جان سے زیادہ عزیز رکھونگا لیکن میری یہ آرزو ہے کہ تم میرے ساتھ نوشیروان
کے پاس چلو مجھے اُس سے صادق الوعد کرو لندھور نے کہا کہ میں تابع فرمان ہوں جہاں حکم ہو وہاں چلوں بسم اللہ
فرمائیے میں حاضر ہوں پیش خیمہ روانہ فرمائیے اب تو میں قول ہار چکا ہوں اس امر میں بھی لاجواب ہوں لندھور
نے اُسی دم اپنے لشکر کے سرداروں کو بلوا کر امیر کی ملازمت کروائی اور ہر ہر شخص کے عہدے اور منصب وغیرہ کی
کیفیت امیر کی سماعت میں پہونچائی اور آپ امیر کے ساتھ ہوا امیر کے خیمہ میں گیا صاحبقران نے بہت کچھ زر و جواہر
لندھور پر سے صدقہ دیا اور جشن ترتیب دیکر مہرنگار کے تصور میں ساغر چشم کو سرشک خونین سے لبریز کیا لندھور
نے دیکھ کر معلوم کیا کہ امیر کو مہرنگار کا خیال ہوا اپنے رومال سے اشک جگرگوں کو پونچھ کر کہا کہ یہ آبدیدہ ہونا کس واسطے
ہے اب زمانہ فراق کا آخر ہوا اور وقت وصال قریب پہونچا صاحبقران نے دلکو سنبھالکر عمرو سے گانے کی فرمایش کی
عمرو نے مؤدب دوزانو بیٹھ کر مضراب کی ٹوپی سر انگشت پر پہنائی اور چھیڑ چھاڑ کی ٹھہرائی اور دوتارا بجا کر پہلے تو سمان
راگ کا دکھایا بعد ازاں لحن داؤدی میں گانا شروع کیا تو امیر و لندھور اور جتنے اہل دل و بیدرد محفل میں تھے سبھوں
کو تصویر حیرت بنایا امیر اور لندھور کا دل عمرو کے گانے سے بہت مسرور ہوا دونوں نے فی الفور زر و جواہر دیکر عمرو
کو مالا مال کر دیا بعد ازاں لندھور نے اپنے خزانے کی کنجیاں امیر کے روبرو رکھدیں اور تمام ہند کی تحفہ چیزیں پیشکش
کرکے خود بدولت قدمبوس باسلام ہوا نہایت پر تکلف ادب کیا داروغہ باورچیخانہ بکاولوں فراشوں کو بلوا کر ایک کمرے
میں دیم دسترخوان بچھوا کر انواع انواع کا خاصہ لگایا امیر نے لندھور کو لیکر کھانا تناول فرمایا لندھور نے بعد
فراغت طعام کے عرض کی کہ میں بھی امیدوار سرفرازی کا ہوں بہت دنوں سے یہ آرزو رکھتا ہوں غریبخانہ کو
اپنے قدم ارم توام سے رشک فردوس کیجیے اور نان و نمک نوش فرمائیے کے میرے کام جان کو ذائقہ عنایت سے لذت دیجیے
امیر نے فرمایا کہ مجھے بسر و چشم منظور ہے ہندوستان کا کھانا تو بہت ضرور ہے بعد اسکے لندھور رخصت خواہ
ہوا امیر نے لندھور کو خلعت شاہانہ سے مخلع کیا لندھور رخصت ہو کر اپنے دولتسرا میں داخل ہوا اور جشن شاہانہ
ترتیب دے کے صاحبقران کو مع امراے نامدار و پہلوانان باوقار اپنی بارگاہ میں لیگیا بزم نشاط گرم ہوئی طبلے پر
تھاپ پڑنے لگی اب لندھور اور امیر کو تو جشن میں مشغول رہنے دوں تھوڑا احوال گستہم کا بیان کروں واضح ہو کہ
گستہم جو لندھور سے پسلیاں تڑوا کر بھاگا منزلوں پیچھے پھر کر نہ دیکھا ایک پہاڑ کے دامن میں چھپ کر بیٹھا اور شب و روز
صاحبقران کے مارنیکی فکر میں بسر کرنے لگا عیاروں نے اُسکو خبر دی کہ لندھور کو امیر نے زیر کیا اور لشکر اسلام فتحیاب
ہوا اور آج کئی دن سے لندھور کے ساتھ جشن میں مشغول ہو رہے ہیں دن عید رات شب برات ہے عیش کر رہے ہیں

سوائے مقبل وفادار کے امیر کے لشکر میں کوئی سردار نہیں ہے اور رفقا و امرا امیر کے ہمراہ ہیں فوج کا کوئی خبردار نہیں ہے گستہم نے دیکھا کہ میدان خالی ہے پڑاؤ مارا چاہیے ان لوگوں پر دانت لگایا چاہیے کہیں مہر نگار کی دو خواصیں اپنے ہمراہ لایا تھا اور صاحبقران نے بھی انکو مہر نگار کے پاس دیکھا تھا گستہم نے دو شیشوں میں شراب انگوری تحفہ بھر کے اُسمیں زہر ہلاہل چار مثقال مخلوط کیا کہ اگر ایک قطرہ بھی اُسکا دریائے شور میں گرتا تو جانوران دریائی بھی جانبر نہ ہوتے اور دونوں شیشوں کے منھ میں لگا کر مہر نگار کی مہر جعلی کی اور خواصوں کی صورت مسافرانہ بنا دی اور اشتیاق نامہ مہر نگار کی طرف سے لکھ کے اُن خواصوں کو حوالہ کیا اور مضمون انکو بخوبی سمجھا دیا کہ اول تو مقبل کے پاس جاکر اظہار کرنا کہ ملکہ مہر نگار نے ہم کو بھیجا ہے بکمال دقت و پوشیدگی ہم کو یہاں روانہ کیا ہے وہ تم کو امیر کے پاس لیجا دیگا انکے نزدیک پہونچا دیگا امیر سے بہت سی باتیں اشتیاق کی ملکہ مہر نگار کیطرف سے کرکے یہ دو شیشے شراب کے مع اشتیاق نامہ دینا اور دل اُسکا اپنے ہاتھ میں لینا اگر یہ فکر میرا نشانہ پر لگا تو میں تم کو اپنے محل میں داخل کرونگا اپنی بیبیوں میں شامل کرونگا وہ دونوں مردار بیں مردانہ بھیس لیکر روانہ ہوئیں جب لشکر کے متصل پہونچیں طلایہ گردوں نے روکا خاص داروغہ نے ٹوکا بولیں کہ ہم ملکہ مہر نگار کے نامہ بر ہیں ایران سے آتے ہیں تمھارے امیر کے پاس جاتے ہیں وہ لوگ انکو اپنے ہمراہ لیچلے مقبل وفادار کے پاس لیگئے مقبل فی الفور اُس مجلس جشن میں گیا اور امیر کے کان میں جاکر کہا کہ دو خواصیں ملکہ مہر نگار کی بھیجی ہوئی آئی ہیں دو شیشے شراب انگوری کے مع نامۂ اشتیاق لائی ہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہتی ہیں امیر کو تو سرور تھا ہی اور بھی مسرور ہوئے بے اختیار اپنے مقام سے اُٹھے اور خسرو سے کہا کہ آپ سرگرم مجلس رہیے مجھے ایک امر ضروری ہے اُس سے فارغ ہو کر بہت جلدی آتا ہوں اور عمرو سے فرمایا کہ تم میرے بدلے خسرو کی خدمت میں حاضر رہو اور بلند حضور کا دل بہلاؤ امیر نے اپنے خیمہ میں آکر خلوت کی اور اُنکی حاضری کی اجازت دی اُن دونوں خواصوں کو بلا کر احوال سُنا خط کے لفافے پر جو مہر نگار کی مہر تھی اُسکو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور بار بار زانو پر رکھا اور پھر اُٹھایا خلاصہ یہ کہ خط پڑھ کے ایسے خوشی سے پھولے کہ برنگ گل پیراہن میں نہ سمائے نیک و بد زمانہ کا بھولے ایک شیشے کی مہر جدا کر کے دوستی میں بلایا اور مہر نگار کا نام لیکر غٹ غٹ نوشجان فرمایا شراب کا حلق سے نیچے اُترنا تھا کہ امیر بیہوش ہو گئے منھ سے کف جاری ہوا ہاتھ پاؤں مارنے لگے خواصوں نے جانا کہ امیر کا کام تمام ہوا کوئی دم کے مہمان ہیں اب ہمارے کام کا بخوبی انجام ہوا کسی بہانے سے میخ خیمے کی نکالکر دونوں قنات سے چلتی ہوئیں خوش خوش گستہم کیطرف چلدیں اتفاقاً خسرو نے عمرو سے کہا کہ مجلس بغیر امیر کے بے رنگ ہے جس محفل کا مہمان موجود نہ ہو لطف نہیں یہ کون ڈھنگ ہے خواجہ اگر امیر کو اسدم لے آؤ تو چار سو تمن تواضع کرتا ہوں ابھی تحویل تمھاری بھرتا ہوں عمرو نے روپے کا نام سنا اب کب ٹھہرتا ہے فوراً وہاں سے روانہ ہوا بارگاہ کے دروازوں پر مقبل کو پایا اُس سے پوچھا کہ امیر کیا کرتے ہیں مقبل نے کہا دو خواصیں مہر نگار کی آئی ہیں اُن سے خلوت میں باتیں کر رہے ہیں خواصوں کا

نام سنتے ہی عمرو کا دل دھڑکا پریشان ہو گیا بولا کہ خدا خیر کرے خیمے میں جا کر شمعوں کو گل پایا جھٹ پٹ فتیلہ عیاری روشن کر کے شمعوں کو جلایا دیکھا کہ امیر کے جسم میں سراپا آبلے پڑ گئے ہیں رنگ نیلا ہو گیا ہے کف منھ سے جاری ہے غفلت میں ہاتھ پاؤں دھن رہے ہیں شیشہ چکنا چور پڑا ہے اور دوسرا سلم دھرا ہے جہاں تک اُس شراب کی نمی زمین پر دوڑی ہے زمین شق ہو گئی ہے ادھر اُدھر دیکھا تو کسی کو نہ پایا مگر ایک طرف کی میخ خیمے کی اکھڑی دیکھی فوراً اس طرف سے نکل کے اُنکے قدموں کے نشان پر چلا کہاں عمرو کی دوڑ اور کہاں اُن خانہ خرابوں کی چال ڈھال کہاں عمرو عیار کہاں وہ دونوں بدخصال جاتے جاتے اُنکے سر پر پہونچا دور پر جا کر لیا دونوں آپسمیں کہتی جاتی تھیں کہ کیا اچھی ساعت گھر سے چلے تھے ذرا بھی دیر نہ لگی کہ امیر کا کام تمام کر کے پھرے چلو نا بوا گستہم سے وعدہ وفا کروا دیں اور اُس سے انعام و اکرام پاویں پیچھے سے عمرو بولا کہ میں تمہارا ملک الموت آ پہونچا اچھے گھر بیعانہ دیا یہ کہکر خنجر نکالکر دونوں کو بار سر سے سبکدوش کیا اور اُسی جگہ سے اُلٹے پاؤں پھر آ مقبل کو بارگاہ میں لیجا کر امیر کی کیفیت دکھائی اور کہا کہ یہ تیری غفلت ہے آپکی بدولت یہ آفت ہے اب بتا کہ کیا کریں کیا فکر کریں کیا دوا کریں مقبل سر پیٹنے لگا عمرو نے کہا کہ چپ رہو ایسا نہ ہو کہ لشکر ہند اس سانحہ سے خبردار ہو کر بھڑ جاوے اور ہمارا لشکر مفت میں ان کو گھیر جاوے تو امیر کی نگہبانی کر اور یہاں سے قدم باہر نہ دھر خبردار جبتک میں نہ آؤں کسی کو خیمے میں نہ آنے دینا اور اس مقام سے ہلنے کا نام نہ لینا الندھور سے جا کر چپکے سے کہا کہ امیر اسوقت آ نہیں سکتے اور آپ کو بھی وہاں بلا نہیں سکتے کیونکہ دو سردار نوشیرواں کے پاس سے آئے ہیں اور یہ حکم لائے ہیں کہ اگر تم کو مجھ سے ایفائے عہد منظور ہے تو فوراً الندھور کو قید کر لینا کسی طرح اُسکو چھوڑ نہ دینا سو امیر نے آپسے کہا ہے کہ اگر مصلحۃً تم اسیر ہونا منظور کرو تو میرا کام نکلتا ہے تمہارا کسی طرح سے بال بیکا نہ ہو گا میرا سلسلہ خیر اندیشی سے آگے کو چلتا ہے خسرو نے کہا کہ قید ہونا درکنار امیر اگر میرا سر مانگیں تو حاضر ہے مجھے اسمیں کیا تامل ہے عین میری خوشی خاطر ہے عمرو نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ کا لشکر بگڑے اور کچھ فساد کرے خسرو نے کہا کسکی قدرت ہے کس کی اتنی مجال ہے کس میں اتنی طاقت ہے اپنے لشکر کے سرداروں کو سمجھا دیا اور اپنے ہاتھ رومال سے بندھوا کر لشکر اسلام میں داخل ہوا عمرو ایک گوشہ میں بٹھلا کر اُسکی خاطر داری کرنے لگا اور ایک جام مے عیاری کا پلا کر لندھور کو بیہوش کر دیا بعد ازاں طوق و زنجیر کر کے اور صندوق مشبک میں کہ ہوا لگتی رہے بند کیا اور لشکر کا بندوبست کر کے وہاں سے راہی ہوا اثنائے راہ میں دو سوار دیکھے ہر چند روپوش ہوا لیکن کسی طرح چھپ نہ سکا تب تو مردانہ وار سامنے آیا اور اپنا منھ دکھایا وہ اپنے گھوڑوں پر سے اُتر کے عمرو سے بغلگیر ہوئے مزاج کا حال پوچھنے لگے عمرو نے پوچھا کہ آپ کون ہیں وہ بولے کہ ہم شہپال ہندی کے بیٹے ہیں تلاش میں تمہاری دور سے آئے ہیں صبور و صابر ہمارا نام ہے باپ ہمارا ظاہر میں مسلمان ہے مگر باطن میں وہی بت پرستی اُسکا طریق و ایمان ہے رات سے امیر کے مسموم ہونے کی خبر سنکے گستہم کی مدد کو گیا ہے اور اُس ناحق کوش کا شریک ہوا ہے سو ہم اسواسطے آئے ہیں کہ امیر کو لیجا کر اپنے قلعہ میں رکھیں

اور خوب دل لگا کر علاج کریں عمرو نے خوش ہو کے کہا کہ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں جلد امیر کو ہمراہ لیجیے اور خدا کو درمیان دیجیے کہ کچھ دغا نہ ہو اور کوئی فساد برپا نہ ہو انھوں نے خدا کو درمیان دیا اور کہا کہ اگر ایسا ہم کو منظور نہ ہوتا تو کیوں ادھر کا قصد کیا جاتا عمرو اُن کو لیکر بارگاہ میں آیا اور ایک خیمے میں علیحدہ بٹھلایا جب آدھی رات کا ڈنکا بجا امیر کو محافے میں سوار کر کے صابر و صبور کے قلعہ میں داخل کیا او قلعہ میں بنا بند و بست کر کے صابر و صبور سے کہا کہ اب امیر کے اچھے ہونیکی تدبیر کیا ہے وہ بولے یہاں سے دس منزل ماروں نامے ایک جزیرہ ہے اُسمیں حکیم اقلیمون رہتا ہے نفس لامر میں اُنکی صحت کی فکر کریگا وہ اپنے وقت کا مسیحا ہے ہم ایک رقعہ لکھدیتے ہیں اُنکو بلا لاؤ تو امیر کو فوراً شفا ہوتی ہے خاطر خواہ اُنکی دارو قرار واقعی دوا ہوتی ہے عمرو نے پہلے تو اپنے دلمیں خیال کیا کہ جب تک حکیم آئیگا نہیں معلوم حمزہ کا کیا حال ہو جائیگا پھر سوچا کہ اگر حکیم نہ آئیگا تو علاج کیونکر ہوگا یہ کسطرح شفا پائیگا ہر چہ بادا باد جانا چاہیے اور ہمراہ اُسکو لانا چاہیے صابر و صبور نے داراب نامے عیار کو راہ دکھلانے کے لیے ساتھ کیا عمرو نے قلعہ سے باہر نکل کر ہوا سے کہا کہ اے ہوا اسدم بڑی ضرورت ہے مجھکو آگے جانے دینا اور میرے آگے اسکو قدم نہ بڑھانے دینا داراب پوری منزل بھی نہ گیا تھا کہ پھر گیا عمرو سے کہنے لگا کہ اگر کہیں سے سواری ملتی تو آگے کو اپنا چلنا ہوتا اس مقام سے دو چار کوس ٹلنا ہوتا کیونکہ پاؤں اپنے اپنے قابو میں نہیں ہیں اور آپ ہولکے گھوڑے پر سوار ہیں دم بھر میں کہیں سے کہیں ہیں عمرو بولا کہ اچھا ستا لو کسی درخت کے نیچے ہوا کھا لو آگے چند قدم پر ایک باغ میں پہونچے ایک درخت کے نیچے دونوں بیٹھ گئے عمرو نے طعام عیاری دیکر کہا کہ کچھ کھا بھی لو کہ چلنے کی طاقت ہو اور احوال راہ کا پوچھنا شروع کیا وہ کہنے لگا کہ سیدھی ناک کی سیدھ پر چلے جاؤ داہنے بائیں نہ دیکھو اور جانب قدم نہ بڑھاؤ اُس جزیرے کے متصل ایک پگڈنڈی داہنے ہاتھ کیطرف ملیگی تم اُسی لکیر پر دریا کے کنارے تک چلے جانا دریا میں اور بھی راہیں اسطرف کی ملیں گی مگر دل نہ بھٹکانا تخمیناً چار کوس چوڑا اس دریا کا پاٹ ہے گذار کی کشتی پر پار اُتر کے چند قدم جاؤ گے تو اس جزیرے کے مکان دکھائی دینگے وہاں جاکے تم خود ہی ہوشیار ہو پتہ لگا لو گے عمرو نے دیکھا کہ داراب کی آنکھوں میں سرسوں پھولی عمرو کے آگے چوکڑی بھولی داراب سے کہا کہ لو بھائی جلدی چلو دور چلنا ہے اپنی کمر کسو اُسکا اُٹھنا تھا کہ اُسی جگہ پر مٹی کا تھوا بنکر گر پڑا عمرو نے درخت کے تنے سے اُسکو باندھ دیا اور آپ چلتا ہوا شام ہوئی تھی کہ دریا کے کنارے پر پہونچا کشتی کے آنے میں دیر دیکھی دریا پر معجزۂ الیاس سے چلا بات کی بات میں پار پہونچکر مغرب کیوقت جزیرے میں داخل ہوا ہندو کی صورت بنکر بازار میں گیا ایک شخص سے پوچھا کہ حکیم اقلیمون کا کہاں مکان ہے اور کیسے دولتسرا کا کیا پتا اور نشان ہے وہ بولا کہ اس بستی کے مالک وہی ہیں وہ پھاٹک جو نظر آتا ہے اُنھیں کے مکان کا ہے عمرو نے دربان سے جاکر کہا کہ صابر و صبور کے پاس سے آیا ہوں حکیم صاحب کے نام ایک خط لایا ہوں ذرا تکلیف کر کے اُنکو خبر دے دربان نے حکیم صاحب کو اطلاع دی کہ ایک قاصد صابر و صبور

کا خط لایا ہے حضور میں باریاب ہوا چاہتا ہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ آنے دو خبردار اُسے کوئی نہ روکے دربان نے عمرو کو مطلع کر کے حکیم کے پاس بھیجا عمرو نے قریب پہونچکر رسم ملاقات کی اور وہ خط دیا حکیم نے عمرو سے خط لیکر پڑھا چیں بجبیں ہو کر کہا کہ معقول مجھ کو لکھا ہے اگر جلد تر آ کے حمزہ کو اچھا کر دوگے تو کیسہ جواہر سے بھر دیں گے بہت خوش کریں گے سبحان اللہ مجھ کو طامع مقرر کیا ہے جو یہ فقرہ لکھا ہے اگر یہ کلمہ نہ لکھتے تو میں جاتا مگر اب نہ جاؤں گا ہرگز ادھر قصد نہ کرونگا عمرو بولا حضرت اُن سے قصور ہوا جو آپ سے مستغنی المزاج بے پروا کو ایسا کلمہ لکھا معاف فرمائیے اور سواری منگائیے حکیم بد مزاج ہو کر بولا کہ تو اعتدال ادب سے کیوں باہر قدم رکھتا ہے تجھ کو معقولات میں دخل کیا ہے اپنا مقولہ ہے کہ ہر گاہ انکار کیا تو انکار کیا اسمیں تجھے اصرار سے کیا فائدہ ہوگا عمرو نے کہا کہ تقریر مطول کو جانے دیجیے مختصر یہ کہ آپ کے نہ جانے سے ایک بندۂ خدا ضائع ہوتا ہے وہاں جا کر نتیجہ نیک دیکھیے گا ثواب لیجیے گا حکیم بولا کہ فائدہ کبریٰ بھی ہو تو میں نہیں جانیکا عمرو نے کہا کہ صغریٰ کبریٰ تو میں نہیں جانتا یہ مسئلہ کس قانون میں لکھا ہے کہ حکیم مریض کا حال سنکر اپنی جگہ سے نہ ٹلے یہ کیا خاصہ ہے کہ ایک بندۂ خدا کے علاج میں کہ جس کے باعث ہزارہا آدمی کا فائدہ ہو توجہ نہ کرے حکیم اقلیمون بولا کہ تو قاضی ہے یا مفتی یا تیری قضا آئی ہے تو قاصد سودائی تو نہیں ہے کیوں کھوپڑی کھائی ہے جا اپنی راہ لے میں جو تجھ سے کہتا ہوں وہ جا کہدے عمرو نے کہا کہ حضور چلنا مقدم ہے کوئی شکل ہو تو تشریف لیجلنے کی نکالنا چاہیے یہ کیا مقدمہ اہم ہے حکیم اقلیمون نے کہا کہ کیا تجھ کو مالیخولیا ہے کہ نوع سافل ہو کر جنس عالی سے بحث پر تیار ہے دلیل مطابق حیثیت کے نہیں کرتا ہے عمرو نے کہا کہ حضرت کسی قسم کا سودائی ہو اُسکے پیچھے لڑکوں کا تالی بجانا مقدم ہے اتنے فصل سے چلا آتا ہوں میرے پیچھے تو کسی نے چٹکی بھی نہیں بجائی آپ مجھے سودائی بناتے ہیں بڑا ستم ہے تب تو حکیم اقلیمون نے غلاموں کو حکم دیا کہ اس بیمار بے ادب کی مشکیں باندھو اور شلاق کرو اسکا علاج یہی ہے دیوانی آدمی سودائی کی ہے عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ حضرت میں بکتا ہوں کہ قضیہ منعکس ہوا چاہتا ہے حکیم کی کلیہ شکل بدلا چاہتا ہے جب عمرو نے جانا کہ حکیم نہ جائیگا اور مفت میں تو سزا پائیگا بزاری و نالی پیش آیا اور کہنے لگا کہ یہ تقریر جو میں نے حضور میں عرض کی گویا صابر و صبور کی زبانی تھی بہتر ہے کہ آپ نہ جائیں مفت تکلیف بے فائدہ نہ اُٹھائیں مگر صابر و صبور بھی عجب نسخہ ہیں کہ مجھ کو کالے کوسوں دوڑایا اور اتنی مسافت دور و دراز پر بھیجا چونکہ شب تار ہے اسوقت یہاں سے جا نہیں سکتا اور نیا شہر ہے کوئی راہی بھی رات کو آ نہیں سکتا اگر حکم ہو تو غلام شب بھر یہاں پڑا رہے صبح کو اپنی راہ لے اقلیمون نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسکو باورچیخانہ میں لیجا کر کچھ کھلوا کے رات کو سو رہنے دو کل صبح سویرے یہاں سے روانہ کر دو عمرو نے تشخیص کی کہ حکیم اقلیمون بیمار نادانی ہے دانا ہو کر نفع و ضرر نہیں سمجھتا ہے یہی حماقت کی نشانی ہے اسکا کچھ علاج کیا چاہیے کوئی ہوش کی دوا دیا چاہیے باورچیخانہ میں جا کر باورچی سے باتیں چکنا چکنا کے کرنے لگا باورچی عمرو کی

چرب زبانی سے شیر وشکر کیطرح گھل ملگیا عمرو نے کئی نقل کیسہ عیاری سے نکال کر دیئے کہ ذرا اسکی بھی چاشنی چکھیے بہت آپنے رکابداری کی ہے بہت سی مٹھائیاں بنائی ہیں اکثر استادوں سے سیکھنے کی بھی ہے باورچی نے اس کی میٹھی میٹھی باتوں پر پھول کھا کر نقل نوشجان کیئے اور مزے کے مارے بہت نقل کھا لیئے اور بولا کہ واقع میں اسکی شیرینی لب بند کرتی ہے اس ذائقہ کی مٹھائی کبھی نہیں کھائی ہے عمرو بولا کہ ابھی کیا کوئی دم میں دم بند کریگی اور یہی مزے اور لطیفے دکھائیگی الغرض اسکو مزے میں لاکر گوشے میں لیگیا اور بولا کہ کچھ نمکین کا بھی مزہ چکھیے گا باورچی نے کہا کہ جب شیرینی میں یہ حلاوت ہے تو نمکین میں نہ معلوم کیا ملاحت ہے عمرو نے عیاری کی جھولی سے ایک کلیچہ نکالکر دیا اس مرچکے نے اسکو بھی زہر مار کیا پھر تو لگا جھومنے عمرو نے ایک گالی اسکو دی وہ آگ بگولا ہوگیا ایک چیلا لیکر مارنے کو اٹھا قدم جو لڑکھڑایا عمرو کے قدموں پر آرہا عمرو نے باورچیخانہ کے ایک چولھے کو کھود کے اسکو گاڑا تو پا اوپر سے لکڑیاں جلا کے رکھدیں اور دیگ میں پانی چڑھا دیا اور آپ اسکی صورت بنکر حکیم کے یہ حکمت عملی سے ناشتہ پکانا شروع کیا نان وکلیچہ وگاؤدیدہ میں اپنی خشخاش خرچ کی اور سونف اوپر سے چپکا دی اور قلیہ قورمہ روغن جوش روغن داغ وپلاؤ وچلاؤ میں گھی زنبیل سے نکالکر ڈالا اور آش میں نمک پنا صرف کرکے لوزین جو زنبیل میں تیار تھیں انکو بھی ایک طشتری میں لگایا کبابوں میں شیرہ عیاری ملاکر چاشنی دار کیا غرضکہ ہر قسم کا کھانا تیار کیا صبح ہوتے ہی حکیم صاحب کے دسترخوان پر سب چیزیں چن دیں اور چوتری جھل کر کھلانے لگا حکیم صاحب نے جو چیز کھائی تعریف کرتے کرتے منہ بند ہوگیا عمرو نے کہا کہ حضرت یہ آپ ہی کا نسخہ تیار ہوا قانون سے آنچ دیگئی ہے پر ہمیشہ اسکا کھانا نوش فرمایا کیجیے تو قوت دماغ میں آوے تشخیص وچینہ ہو جاوے کوئی مرض سخت چھپا نرہے لمس کرتے ہی نبض محسوس ہوا کرے حکیم صاحب کھانا کھا کر بہت محظوظ ہوئے اور خاصہ نوش فرماکر اراڈ کارنے لگے اور فرمایا کہ تیری عقل بہت رسا ہے ہم اور بھی نسخہ تعلیم کرینگے بہت سی ترکیبیں قسم قسم کی کھانوں کی بتا دینگے عمرو نے چند قدم پیچھے ہٹکر کہا کہ نفس الامر میں حکیم صاحب آپ بھی نرے نسخہ ہیں پڑھ لکھکر سب چوپٹ کیا کتنے بیہودہ ہیں اقلیمون جھنجھلا کر اٹھا کہ او خام عقل یہ کیا بیہودہ دماغ پکاتا ہے یہ کلمات خارج از ادب زبان پر لاتا ہے عمرو نے پیچھے کو پھلانگ ماری حکیم صاحب پھلانگ مارتے ہی بیہوش ہو دھم سے منہ کے بل زمین پر گر پڑے عمرو نے حکیم صاحب کو چادر عیاری میں لپیٹ کر مسہری میں لٹایا اور آش لیجا کر سارے شاگرد پیشہ کو کھلا دیا جب ان بیخبروں نے ہوش اپنا گم کیا عمرو نے کتب خانہ اور دوا خانہ مع اثاث البیت حکیم صاحب کو زنبیل میں رکھا اور ایک پروانہ راہداری کا لکھ کر حکیم صاحب کے قلمدان سے مہر نکالکر اسپر ثبت کرکے خوش خوش اپنے مقام کی راہ لی مضمون اسکا یہ تھا کہ گھاٹ مانجھی کو لازم ہے کہ جلد بلا حجت بہت محافظت سے اس شخص کو دریا پار اتار دے اور ایک پیسہ بھی اترائی کا نہ لے اگر ذرا بھی دیر لگائیگا تو دریائے قہر میں ڈبویا جائیگا چند ساعت میں عمرو پشتارہ کاندھے پر رکھے ہوئے دریا کے کنارے پر پہونچا

اور گھاٹ مانجھی کو پروانہ راہداری کا دیا گھاٹ مانجھی فوراً مستعد ہوا دریا سے جیسے ہی عمیق تھا عمرو کو پار اتار دیا عمرو ایک پہر کے عرصہ میں وہاں پہونچا جہاں داراب کو درخت سے باندھا تھا داراب کو کھولا کوئی دوا دی کہ اس نے رفع بیہوشی کی داراب جو ہوش میں آیا نیند سے چونکا تو بولا کہ بہت سوئے نہیں تو ابھی راہ جزیرہ کی طے کر گئے ہوتے خواب خانہ خراب نے منزل بھی کھوٹی کی چلیے جزیرہ کی راہ لیجیے عمرو نے ابتدا سے انتہا تک کیفیت حکیم کے لانے کی بیان کی اور تمام کہانی اپنی کہہ سنائی داراب کے ہوش اڑ گئے یا استاد کہہ کر قدم پر گرا اور عمرو کا شاگرد ہوا عمرو نے داراب سے کہا کہ تو آہستہ آہستہ چلا آ میں تو لمبی لیتا ہوں صابر و صبور کو اس حال سے اطلاع دیتا ہوں یہ کہہ کر پچھلے پاؤں سے جو بھاگا داراب کی نظروں سے غائب ہو گیا تھوڑے عرصے میں قلعے کے نزدیک پہونچا دیکھے تو وہاں عجب لطف ہے گستہم فوجیں لیے ہوئے قلعے کے نیچے کھڑا ہے اور ایک سمت لشکر خسرو ہند کا تلا ہوا ہے قلعے کے زینوں پر سے گولے برستے ہیں گولہ انداز توپوں کی مہتابی دے رہے ہیں عمرو گھس پیٹھ کے قلعے کے برج کے نیچے پہونچا فوراً کمند پھینک کر آسمانیوں کی طرح سے فصیل پر چڑھ گیا لیکن نیچے سے ایک شخص نے لیس ہو کے نشانہ باندھ کر ایک تیر شپارے پر لگایا وہ تیر شپارہ کو مثل تودہ خاک توڑ کر طلائی ہاون دستہ پر بیٹھا عمرو جست کر کے قلعے کے اندر گیا اور شپارہ صابر و صبور کے آگے رکھا جس حکمت سے حکیم صاحب کو لایا تھا وہ کیفیت بیان کی صابر و صبور عمرو کی دانائی پر عش عش کرنے لگے اور اس کی چالاکی اور دانائی کی داد دی عمرو نے تمام اسباب موقع سے حکیم صاحب کے گرد چن کر رفع بیہوشی کی دوا دی کہ حکیم کی بیہوشی دور ہوئی اور اسی پیادے کی صورت بن کر کہا کہ آپ کو صابر و صبور نے بلایا ہے اور مجھے کمال اضطراب میں آپ کے پاس بھیجا ہے حکیم اقلیمون ترش رو ہو کر بولا کہ ہاں کوئی ہے اس دیوانے کو باندھ کر میرے پاس لاؤ کہ میں فصد کھول دوں بے فائدہ دماغ پریشان کر رکھا ہے اسکا علاج کر دوں عمرو نے کہا کہ حضرت میں مجنون نہیں ہوں کہ نشتر و رگ کو تکلیف دیجیے گا میں دیوانہ بکار خود ہوشیار ہوں کیوں دوا کیجیے گا حکیم صاحب بولے کہ مجنون کے سر پر کیا سینگ ہوتے ہیں کہ تیرے نہیں ہیں تیرے کیا سرخاب کا پر لگا ہے لاکھ بار کہا کہ میں نہیں جانتا تو اپنی ہی رٹے جاتا ہے جب کوئی نہ بولا حکیم صاحب ادھر ادھر دیکھ کر مخبط ہو گئے بھوچکا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ سب ہی اسباب میرے مطب کا میرے پاس موجود ہے مگر میرا مکان نہیں ہے اس سرزمین اور آدمیوں کا کچھ نشان نہیں ہے اتنے میں صابر و صبور نے آ کر ملاقات کی اور حکیم صاحب کی خاطر داری اور مدارات کی حکیم اقلیمون نے پوچھا کہ میں اسباب سمیت یہاں کیونکر آیا عمرو بولا کہ یہ مرض نہیں جو کہ بے کہے تشخیص کر لیجیے گا کسی سودائی کی زبردستی فصد کھولیے گا یہ پیادہ لایا ہے اتنی مسافت طے کر کے یہاں پہونچایا ہے اقلیمون کو جب معلوم ہوا کہ یہ عمرو ہے اٹھ کر گلے سے لگا لیا کہ خواجہ اگر میں جانتا کہ تم ہو تو میں بے تکرار چلا آتا اور کبھی حرف انکار زبان پر نہ لاتا عمرو بولا کہ اب بھی میں آپ کا زیر بار احسان ہوا کہ آپ نے مجھے دے ڈالا لیکن جلد ایسی تدبیر کیجیے کہ صاحبقران کے جسم سے زہر نکل جاوے اور مریض غریب الوطن ہیں

مرض مہلک سے شفا پائے حکیم اقلیمون نے امیر کو دیکھ کر کہا کہ قسم ہے [illegible] کہ اسکا علاج نوشیرواں کے سوا روئے زمین پر نہیں ہے تمام عالم میں سوائے اس خاندان کے بالیقین نہیں ہے عمرو نے کہا کہ حضرت وہ ایسی چیز کیا ہے کہ اسمیں خواص عنقا کا ہے اقلیمون نے کہا کہ شاہ مہرہ نام اس چیز کا ہے کہ پشتہا پشت سے چلا آتا ہے بغیر اسکے امیر کو شفا نہیں ہوگی زہر رگ رگ میں سمایا ہے اس زہر ہلاہل کا اثر ہر جوڑ بند میں در آیا ہے عمرو نے کہا کہ حضرت یہ وہی مثل ہے کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود اس آمد و رفت کے عرصہ تک حمزہ کا ہمکو جینا ہے یکا اسوقت تک کسطرح دم سلامت رہیگا اقلیمون نے کہا اچھا بفضل الہی امیر کو صحت ہونا دشوار ہے بہت بڑا آزار ہے عمرو روتا پیٹتا سر پر خاک اڑاتا قلعے کے دروازہ پر آیا وہاں مقبل کھڑا ہوا تھا کہنے لگا کہ خواجہ کہو حکیم نے کیا علاج تجویز کیا عمرو نے کہا کیا کروں اس محنت سے تو حکیم کو لایا اور اس کمبخت کو ہمارا حال پہونچایا اب وہ کہتا ہے کہ اسکا علاج بجز شاہ مہرہ کے دنیا میں نہیں ہے اور شاہ مہرہ سوائے نوشیرواں کے پاس کے جہان کے بازار خانوں میں نہ نکلے گا اور زمین پر اسکا پتہ نہ ملیگا مقبل رنگ پریدہ ہو رہا عمرو دو چار قدم آگے بڑھا مقبل نے پیچھے سے پکارا کہ اے خواجہ اگر مدائن جاؤ تو نوشیرواں کے در دولت پر ایک بڑھیا رہتی ہے اس سے میرا سلام کہدینا عمرو نے کہا اچھا ہو کے پلٹ کر ایک عصا مقبل کے سر پر ایسا زور سے مارا کہ مقبل خون میں تر بتر ہو گیا چکر کھا کر زمین پر آیا اسوقت مقبل آواز نرم بولا کہ خواجہ خفا کیوں ہوتے ہو شاہ مہرہ نہیں موجود ہے تب تو اور بھی عمرو ناخوش ہو کر مقبل کو سخت سست کہنے لگا کہ میرا راستہ کھوٹا کرتا ہے تجھے اس دیر لگانے میں کیا مقصود ہے مقبل نے کہا عمرو بسر حمزہ شاہ مہرہ نہیں ملجائیگا مجھ سے لیجیے کوئی دم میں ہاتھ آئیگا بوزرجمہر نے میرے روبرو امیر کے پہلو میں رکھ کر ٹانکے لگا دیئے ہیں ورنہ اسکے خواص بھی امیر کو بتا دیئے ہیں عمرو نے مقبل کو چھاتی سے لگایا اور حمزہ کے پاس پہونچا اقلیمون نے کہا کہ خواجہ ابھی نہیں ہو میں جانتا تھا کہ مدائن پہنچے ہوگے شاہ مہرہ کہیں سے بہم پہونچا کر لاتے ہوگے عمرو بولا کہ حضرت میں گیا بھی اور [illegible] آیا اقلیمون نے کہا تم سے کچھ وہ بھی نہیں ہے لاؤ لائے ہو تو دو عمرو نے کہا کہ امیر کے پہلو میں [illegible] اقلیمون نے امیر کے جسم کو دیکھا تو واقعی نیلا کلیجی کے مانند ہو گیا ہے مگر جس جگہ شاہ مہرہ تھا [illegible] رنگ اصلی [illegible] زہر کا اثر مطلق نہیں ہوا ہے اقلیمون نے کہا کہ اگرچہ امیر کا رنگ نیلگوں ہے لیکن شاہ مہرہ امیر کے پہلو میں نہ ہوتا تو کب کے امیر مر گئے ہوتے یہ زہر کب کا جان کھوتا کئی سو من دودھ منگا کر کڑھاؤ میں رکھا اور نشتر سے امیر کے پہلو کو چیر کر شاہ مہرہ نکالا اور ریشم میں باندھ کر امیر کے حلق میں ڈال کر پیٹ تک اتارا اور کئی لمحے کے بعد نکالکر دودھ کے کڑھاؤ میں اسکو غوطہ دیا دودھ کا رنگ نیلگاری ہو گیا اسکے بعد دودھ کا رنگ بدلنا شروع ہوا اسطرح چند بار مہرے کو پانچ پانچ چھ چھ منٹ امیر کے پیٹ میں رکھکر دودھ میں ڈالا جب دودھ نے رنگ بدلا اور رنگ نے تغیر نہ پایا اور بدن کی رنگت بدل چلی اور امیر کو چھینک آئی اقلیمون نے چند چادریں کتان کی امیر کو اڑھوائیں اور تدبیر ہوش میں لانیکی شروع کی اور لوگوں سے کہا

کہ خبردار کوئی شخص امیر کے روبرو زہر کا ذکر نہ کرے اس کیفیت کا علم بھی ہوا غرض دو ساعت کے بعد اس قدر عرق امیر
کے بدن سے نکلا کہ تمام بچھونا پسینے میں تر بتر ہو گیا۔ دوسرے دن جب امیر کو گونہ ہوش آیا کھانا طلب فرمایا اقلیمون
نے شوربا تیتر کا پکوایا اور امیر کو پلایا جب کچھ حواس درست ہوئے اور امیر تکیہ سے لگ کر بیٹھے پوچھا کہ ملک لندھور کہاں
ہے اور حسن کے اور یہی سامان ہیں حکم دیتے جھٹ پٹ لندھور کو ہوش میں لا کر امیر کے پاس پہنچایا اور لندھور نے
میں من وعن حال بیان کر کے تمام عمر کہہ سنایا کہ آپ کے پھر جانے کے گمان سے مجھ سے یہ قصور ہوا ہے امیر سے اسکا تذکرہ نہ کیجئے گا
اب تو جو کچھ ہونا تھا سو ہو چکا ہر گاہ لندھور اور امراء عالی وقار امیر کے پاس حاضر ہوئے ہر ایک نے زر و جواہر امیر پر سے نثار
کیا اور فقرا اور مساکین کو صدقات و خیرات سے مالا مال کر دیا امیر نے حکیم اقلیمون کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہیں اور
کہاں سے آئے ہیں کسی کے سفیر ہیں یا سوداگر ہیں کچھ اسباب تجارت لائے ہیں عادی کے منہ سے بیساختہ نکل گیا
کہ وہ جو خواصیں شیشہ ہائے شراب انگوری لیکر ملکہ مہر نگار کی طرف سے آئی تھیں حضور کے نصیب اعدا جان لینے کو وہ زہر
ہلاہل ملا کر لائی تھیں وہ مرسلہ گستہم کی تھیں حضور نے جو ایک شیشہ شراب کا پیا اسمیں زہر ہلاہل مخلوط تھا اُسنے تمام بدن میں
سرایت کی حضور کے دشمنوں کو صابر و صبور شہپال کے بیٹے اپنے قلعہ میں اٹھا لائے اور آپکی تیمارداری میں مصروف ہے
اور ہم لوگوں سے بکمال عنایت و مہربانی پیش آئے اور عمرو کو بھیجکر جزیرہ ناروں سے حکیم صاحب کو بلوایا کہ حضور کا علاج کریں
خداوند قدیر نے آپکو اس مرض مہلک سے بچایا اور گستہم قلعہ کو گھیرے پڑا ہے دربرابر لڑ رہا ہے یہ کلمہ سنتے ہی لندھور کے
تلووں سے آگ لگی سر سے جا نکلی بولا کہ ابھی اس خیرہ سر کو جہنم بھیجتا ہوں ابھی تو میں اسکا ملک الموت جو بیٹھا ہوں اس مردود
کو ایک ہی ضرب میں دفع کرونگا امیر نے منع کیا کہا آپ صبر کیجیے میں سمجھ لونگا اسمیں خبر پہونچی کہ شہپال بھی گستہم کا معین
و مددگار ہے قلعہ پر چڑھنے کا قصد کیا تھا صابر نے اسکے شکم پر قارورۂ آتشیں مار کر غار سقر میں اسکو بھیجا گستہم نے
یہ ماجرا دیکھ کر قلعہ پہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے تھوڑی دیر میں خندق کو پٹوا کر برجوں میں آگ لگایا چاہتا ہے امیر نے عمرو سے فرمایا کہ تم
جاؤ اور گستہم کو میری طرف سے کہدو کہ میں نوشیرواں کے لحاظ سے طرح دیتا ہوں ابھی تک چپ چاپ بیٹھا ہوں مگر تیرے کچھ
خیال میں نہیں آتا ہے اپنی شرارت سے باز نہ آ کر فساد برپا کر رہا ہے جا یہاں سے اپنا منہ کالا کر نہیں تو اپنا کیا پائیگا قرار واقعی بعد
ساعتے سزا پائیگا عمرو نے امیر کا پیغام گستہم سے جا کر کہا اُس ناپاک دنی صورت نے ہنسکر جواب دیا کہ او ساربان زادے
تو مجھ سے عیاری کرتا ہے حمزہ کو مرے ہوئے مدت ہوئی حمزہ کا نشان بھی باقی نہیں رہا ہے مردوں کو جلایا ہے جسکی طرف سے
پیغام لایا ہے عمرو نے جھنجھلا کر کہا کہ او گردن زدنی و شریر تو صاحبقران کی شان میں ایسی فال بد منہ سے نکالتا ہے
موت کے دن تیرے قریب آئے ہیں جو ایسا بیہودہ بک رہا ہے کیا کروں امیر کا حکم نہیں ہے نہیں تو سنگ فلاخن سے تیرے دانت
توڑ کر حلق میں ڈال دیئے ہوتے بڑھ بڑھ کے جو باتیں کرتا ہے اور دعوی کر رہا ہے سب ہی چلے تیرے نکال دیئے ہوتے گستہم
بولا کہ اچھا حمزہ زندہ ہے تو جا کر دریافت کر کہ میرے کس راز سے واقف و آگاہ ہے عمرو اگر تو جواب صحیح لایا تو خیر ورنہ تو

یہ فقرہ بزرجمہر سے کہا اب کہ اُسکا خیرخواہ ہے بزرجمہر امیر کے پاس آیا اور جو گستہم نے کہا تھا لفظ بلفظ کہہ سنایا اور کہا کہ اے صاحبقران تعجب ہے کہ تم گستہم سے نابکار سے کہ جس نے تمہارے مار ڈالنے میں مطلق کوتاہی نہ کی تھی راز و نیاز رکھتے ہو اور ابن ذات کے فساد ات و شرارتوں پر کہ اسکی ذات کے گلہ ہیں خمیر ہے بھولے ہو پہلی آفت تو بہرام کے سر پر سے ٹلی اور اب جو زہر دلوایا خدا بزرجمہر کا یہ اثر ہے کہ اُس نے شاہ مہرہ پلوا دیں رکھدیا تھا نہیں تو زندگی کی کون صورت تھی امیر نے اُس کے جوتا مار کے حال کہکر عمرو سے کہا کہ بس یہی راز ہے تو جا کر اُسکو جتا دیکھ کیا کہتا ہے اب کیا اُسے منظور کیا ہے عمرو نے گستہم سے آکر کہا کہ امیر نے فرمایا ہے کہ او گوہی نمکحرام ہوتے ہیں تین دفعہ تو نے یا دمار اتھا جب ضرب کھائیگا تو تب آگ دیکھیگا گستہم نے اس راز کے سنتے ہی جانا کہ حمزہ زندہ و سلامت ہے، دیکھیے اب کیا آفت آوے یہاں سے بھاگ جانا قرین مصلحت ہے اُسیدم سندھ کی طرف مفرور ہوا اور وہاں جاکر اس مفتری نے عجیب طرح کا فتنہ برپا کیا آدمی مرے ہوؤں کے سر منگوا کر نوشیرواں کے پاس بھیجے اور اپنے ایلچی اُن سروں کے ساتھ روانہ کیے اور رقعہ میں لکھا کہ لندھور نے سرمیدان حمزہ کو مارا اور میں نے آپکے اقبال سے لندھور کو قتل کیا چنانچہ اُن دونوں کے سر حضور میں بھیجے ہیں بڑے بڑے معرکے درمیان میں ہوئے ہیں اور ایک خط بختک کو مفصل لکھا اور اُسمیں یہ بیچ کیا کہ میں نے برعکس بادشاہ کی عرضی میں اسواسطے لکھا ہے کہ نوشیرواں مہرنگار کی شادی کسی سے کردیوے اور وہ معشوقہ دلنواز امیر کے ہاتھ نہ لگے والاصل یہ ہے حمزہ نے لندھور کو زیر کیا لندھور بدل و جان اُسکا مطیع و فرمانبردار ہوا امیر کی اطاعت قبول کی اور گردن نیاز امیر کے روبرو جھکا دی مجھ سے سوائے حمزہ کے زہر دلوانیکے کچھ نہ بن پڑی اور کوئی تدبیر مجھ سے نہ ہوسکی سو حمزہ بڑا سخت جان بلانوش ہے کہ زہر سے بھی اُسکا کچھ نہ بگڑا مطلق بال بیکا نہ ہوا مجبور میں وہاں سے بھاگ کر سندھ میں آیا اپنی جان وہاں سے بچا لایا لہذا مکرر لکھتا ہوں کہ بادشاہ کو ورغلا کے مہرنگار کی شادی کسی سے کروا دینا اور اس مشورہ میں اور لوگوں کو بھی اپنا شریک کرلینا کہ حمزہ تنکر کو فت اُٹھا اُٹھا کے مرجائے حریف کے مارنے سے کام ہے کسی طرح سے جان گنوائے جسوقت وہ سر اور عرضی گستہم کی نوشیرواں کے ملاحظہ میں گزری آبدیدہ ہو کر بزرجمہر سے کہا کہ حیف حمزہ کی جوانی میں جانتا ہوں کہ اگر ہزار سال چرخ چرخ کھائیگا تو بھی ایسا جوان پیدا کر کے نہ دکھلائیگا بزرجمہر نے کہا میں کچھ کہہ نہیں سکتا زائچہ سے تو حمزہ کی سلامتی معلوم ہوتی ہے مگر ہاں تکلیف بدنی البتہ ثابت اور مفہوم ہوتی ہے آئندہ العلم عند اللہ

روانہ ہونا امیر کا بعد فتح و نصرت مع لندھور مدائن کیطرف باشان و شوکت

سمند خامہ کی عطف عنانی سے طے مسافت بیان سفر میں ممیز قلم کی یوں گرم جولانی ہے کہ امیر کو جو دلنواز کی یاد میں طبیعت گھبرائی لندھور سے فرمایا کہ اب جی چاہتا ہے کہ مدائن کو چلیں خسرو نے کہا کہ جیسی حضور کی مرضی

بہت مدت سفر میں گذری اگر بادشاہ کی ملازمت کا قصد ہو بسم اللہ قصد فرمائیے مگر ہندوستان میں سکہ اپنا جاری
فرما کر کسی کو نیابت اپنی طرف سے چھوڑ جائیے امیر نے کہا کہ اے ملک لندھور تمہارا ملک تم کو مبارک رہے میں فقط تمہاری
محبت کا بھوکا ہوں لا باختہ تمہاری لیاقت و اہلیت اور مہمان نوازی کا ہوں خسرو نے چھوٹے اپنے برادر عم زاد کو اپنا
نائب کیا اور آپ مع سپاہ صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا عادی نے کہ پیش خیمہ لیکر ایک دن پہلے روانہ ہوا تھا لب دریا
ایک سبزہ زار دیکھا بارگاہ دانیالی کو برپا کیا امیر مع خسرو و لشکر اپنے شوکت شاہی سے چلے اور بارگاہ میں داخل ہوئے
صبح کو پھر وہاں سے کوچ کیا اور اسیطرح روز لشکر کا کوچ اور مقام ہونے لگا ہر چند امیر میں اُن ہر کے صدمے سے بجز
پوست استخوان کچھ باقی نہ رہا تھا مگر مہرنگار کے اشتیاق میں منزلیں طے کرتے چلے جاتے تھے یہ پروانہ ذوق شوق کا تھا
اب بختک کی کارسازی سنیے کہ گستہم کا خط پڑھ کے تدبیر میں مصروف ہوا کہ اسکے دلمیں خیال گذرا کہ خواجہ زادہ
زوبین اولادین مرزبان کو کہ نسل میں کیکاوس کے ہے مہرنگار کی درخواست کیلیے ابھارا چاہیے اور کسیطرح
جلد اُسے بلوایا چاہیے جھٹ پٹ ایک خط اس مضمون کا اولادین مرزبان کو لکھا کہ ملکہ مہرنگار دختر شاہنشاہ ہفت
اقلیم اب حد بلوغ کو پہونچی حمزہ نامی عرب نے اسکی خواستگاری کی تھی بادشاہ نے غیر کفو جانکر قبول نکیا اور اسکو ہندوستان
میں ملک لندھور کی مہم پر بھیجدیا اور وہ سنتے ہیں کہ لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا راہی ملک عدم ہوا پس میری صلاح
خیر خواہانہ یہ ہے کہ آپ بہت جلد اسطرف کا ارادہ فرمائیے. جسطرح ممکن ہو بعجلت تمام تر اپنے آپکو مدائن میں پہونچائیے میں
تقریب کرکے آپکی شادی مہرنگار سے کرادوں نوشیرواں کا فرزند آپ کو بنا دوں اولادین مرزبان خط کے دیکھتے ہی خوشی
سے باغ باغ ہو گیا تیس ہزار سوار ہمراہ لیکر زابل سے روانہ ہوا چند روز کے عرصے میں مدائن پہونچا بختک نے خبر پا کے
اسکا اہتمام کرنا شروع کیا خلوت میں بادشاہ سے عرض کی کہ اولادین مرزبان کیکاوسی حضور کی ملازمت کیلیے زابل
سے آیا ہے پیشوائی اُسکی ضرور ہے کہ وہ بھی ایک بزرگزادہ خاندان عالی کا ہے چند سرداروں کو حکم ہو کہ پیشوائی کرکے
طلشاد کام پر اسکو اتاریں اور اسکی مہمانداری اور رسد رسانی میں مصروف ہیں چنانچہ بموجب حکم شاہی اسکو اتارا
اور بخوبی انتظام رسد رسانی وغیرہ وقوع میں آیا دوسرے دن بختک نے اسکی ملازمت کروائی اور خلعت دلوایا کئی
دن کے بعد قابو وقت پا کر خلوت میں بادشاہ سے عرض کی کہ حمزہ تو مارا گیا نامراد اس عالم سے روانہ ہوا ملکہ مہرنگار
کی شادی کی فکر ضرور ہے کہ بلوغ کو پہونچ چکی چشم بد دور ہوشیار اور قابل مراد ہوئی اور گستہم کے ساتھ جو حضور نے
تجویز کیا تھا وہ بوڑھا ہے اور عمر سے اُتر گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جوان اور کمسن عورت کا بیٹھنا بوڑھے اور سن رسیدہ
مرد کے پہلو میں غضب کا سامنا ہے مگر کسی ایسے شخص سے کہ عزت اور حسن جوانی رکھتا ہو لیاقت ذاتی اور شرافت خاندانی
رکھتا ہو شادی کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے اس کار خیر میں جسقدر عجلت ہو سکے مقتضائے وقت ہے کہ زمانہ بُرا ہے
نوشیرواں نے کہا کہ تمہیں کسی کو تجویز کرو اس واسطے فرض کی کوئی صورت نکالو بختک نے عرض کی کہ میرے نزدیک تو

اولاد بن مرزبان سے کر کیا ڈسی ہے اور صورت و سیرت بھی اُسکی اچھی معلوم ہوتی ہے اور بہتر کوئی نظر نہیں آتا ہے آئندہ حضرت کی راے اور مشورہ جناب ملکہ معظمہ کا ہے بادشاہ نے یہ بات بہت پسند کی اور ملکہ مہر انگیز کو اطلاع دی چونکہ اُس روز تک امیر کا مرنا شکوہ شاہی میں کسی کو معلوم نہ تھا ملکہ مہر انگیز کو یہ خبر سنکر نہایت رنج و ملال ہوا سب پر قدغن کیا کوئی امیر کے مرنیکی خبر مہر نگار کے کانوں تک نہ پہونچائے اور اُسکے روبرو مطلق اسکا تذکرہ نہ آنے پاوے لیکن کسی نے ملکہ کو خبر پہونچادی اُسکو یہ سنانی سنادی ملکہ نے اپنا حال ایسا پریشان کیا کہ دیکھنے والے حیران ہوگئے اسکی کیفیت وحشت اور ملال دیکھ کر سب پریشان ہوگئے ملکہ مہر انگیز نے اگرچہ بہت سا سمجھایا مگر اُسنے کچھ نہ سُنا

مہر نگار کا خبر رحلت امیر حمزہ کی سننا اور مغموم ہو کر بال سر کے نوچنا

ملکہ مہر انگیز مجبور ہوئی بادشاہ کو خبر دی نوشیرواں نے بزرجمہر سے کہا کہ تم جاؤ مہر نگار کو سمجھا کر اولاد بن مرزبان کے ساتھ شادی کرنے پر راضی کرو بزرجمہر محل میں گئے اور ملکہ مہر نگار کو علیحدہ کر کے کہنے لگے کہ ملکہ امیر کی سب طرح سے خیریت ہے اور خدا کے فضل سے صحیح و سلامت ہے یہ لوگوں نے واہی تباہی اُسکے دشمنوں کی نسبت جو خبر اُڑائی ہے محض غلط ہے فقط اس خیال سے کہ امیر کا گذر اس سلطنت میں نہ ہونے پائے یہ داستان بنائی ہے ہاں امیر کو گستہم نے زہر دلوایا تھا اُس سے تکلیف بہت ہوئی آپ دیکھ لیجیے گا کہ آج کے چالیسویں دن امیر سے اور آپ سے بخوبی ملاقات ہوگی میرے نزدیک مناسب ہے کہ مصلحتاً اولاد بن مرزبان کو قبول کیجیے کہ بادشاہ کی اسمیں خوشی ہے لیکن یہ قرار کر لیجیے کہ اولاد چالیس روز آپ کے سامنے نہ آئے اور سرادقات عصمت میں بار نہ پاوے مہر نگار نے بزرجمہر کے کہنے سے منظور کیا بزرجمہر نے بادشاہ کو مبارکباد دیکے مہر نگار کا پیغام دیا نوشیرواں نے دوسرے دن سر دربار اولاد بن مرزبان کو خلعت دامادی پہنا کر فرمایا کہ چالیس دن کے بعد عقد کیا جاویگا بختک نے اولاد بن مرزبان سے کہا کہ یہ مہلت بڑی ہے اور اُسکے آنیکی بھی خبر اس طرف سنی گئی ہے کیونکہ حمزہ زندہ ہے اگر اس عرصے میں آ پہونچا

تو سارا منصوبہ بیکار ہو جاویگا آپ ایک کام کریں کہ کل اُٹھتے ہی بادشاہ سے عرض کیجیے کہ غلام چاہتا ہے کہ یہ شادی قلعہ الماس میں جاکر کرے وہاں پہونچتے پہونچتے چالیس دن بھی گذر جائینگے اور میرے عزیز و اقارب بھی وہاں سب شریک ہو جائینگے اور اس شادی سے مسرت اٹھائینگے وزیر بھی آپکے سخن کی اعانت کریگا اور بادشاہ کو راضی کر دیگا اولاد اس منصوبے سے بہت خوش ہوا خط مسرت سے رنگ چہرے کا سُرخ ہو گیا اور عند الملاقات نوشیرواں سے التماس کیا بختک نے بھی اُسکے سخن کی تائید کی اور اپنی طرف سے بھی اشتعالک دی بادشاہ نے منظور کیا اور جہیز وغیرہ کی تیاری کا حکم دیا بختک سے فرمایا کہ مہرنگار کی رخصت کا انتظام تمہاری رائے پر ہے اب کار خیر سے فراغت ہی کرنا بہتر ہے بختک نے ایک کی جگہ سو خرچ کرکے تھوڑے دن میں تمام سامان جہیز و سفر کا مہیا کر دیا بادشاہ نے مہرنگار کو بڑی دھوم دھام سے رخصت کیا اور ایک منزل تک ساتھ ملکہ مہرانگیز آپ بھی وارکان دولت ہمراہ چلے **اولاد** ملکہ کو لیے کوچ بکوچ منزل بمنزل خوش خوش چلا جاتا تھا مگر خیمہ اُسکا ملکہ کے حکم سے تین فرسخ کے فاصلے پر استادہ کیا جاتا تھا بارہ ہزار غلام حبشی و ترکی ملکہ کے خیمے کے گرد رہتے تھے پرندے کا مقدور نہ تھا کہ اُڑکر ملکہ کے اُردو میں جاسکے ہر گاہ چالیس دن گذر گئے وہ سمجھا کہ وصل کے ایام سر پر پہونچے اولاد نے ایک کوہ پر فضا پر کہ ہوا وہاں کی غنچۂ دلکو کھلاتی تھی و سبزی وہاں کی آنکھوں میں کھبی جاتی تھی خیمہ استادہ کرنیکا حکم دیا اور فرمایا کہ کل ہمارا یہاں مقام ہے ملکہ کا وعدہ تمام ہوگا اسی مقام پر کتخدائی کا جشن کرینگے عیش و عشرت کی داد دینگے مہرنگار اپنے دل میں ٹھانے بیٹھی تھی کہ جسوقت نابکار خیمے میں قدم رکھے بیدم اپنا جوہر دکھادے اپنے تئیں ہلاک کرے

گرفتار ہونا اولاد بن مرزبان کا اور جانا اسکا قید ہوکر امیر کے حکم سے بہ ہزار حسرت و یاس نوشیرواں عادل کے پاس

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار، نہ ہو اس سے مایوس امیدوار، جامع المتفرقین کی قدرت کا تماشا دیکھنا ہے جنگل میں منگل بنا کر کھلاتا ہے بلبل خامہ یوں چہکتا ہے کہ خدا کی قدرت سے صاحبقران بھی اُسی دن وہاں پہونچے اور اس کوہ کے دامن میں خیمہ زن ہوئے اور فرمایا کہ یہاں کی ہوا سے کچھ دلکو دم بدم تقویت حاصل ہوتی ہے اور یہاں کی بود و باش پر طبیعت مائل ہوتی ہے ایک مفرح سی جا پر مقام ہے اور اسی جگہ چندے قیام رہے سبھوں نے التماس کیا کہ بہت بہتر ہے جو حکم حضور کا حکیم **اقلیمون** نے **عمرو** سے کہا کہ یہ چراگاہ ہے اسدم سامان شکار لیجاؤ اور ایک ہرن تم شکار کر لاؤ اسکے کباب کی بو امیر کو سنگھادیں خدا کے فضل سے دمبدم امیر کو قوت ہوگی بعد اُسکے ہم تم مل کے کھادیں عمرو حکم ہوتے ہی گوپھن لیکر وہاں سے ہرن لینے چلا میں ایک گلہ ہرن کا دیکھ کر چوکڑیاں بھرنے لگا ہرنوں نے کنوتیاں بدلکر چراگاہ سے رم کی ایک جانب کی راہ لی عمرو بھی ایک ہرن کے ساتھ پھلانگ مارتا ہوا خرگوش بگوش چلا پہاڑ کے متصل قابو پاکر حلقہ کمند کا اس چالاکی سے ہرن کی سینگوں پر ڈالا کہ وہ دام اجل میں پھنسکر اپنی چوکڑی بھول گیا عمرو نے اُسکے چاروں پاؤں باندھ کر ایک پتھر کے نیچے راہ سے الگ مستحکم دبا دیا اور آپ بالائے کوہ سیر دیکھنے کیواسطے جا بیٹھا دیکھے تو ایک خیمہ لب چشمہ تنا ہے اور گرد اُسکا اردوے شاہ

پہلو مارتا ہے اور دو شخص لب نہر سونے چاندی کا چلمچی آفتابہ ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑے ہیں کسی کے حکم کا انتظار کرتے ہیں عمرو ایک ہاتھ کو بھلاتا پاؤں سے لنگڑاتا اُنکے پاس جاکر کھڑا ہوا اور بکمال لجاجت و نرمی اُنسے پوچھا کیوں حضرت یہ اُردو کسکا ہے اور آپ کون ہیں اور آپ کو کیا کام سپرد کیا ہے وہ بولا کہ اُردو ملکہ مہر نگار دختر شاہنشاہ ہفت اقلیم کا ہے اور ہم اُسکے غلام ہیں اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کام ہمارا ہے پہلے حمزہ نام ایک عرب کے ساتھ ملکہ نامزد ہوئی تھی سو وہ ہندوستان میں لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا نامراد اس جہان فانی سے وہ بیچارہ گیا ہرچند ملکہ نے بہت اپنا حال تباہ کیا اور بادشاہ بھی بہت مغموم ہوا لیکن قضا سے چارا کیا ہے بختک قرمساق نے بادشاہ کو سمجھا بجھا کر ملکہ کو اولاد بن مرزبان کیکاؤسی کے حوالے کروا دیا ہے اور وہ شادی کرنے کیواسطے اپنے ہمراہ زابل کیطرف ملکہ کو لیچلا ہے ملکہ صاحبہ نے بزرجمہر سے سنا تھا کہ آج کے چالیسویں دن اثنائے راہ میں صاحبقراں کو تم پاؤگی اس محروم درد فراق کے دیدار سے فرحت اُٹھاؤگی اسواسطے چالیس دن کا عہد نامہ اُسنے لیا تھا کہ تا مدت معہودہ خیمہ گاہ کے گرد نہ پھٹکنے پاوے سو آج چالیسواں دن ہے اگر شام تک بھی صاحبقران پہنچے تو ملکہ کی زندگی ہوتی ہے نہیں تو جسوقت اولاد خیمے کے دروازے پر پہنچیگا ملکہ زہر ہلاہل کی پڑیا پھانک جائیگی سو ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹھی ہے حیف ملکہ کی جوانی کہ اُسنے ابھی کچھ نہیں دیکھا ہے مفت خون ناحق ہوتا ہے عمرو نے کہا کہ بابا خدا کو یاد کرو عجب کیا ہے اگر صاحبقراں آج ہی آ پہونچے بہرحال خدا ملکہ کے دلکی مراد حاصل کرے فقیر کا اسوقت تم سے سوال اتنا ہے کہ میرا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں شل ہو کر رہگیا ہے حکیم نے بتایا تھا کہ سونے روپے کی چلمچی آفتابے سے ہاتھ پاؤں دھوویگا تو تیرا ہاتھ پاؤں اچھا ہو جاویگا مجھ کو تو کہاں میسر تھا کہ یہ علاج کرتا مگر معلوم ہوا کہ کوئی دن زندگی باقی ہے کہ تم سے اہل لوگوں کے ہاتھوں میں چلمچی آفتابہ اسوقت نظر پڑا اپنی زندگی کا کچھ سہارا ہوا بات کی بات کیواسطے اگر عنایت فرمائے تو آپکے روبرو اس ندی سے پانی بھر کر ہاتھ پاؤں دھولوں نہیں تو پھر کہاں ایسا موقع ملیگا کون مجھے ایسی قیمتی چیز دیگا اُن دونوں شخصوں نے ترس کھا کر مشورہ کیا کہ ایک فقیر کا کام نکلتا ہے اور ہمارا اسمیں نقصان کیا ہے کہیں یہ کر اس لشکر سے بھاگ نہیں سکتا ابھی ہمکو پھیر دیگا یہ سمجھ کر چلمچی آفتابہ عمرو کے حوالہ کیا عمرو نے سلام کر کے لیا اور نہر سے پانی بھر کے ہاتھ پاؤں کو غسل دیا اور اپنے قابو میں رکھا اُن لوگوں نے کہا کہ لاؤ بھائی تمہارا کام تو نکلگیا اب چلمچی آفتابہ ہمارے حوالہ کرو ہماری مالیت ہیں یہ دو عمرو ایک پھلانگ مار کے اُن سے جدا ہو کر بولا کہ میں ایسا بیوقوف نہیں ہوں کہ میں لیکر اُلٹ پلٹ کر دوں ورنہ اپنی ودا تم کو دیدوں فرض کیا کہ اسوقت میں اچھا ہوا اگر پھر اس مرض نے اعادہ کیا تو میں تم کو کہاں پاؤنگا اور یہ چلمچی آفتابہ کس سے مانگتا پھرونگا یہ کہکر اولاد کے اُردو کیطرف چلتا ہوا اُن دونوں نے بھی اُسکا پیچھا کیا عمرو انکو بھلا کہاں ملتا تھا ہوا ہو گیا کہیں کا کہیں پہونچا اور اولاد کے اُردو میں جا گھسا چادر عیاری بچھا کر تختی پانسے ہاتھ میں لے رمال کی صورت بنکر بیٹھا اُن دونوں شخصوں نے

اُسکے گرد کثرت دیکھکر اپنے دلمیں کہا کہ اس سے قرعہ پھنکوائیے رمل دکھوائیے اور چور کا ٹھکانا لگائیے پاس جاکر کھڑے ہوئے اور اُسکی کیفیت دیکھنے لگے دیکھا جو کوئی اُس سے سوال کرتا ہے وہ اُسکے دل کا راز بیان کرتا ہے یہ بڑا کمال کرتا ہے یہ بھی جاکر بیٹھ گئے اپنا احوال اُس سے پوچھنے لگے اُس نے کہا کہ تمھارے کوئی ظروف جاتے رہے ہیں اور وہ دو عدد چاندی اور سونے کے ہیں یہ سخن سُنکر کمال معتقد ہوئے اور آپسمیں مشورہ کرنے لگے بعد مشورے کے ایک تو عمرو کے پاس بیٹھا رہا دوسرے نے ملکہ کے در دولت پر جاکر عرض کر بھیجا کہ غلام کچھ عرض کیا چاہتا ہے بہت ضروری التماس کرتا ہے ملکہ تو شام کا انتظار کر رہی تھی کہ آفتاب غروب ہوئے تو زہر کھاؤں قید حیات سے رہائی پاؤں غلام کی استدعا سنکر فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی کہ شاید کوئی مژدہ سُنائے اُس یوسف گم گشتہ کے قافلے کی خبر لاوے پردے سے لگ کر پوچھا کہ کیا کہتا ہے کوئی خبر اچھی لایا ہے اُس نے پہلے تو کیفیت چلچی آفتابہ کے گم ہونیکی کہی بعد اسکے رمال کی حقیقت بیان کی ملکہ ازبسکہ عاقلہ تھی دلمیں سوچی کہ یہ جرأت سوائے عمرو کے کسی نے نہ پائی کہ میرے اُردو کے متصل اس چالاکی سے میرا مال دست برد کر کے لیلے اور ہزار داغ دیونکی آنکھوں میں خاک ڈالکر صاف چلدے اور تعجب نہیں کہ وہاں جاکر رمال بھی بنا ہو یہ بھی شعبدہ کیا ہو فی الفور پیادل پر پیادل بھیجکر عمرو کو بلایا اور گوشہ کر کے چلمن کے متصل بٹھاکر فرمایا کہ اے رمال میرے دل کا تو حال کہہ کیفیت جگر پر ملال کہہ عمرو نے کہا کہ حضرت میں بغیر منہ دیکھے کسی کا حال نہیں کہتا ہوں در پردہ کسی کا حال احوال کہتا نہیں سیکھا ہوں ملکہ نے تجویز کیا کہ آخر تو آج مرنا ہے اگر یہ مرد دیکھے گا تو کیا ہوگا کس پر ہمارا راز افشا ہوگا چلمن اُٹھا دی اور اپنی صورت دکھا دی عمرو نے پانسے مہر نگار کے ہاتھ میں دیکر کہا کہ آپ پانسوں کو اپنے ہاتھ میں لیں اور ان شکلوں پر پھینکیں میں شکلوں کو دیکھ کر آپکے دلکا راز بیان کرونگا اور زائچہ کھینچکر حکم لگاؤنگا ملکہ نے جو پانسونکے خط و خال کو دیکھا تو رمال کے پانسے نہ پائے اور یہی کچھ داہی تباہی بلنسے نظر آئے کیونکہ ملکہ بھی تو رمل میں بزرجمہر کی شاگرد تھی مگر دم کو ہے رہی کہ دیکھیں کیا کہتا ہے اسکا حکم کیسا ہے پانسونکو جو پھینکا عمرو نے ابتدائے عاشقی سے لیکر اُس روز تک کا حال کہہ دیا کہ آج آپکو حمزہ کی خبر ملیگی خوشی کی خبر سنائی دیگی مہر نگار نے عقلیہ دریافت کیا کہ یہ عمرو ہے وہی عیار اور شعبدہ باز مقرر ہے ہاتھ بڑھا کر اُسکی عملی داڑھی کو جو کھینچا داڑھی الگ ہوگئی عمرو کی وہ صورت دکھائی دی ملکہ بے اختیار عمرو کے گلے سے لپٹ گئی زار زار روکر پوچھنے لگی کہ سچ کہہ امیر کہاں ہیں کس کاروان میں وہ یوسف کنعان ہیں عمرو نے کہا کہ امیر آج صبح سے اسی پہاڑ کے نیچے خیمہ زن ہیں خدا کے فضل سے صحیح و سلامت ہیں مگر آپکے فراق میں مبتلائے رنج و محن ہیں ملکہ تو گویا پھولوں نہ سمائی چاہتی تھی کہ امیر کا حال پوچھے اور اپنی بپتی کہے کہ آدمی پر آدمی ڈیوڑھی پر گیا کہ رمال کو شادی کی ساعت دیکھنے کے واسطے اولاد نے طلب کیا ہے سب سامان وغیرہ شادی کا جمع ہے فقط اسی رمال کا انتظار کر رہا ہے عمرو نے کہا کہ اب حضور بے فکر ہوکر چین سے بسر کریں دیکھیے تو اس شادی کے لیے کیسا اولاد کو مغموم کرتا ہوں اُن ذات شریف کیساتھ کیا کر گذرتا ہوں

آنا عمرو کا بشکل مال ملکہ کے پاس اور ظاہر ہونا اُسکا داڑھی کے اُکھڑنے سے

یہ کہکر رخصت ہوا ملکہ نے خلعت رخصت مع بدرۂ زر عمرو کو دیا عمرو وہاں سے چلا اور اولاد کے پاس پہونچا دیکھا کہ ایک گبر بچہ جواہر میں غرق ایک کرسی مرصع پر بیٹھا ہوا ہے اور سامان رسوم شادی کا گرد اُسکے رکھا ہے اولاد نے پہلے تو پوچھا کہ ملکہ نے تجھے کیوں بلایا تھا بولا کہ ایک مرشے کی زندگی پوچھتی تھیں اور بہت افسوس اُسکا کر رہی تھیں میں نے کہدیا کہ وہ مرگیا اور آپکو اولاد بن مرزبان سے بہت جلد ملیگا پہلے تو راضی نہ تھیں مگر میرے کہنے سننے سے راضی ہوئیں یہ سخن سنتے ہی اولاد کی باچھیں کھل گئیں اور بھی بہت خوشیاں ہونے لگیں خلعت گرانمایہ دیکر پوچھا کہ شادی کب کروں اس ماہرخ کے وصال سے کب مسرور ہوں عمرو نے کہا کہ جتنی جلد ہوسکے کوشش کیجیے اولاد اس بات سے اور بھی محظوظ ہوا ایک بدرۂ زر سرخ کا اور عنایت کیا عمرو اس بدرہ کو لیکر دست بدعا ہوا اور کہنے لگا کہ غلام کے چار لڑکے ہیں ایک تو گرز بازی سے شوق رکھتا ہے اس کرتب میں لاثانی ہے اور دوسرے نے پٹے بازی میں کسرت بہم پہونچائی ہے اور تیسرے کو ڈھول خوب بجانا آتا ہے اور چوتھا سرنا میں کامل ہوا ہے اگر آپ انکا تماشا دیکھیں تو خالی از کیفیت نہیں ہے بہت محظوظ ہوں اولاد بولا کہ کل صبح کو اپنی کل اولاد کو ہمارے پاس بھیجدینا البتہ تماشا دیکھنے

کے قابل ہے کہ تیری اولاد بھی کامل اپنے فن میں ہوگی ورنہ تو خود بھی کامل ہے عمرو اُس سے رخصت ہوا اور پہاڑ سے نیچے
اُترا [illegible] حکیم اقلیمون کے پاس آیا [illegible] اُس سے
طبیعت امیر کی بشاشت پر آئی اور عمرو بخط مستقیم راہی ہوا لندھور کے پاس گیا اور وہیں مقبل سے جو ملاقات ہوئی
اُس سے کہا کہ عادی کو لیکر خسرو ہند کے خیمے میں جلد آ خسرو نے پوچھا کہ خواجہ کدھر آئے ہو کہو کیا مقصد لیکر آئے ہو
کہا کہ آپ ہی کے پاس آیا ہوں کچھ غرض اپنی لایا ہوں آپ جانتے ہیں کہ صاحبقراں ملکہ مہرنگار پر جان دیتے ہیں
اور اُسی کے واسطے یہ سب تکلیفیں اپنے سر پر لیتے ہیں حیف ہے کہ آپکے ہوتے مہرنگار کو گبر بچہ لیجائے اور امیر اُس کے
فراق میں زہر کھائے یہ کہکر سب حال بیان کیا اور کہا کہ پہاڑ کے تلے اُسکا اردو پڑا ہے اور وہاں سامان شادی کا جمع ہے
شام تک وارا نیارا ہے لندھور اس جملہ کو سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا گرز لیکر اُٹھ کھڑا ہوا کہ میں ابھی اسکی ہڈی پسلی سرمہ کرتا ہوں
اسی وقت اُسکے سر پر قیامت کرتا ہوں اب تو اُسکے خون کا پیاسا ہوں عمرو نے کہا کہ ایسا ارادہ نہ کیجیے مبادا امیر کو ناگوار
ہو اُسکو جیتا پکڑ لیجیے خسرو نے کہا کہ پھر جو تمھاری صلاح ہو میں ہر صورت سے حاضر ہوں جو تمھارا قصد ہو ویسا کر گذروں اتنے میں
مقبل بھی عادی کو لیکر پہنچا عمرو نے اُن سے مشورہ کیا اور بیان اپنا ارادہ کیا اُنھوں نے بھی لندھور کے قول کا
اعادہ کیا جب سلطان فلک شعاع خورشید کا ٹپہ لیکر تھالی پر کھڑا ہوا عمرو نے بڑا ڈھول تو عادی کے گلے میں ڈالا اور سرنا مقبل
کو دیکر لندھور سے کہا کہ آپ گرز سنبھالیں اور اپنی صورت ایک خوبصورت لڑکے کی بنا کر ٹپہ ہلاتا ہوا اولاد کی ڈیوڑھی
پر گیا اولاد نے سنا کہ رمال کے بیٹے آئے ہیں بارگاہ میں بلا بھیجا اور تماشا کرنیکا حکم دیا عمرو نے گیارہ ٹپے پر بچی کی
عیاری سے نکالکر ایسی ٹپہ بازی کی کہ اولاد اور اہل محفل دیکھ کر دنگ ہوگئے تعریف کرنے لگے کہ ہم نے اپنی عمر میں آج
تک ایسا ٹپے باز نہیں دیکھا تھا اور ایسا اُستاد اس فن کا نظر سے نہیں گذرا تھا اولاد نے بہت کچھ انعام دیا مقبل
سرنا اور عادی نے ڈھول بجا کر محفل کو گرم کیا اُنکو بھی اطلسی قبائیں انعام ملیں اور بھی انعام و اکرام دیا لندھور جو گرز بازی
کرنے لگا اسکی ہوا سے لوگ دہل اور کرسی سے خاک پر گرنے لگے ہر طرف سے ایک شور بس بس کا بلند ہوا عمرو نے لندھور
کو اشارہ کیا کہ یہی وقت ہے بسم اللہ گرز آزمائیے اور ان مردودوں کو طاقت دکھائیے لندھور نے پڑاتے ملاتے اُس گرز
کو بارگاہ کی چوبوں پر مارا اولاد تو مع درباریوں خیمے میں دب گیا اور فوج سے لڑائی ہونے لگی جنگ شروع ہوئی لندھور
نے گرز اُٹھا کر نعرہ مارا کہ ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بداند منم لندھور بن سعدان خسرو ہندوستان نعرہ سنتے ہی
بارہ ہزار سوار لندھور کے جو کمینگاہ میں بیٹھے تھے تلواریں کھینچکر فوج غنیم کے سر پر پہونچے دس ہزار سوار اولاد
کے لشکر کے مارے گئے اور پانچ ہزار زخمی ہوئے اور دس ہزار قید میں پھنسے اور باقی پانچ ہزار جان لیکر بھاگے

اُنکا حال سنیے کہ عین جنگ میں خیال کیا کہ آج اولاد کا ارادہ شادی کرنیکا تھا کھانا ضرور کثرت سے پکا ہوگا اور بہت عمدہ
نفیس کھانا ہوگا باورچیخانے میں چلکر کھانا چاہیے لانبے لانبے ہاتھ کرکے اپنے پیٹ پر مارا چاہیے یہ سوچکر باورچیخانہ کیطرف چلا

چند قدم اُٹھائے تھے کہ تہ خیمے سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا ڈھول اُسپر رکھ کے جسکا ڈھول کا چمڑا پھٹ گیا اور وہ شخص اُسکے اندر سما گیا فوراً ڈھول کے منھ کو مضبوط بند کرکے باورچیخانہ میں گھسا کھانے کی تو افراط تھی جو جو کھانا جی میں آیا بے دغدغہ اور بے شرکت غیرے نکال نکال کر کھانا شروع کیا دست خود دہان خود کا مصداق ہوا عمرو ہرچند اولاد کو خیمے میں ڈھونڈھا مگر اسکا سراغ نہ ملا لاشوں میں تلاش کرتا ہوا باورچیخانے کی طرف جا نکلا دیکھا کہ عادی بڑے بڑے نوالے مار رہا ہے انواع انواع کا کھانا نکال نکال کر اپنے سامنے رکھا ہے عمرو نے تیوری چڑھا کر کہا کہ او شکم بزرگ حمزہ کے لشکر میں تو پہلوان نامی کہلاتا ہے اور لڑائی کے وقت جان بچا کے گوشے میں بیٹھا ہوا پیٹ پال رہا ہے یہ وقت پیٹ بھرنے کا تھا کچھ اپنی عزت آبرو کا بھی خیال نہ کیا عادی نے کہا کہ میں نے بھی ایک آدمی پکڑا ہے میرا کھانا حلال کا ہو چکا ہے عمرو نے کہا کہ ہم بھی اُسکی صورت دیکھیں اُس آدمی کی زیارت کریں عادی بولا کہ وہ ڈھول کے اندر بند ہے تو آپ اُٹھ کر دیکھ لے مجھکو کھانا کھانے دے عمرو نے ایک جھلک اُسکی دیکھ کر کہا کہ یہ آدمی تو لاکھ آدمی کے برابر ہے ہزاروں قیدیوں سے ایک یہ قیدی بہتر ہے نفس الامر میں عادی تو نے بڑا کام اور نام کیا کہ اس گبر بچے کو گرفتار اور رام کیا یہ کہہ کر خوش خوش عادی سے ڈھول اُٹھوا کر لندھور کے پاس لیگیا اور بہزار بشاشت و مسرت اُس سے کہنے لگا کہ اے خسرو ایک شکار فربہ لایا ہوں اور مستحق انعام کا ہوں لندھور نے کہا کہ شکار مجھے دکھا جونہیں عادی نے ڈھول کا منھ کھولا اولاد ڈھول میں سے نکل کے خنجر کھینچکر لندھور پر دوڑا لندھور نے خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین کر اُسکو زمین پر دے پٹکا عمرو نے کمند کے حلقوں سے سراپا اسکو جکڑا اور یہ مژدہ جا کر ملکہ سے کہا ملکہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور بہت کچھ عمرو کو انعام دیا عمرو وہاں سے امیر کے پاس پہونچا ابتدا سے انتہا تک جو وقوع میں آیا تھا امیر کو سنایا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور لندھور سے کہا کہ حقیقت میں ہماری تمہاری حرمت اور عزت ایک ہے تم نہ محافظت کرو تو کون کرے اور ایسے موقع اور محل میں سوائے دوستوں اور مخلصوں کے کون ساتھ دے پھر سلطان بخت مغربی کے ساتھ ملکہ مہر نگار کے بھیجنے کا ارادہ ہوا اور اولاد کو بھی پابزنجیر کر کے ارسال کرنیکا قصد کیا کہ نوشیرواں جیسا مناسب جانیگا ویسا کریگا اور ایک عرضی بادشاہ ہفت اقلیم کو اس مضمون کی لکھی کہ فدوی حسب الحکم حضور کے سراندیپ میں گیا اور راہ میں جو جو سختیاں اُٹھائیں اُسکا ذکر نہیں ہوسکتا اور ملک لندھور کو زیر کیا اور خدا نے عزت و آبرو سے رکھا چنانچہ اُسکو اپنے ہمراہ لیے آتا ہوں ظل سبحانی کے حضور میں بہت جلد پہونچتا ہوں و[illegible] اس عرصے میں دشمنوں نے میرے مرنیکی خبر حضور کو پہونچائی اور یہ خبر بد دور دور اُڑائی حضور نے سچ سمجھ کر بد اندیشان [illegible] کے مشورے سے مہر نگار کو اولاد کے حوالے کیا اور کچھ اُسکی تحقیق اور تجسس میں توجہ اور التفات کو حضور نے دخل [illegible] راہ میں مجھ سے اور اولاد سے ملاقات ہوئی اُسکو گرفتار کر کے حضور میں بھیجا ہے تلافی مافات ہوئی جو سزا آپکے نزدیک مناسب ہو وہ اولاد کو دیجیے اور جو لوگ اس شورے میں شریک و محرک تھے اگر مزاج میں آئے تو سمجھ لیجیے

اور ملکہ کو بھی رخصت کیا ہے اپنی امانت کو حضور کی خدمت میں بھیجا ہے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب حاضر ہو کر شادی کروں گا اور دراندازوں اور مفسدوں سے سمجھ لونگا اس عرضی کو لکھ کر سلطان بخت مغربی کو دیا اور یہ بھی لکھا کہ گستہم نے مجھ کو زہر دیا تھا اُس سے جان کی تو خیر ہوئی مگر تکلیف البتہ بہت گذری فقط اور ہمراہیان ملکہ کو فرداً فرداً خلعت عطا کیا مہر نگار نے عمرو کو بلا کر کہا کہ میں نے تیاری جشن کی کی تھی امیر نے مجھ کو اپنے پاس تک نہ بلایا اور مدائن کو رخصت کیا ایسا کون سا قصور مجھ سے صادر ہوا ہے کہ میرا منھ دیکھنے کے قابل نہیں رہا عمرو نے امیر سے آکر کہا کہ مہر نگار بہت ملول بیٹھی ہے اور اس طرح سے کہتی ہے امیر نے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ میری صورت نے ہر کھانسی کی بدولت کیسی ہو گئی ہے کوئی حیثیت بدن کی باقی نہیں رہی اس ہیئت سے تو میرا جی نہیں چاہتا کہ ملکہ کو اپنی شکل دکھاؤں اُنکے پاس جاؤں یا اُنکو اپنے پاس بلاؤں انشاء اللہ العزیز مدائن پہونچتے پہونچتے رنگ و روغن اصلی ہو جائیگا وہاں پھر خداوند حقیقی جامع المتفرقین بخوبی ملائیگا ملکہ کو بآئین شائستہ سمجھا دو کہ بُرا نہ مانیں دل میں رنج نہ کریں میں پیچھے اُنکے مدائن پہونچتا ہوں میں خود عازم اسطرف کا ہوں اور تم بحفاظت تمام ملکہ کو پہونچا کر اثناے راہ میں ہمارے پاس آؤ جسقدر جلد ممکن ہو تم بھی آکر ملو حکیم اقلیمون نے کہا کہ خواجہ تم مدائن جاتے ہو نوشدارو لیتے آنا مگر امیر کے نام سے کسی سے نہ مانگنا کہ کوئی نہ دیگا عمرو امیر سے رخصت ہو کر مہر نگار کے پاس پہونچا اور بوجہ احسن اسکو سمجھا کر چپکا کیا اور محافے میں سوار کروا کے مدائن کی راہ لی چند روز کے عرصے میں ملکہ کی سواری مدائن میں پہونچی نوشیرواں پیشوائی کر کے لیگیا اور سلطان بخت مغربی کو خلعت عطا فرمایا اور امیر کی سلامتی سنکر بہت خوش ہوا اب عمرو کا حال سنیے کہ دہقانی کی صورت بنکر ایک قصائی کی دکان پر گیا دو پیسے سلیپٹ کہ جسمیں حرف کا نشان تک نہ تھا اُسکے آگے پھینک کر بولا کہ یہ دو پیسے لے اسکی نوشدارو دے اُس نے کبھی نام تک نہ سُنا تھا وہ بولا صاحب نوشدارو نام کس جانور کا ہے اُسکی صورت کیسی ہے کیسا قد ہے میں نے آج تک نوشدارو کو نہیں دیکھا ہے عمرو ایک بنیے کی دکان پر آیا اور اُسکے آگے بھی پیسے پھینک کر نوشدارو مانگنے لگا وہ بولا صاحب آٹا دال چانول نون لکڑی تیل منڈوا کودوں باجرا چنے مٹر جو سو موجود ہے اگر لیجیے تو لیجیے دکان آپکی ہے بے تکلف جو چاہیے حاضر ہے کرم کیجیے نوشدارو تو میرے پاس نہیں ہے کہ میں تم کو دوں میں نے تو کبھی اس چیز کا نام بھی نہیں سنا ہے کیونکر اسکا اقرار کروں کسی پنساری سے پوچھیے شاید اسکی دکان میں نکلے عمرو پنساری کے پاس گیا وہ بولا کہ کرانے میں کسی چیز کا نام نوشدارو نہیں ہے ہم نے اس نام کا کوئی کرانا سنا نہیں ہے دیکھو کنجڑے کے پاس ہووے تو ہووے عمرو کنجڑے کے پاس آیا اُسنے کہا کہ صاحب گاجر مولی ساگ پات خربزہ تربوز چاہو تو مجھ سے لو نوشدارو نام تو کسی ترکاری کا نہیں آگے کسی اور کی دکان دیکھو آخر شدہ شدہ عطار کی دکان پر گیا اور اُس سے نوشدارو کو پوچھا اُسنے کہا کہ نوشدارو ہم نے کہاں پائی کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آئی مگر تو ایک کام کر زنجیر عدالت جا کے ہلا البتہ بادشاہ کے دوائی خانہ میں ملیگی وہاں اگر تیری تقدیر نے یاوری کی تو ہاتھ آئیگی عمرو نے جا کر زنجیر عدالت ہلائی بادشاہ نے طلب کر کے کیفیت اُس کی استفسار فرمائی عمرو نے دو پیسے جیب سے نکالے اور نوشیرواں کے تخت پر رکھدیے کہ صاحب اسکی نوشدارو چاہتا ہوں

موں ٹبوا کا سانپ کا ڈس ہے گوین کا بیہی کہس ہے کہ مدائن سے تین مثقال نوشدارو لائے تھے تو میں تو ٹبوا کا کھیکھوں نیک ہو جیے گسائی بکال کنجڑے پساری سے پوچھت پھروں کو و ناہیں تبلاوت ہا آج ایک منشی سے ہاٹ میں بھیٹ بھئی وہ ہمکا کہس کہ بادچھا کے پاس ملیسے سو میں تمھارے پاس جو بھیا ہوں کھداوند کے چرنن تک پہوچ گوا ہوں یہ کونا لیو اور تین مثقال نوشدارو ہمکا دیو کل تول جو کمھ میں کم ہو یسے تو یہ کاج نہ نکیسے پوری تین مثقال لیہوں نہیں تو دام نہ دیہوں بادشاہ وہ مع ارکان دولت اُسکی باتیں سنکر بہت ہنسے اور اسکی ہیئت دیکھ کر خوش ہوئے اور کہا کہ پیسے اُٹھائے حضور سے نوشدارو تجھ کو عنایت ہوگی عمرو بولا کہ صاحب میں گریب منئی ہوں مُل بے کیمت کہیو سے کچھ ناہیں لیت ہوں بادچھا سے مُٹھ مُٹھ نوشدارو کب لیہوں نا ہک کو مسان اچینیا اپنے موڑ پر دھردں بادشاہ نے بزرجمہر سے فرمایا کہ اُسکو خزانے میں لیجاکر تین مثقال نوشدارو دیدو اور کسی طرح اسکے دینے میں کمی نہ کرو بزرجمہر عمرو کو لیکر خزانے میں آئے صندوق کھولکر ایک جڑاؤ حقہ نکالا اور اسکے اوپر سے غلاف اُتارے اسمیں سے تین مثقال نوشدارو عمرو کو دی اور تین مثقال لیکر اپنی جیب میں رکھی بدیں لحاظ کہ ازروے رمل گستہم کا امیر کو زہر دینا معلوم ہوا تھا یقین کامل تھا کہ عمرو نوشدارو مانگنے کو آویگا عمرو نے راہ میں بزرجمہر سے کہا کہ واہ حجرت بادچھا کے نوکر ہوے کر صاحب چوری بھی کرت ہیں عجبت ارمنئی ہو کے کئی دمڑی کی چیج پر نیت بہکاوت ہیں نوسدارو جو چیرا کے ٹیٹے میں رکھیہ ہے وہ ہمکا دیدو اسمیں کھیر آئے نہیں عجبت ہو جیو بہت بیحرمت ہو یہو بزرجمہر نے رسوائی کے خوف سے ڈرکر عمرو کے حوالے کردی اور دلمیں سوچے کہ گنوار آدمی ہے اگر افشاے راز کرے تو کچھ بات نہیں اب بختک کا حال سنیے کہ اسکو تو امیر کا زہر کھانا معلوم تھا کمال مضطرب و بدحواس ہوکر سوچا بزرجمہر نے ضرور حمزہ کیواسطے نوشدارو چھپائی ہوگی وہ دوائی خانے سے خواہ مخواہ اُڑائی ہوگی اپنی اصالت کی لی بادشاہ سے عرض کی کہ بزرجمہر کو دیکھیے وہ نوشدارو کا چرانا دیکھیے شان و شوکت اور اسپر یہ طرہ خیانت کا دیکھیے بادشاہ بھی اُسکے کہنے میں آگیا کہا ضرورت تھی تو حضور سے مانگ کیوں نہ لی دہقان کو میں نے عنایت کی انکو کیا نہ ملتی شدید حکم دیا بزرجمہر کا جھاڑا لیا کچھ نہ نکلا اُسیوقت بختک پر جرمانہ ہوا اور بزرجمہر سے عذر کیا بزرجمہر کو معلوم ہوا کہ دہقان جو نوشدارو لیگیا ہے وہ عمرو تھا اپنے دلمیں بہت خوش ہوے کہ عمرو کی بدولت چوری کی ذلت سے بچے عمرو نے شہر سے نکلکر اصلی صورت اپنی بنائی اور لشکر اسلام کیطرف راہ لی یہاں امیر ایک دن بسبب ناطاقتی کے کہ ضعف قوت پر از بس غالب تھا بہت روئے اور اپنے آپکو بددعا دینے لگے کہ کاش ایسی زندگی سے موت آئے تو بہتر ہے حیات کا لطف مطلق نہیں کہ ناطاقتی ہر روز قوت پر ہے شب کو عالم رؤیا میں حضرت ابراہیم نے امیر کو تسکین دی اور بہت تشفی اور تسلی کی امیر نے صبح کو اُٹھکر دوگانہ شکر ادا کیا اور پلنگ پر تکیہ لگا کے بیٹھے کہ عمرو پہونچا عمرو نے امیر کو نہ پہچانا اور بیگانہ وار پوچھنے لگا آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور آپ کو کچھ حمزہ کا بھی حال معلوم ہے کہ وہ کہاں تشریف رکھتے ہیں امیر نے کہا میں بھائی اولاد کا ہوں اولاد کو قید سے چھڑانے آیا ہوں اُسکو تو نہ پایا مگر حمزہ کو قید ہستی سے چھڑایا جوں ہی یہ سخن عمرو کے کان تک

پہونچا عمرو خنجر نکال کے دوڑا امیر نے خنجر عمرو سے چھین کر گلے سے لگالیا اور کہا میں حمزہ ہوں آپنے اسقدر ناحق غصہ کیا عمرو نے نوشدارو حکیم اقلیمون کے آگے رکھدی اور کیفیت اسکے لانیکی مطلق نہ کہی وہ امیر کو کئی ماشہ روز کھلانے لگے کہ اُس سے کچھ امیر کو طاقت آچلی اور حواس درست ہو چلے اب ذرا احوال بہرام گرد خاقان چین کا سنیے کہ چار جہاز سمیت جو طوفان میں امیر سے چھوٹا چھ مہینے تک دریائے شور میں طوفانی رہا جب طوفان سے نجات ملی سندھ کے کنارے لنگر جہازوں کا دیکر غلہ وغیرہ خریدنے کی نیت ہوئی چنانچہ خرید غلہ کیواسطے خشکی میں اُترا تھوڑی دور گیا دیکھا کہ ایک درخت عظیم الشان کے نیچے ایک تخت پر کمان اور ہزار اشرفی کا توڑا دھرا ہے بہرام نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کمان اور توڑا چوکی پر کیوں رکھا ہے اُسکے رکھنے میں فائدہ اور غرض کیا ہے وہ لوگ بولے کہ سرکش ہندی جو یہاں کا حاکم ہے اُسکا بھائی کوہ نجت ہندی ازبسکہ زورآور ہے اُس نے امتحان کیواسطے کمان اپنی اشرفیوں کے توڑے کیساتھ یوں رکھوادی ہے اور یہی صورت امتحان اور زورآزمائی کی رکھی ہے کہ جو کوئی اس کمان میں چلہ چڑھا اشرفیوں کا توڑا لیوے بہرام نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ مال خداداد ہے اسکو نہ چھوڑنا چاہیے اپنے قبضے میں کرنا چاہیے چوکی کے پاس جاکر کمان پر چلہ چڑھایا اور اسکے گوشے کو تا بناگوش کھینچکر کمان کو تو چوکی پر رکھا اور توڑا اُٹھاکے اپنے آدمیوں کو دیا اور ارادہ چلنے کا کیا محافظوں نے یہ خبر کوہ نجت ہندی کو دی کہ ایک سوداگر نے آکے کمان پر چلہ چڑھایا اور توڑا اشرفیوں کا اپنے آدمیوں کو سونپا قضائے کار ایک عیار بھی تماشا دیکھتا تھا کڑی کمان کے تیر کی صورت سرکش ہندی کے پاس پہونچا اور یہ حال بیان کیا سرکش ہندی نے حکم دیا کہ ابھی فوراً جاؤ اس سوداگر کو مع کمان میرے پاس لے آؤ حکم ہوتے ہی لوگ چلاتے ہوئے دوڑے کہ سوداگر کو مع کمان حاکم نے اس شہر کے یاد کیا ہے اور مشتاق اسکا نہایت ہوا ہے بہرام مردانہ وار سرکش ہندی کے پاس پہونچا سرکش ہندی باخلاق کریمانہ پیش آیا اور اُسکے آدمی بھی کمان لیکر پہونچے اور ارکان دولت بھی حاضر ہوئے سرکش ہندی نے بہرام سے پوچھا کہ اس کمان کو تمھیں نے کھینچا ہے بہرام بولا کہ اسی ضعیف العباد نے کھینچا ہے ہزار ہزار شکر اُس خدا کا ہے سرکش نے کہا کہ ایک مرتبہ میرے روبرو بھی کھینچیے زور دکھائیے اور حاضرین بھی مشتاق ہیں پھر طاقت آزمائیے بہرام نے قبضہ کمان کو اپنے قبضے میں لیکر اس زور سے تکان دی کہ کمان ٹوٹ گئی سرکش نے ازراہ قدردانی بیٹھنے کا حکم دیا بہرام کرسی فولادی زرکوفتہ پر کہ سرکش کے پہلو میں بچھی ہوئی تھی غاشیہ اُٹھاکر بیٹھا بہرام کا بیٹھنا تھا کہ کوہ نجت ہندی مثل شیر غراں پہونچا کمان کو ٹوٹا اور بہرام کو اپنی کرسی پر بیٹھا دیکھ کر آپ میں نہ رہا خنجر کھینچکر یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ایک تو تو نے میری کمان توڑی دوسرے میری کرسی پر بیٹھا ہے تیری یہ عزت آبرو ہوئی بہرام نے کوہ نجت کا ہاتھ مروڑ کے خنجر چھین لیا اور کمر میں ہاتھ ڈال کے چاروں شانے چت زمین پر گرادیا اور کہا کہ اب کیا ارادہ ہے اتنی ہی طاقت تھی یا کچھ اور زور زیادہ ہے سرکش نے بہرام سے عذر کیا اور کوہ نجت

کا قصور معاف کرواکے کہا کہ تم کو اپنے دین و ملت کی قسم ہے سچ کہو کہ تم کون ہو اور کیا نام ہے اور کون ملک آپکا مولد اور مقام ہے بہرام نے بے کم وکیف اپنی کیفیت بیان کی اور تمام سرگذشت اپنی کہی سرکش نے امیر کا نام سنتے ہی ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ مجھکو حمزہ کی قدمبوسی کی کمال تمنا تھی لیکن خدا گستہم کا خانہ خراب کرے کہ اُسنے ایسے جوان بےنظیر و پہلوان بےعدیل کو مارا اور شریف و بزرگ زادے کی جوانی کو خاک میں ملایا بہرام یہ سخن سنتے ہی ایک چیخ مارکر بیہوش ہو گیا جب لخلخہ سنگھانے سے اُسکو ہوش آیا اُسنے پوچھا کہ مفصل بیان کیجیے اس کا کون راوی ہے کس نے آپکو خبر دی ہے سرکش نے کہا کہ گستہم یہاں آیا تھا اُسنے ہر چند میری ملاقات کی تمنا کی لیکن میں نے اپنی بارگاہ میں اُسکو باریاب نہ ہونے دیا اُس نے یہاں سے حمزہ اور لندھور کے سر کو نوشیرواں کے پاس ایک رفیق کے ہاتھ روانہ کیا اور خود وہ نہیں معلوم کدھر گیا کہ پھر اُسکا پتا نہ لگا مگر مجھکو اُسکے کلام کا اعتبار نہیں کہ وہ بھی بڑا فضول گو اور جھوٹا معلوم ہوا کہ وہ شیخی اور دون کی بہت لیتا ہے اسلیے میں نے سراندیپ کیطرف عیار بھیجے ہیں کہ تحقیق خبر معلوم کریں اور اس حال سے مجھے مفصل اطلاع دیں بہرام نے کہا کہ آپنے جو نام گستہم کا لیا مجھکو یقین ہوا میں اسکی بدذاتی سے خوب واقف ہوں بلاشبہہ اُس گردن زدنی نے امیر کو دغا سے مارا ہوگا وہ مردود اُسکی فکر میں تھا مقرر قابو پاکر کچھ نہ کچھ فریب کیا ہوگا اب میں یہاں ایک لمحہ نہیں ٹھہر سکتا مدائن کو جاؤنگا اور اسی چار ہزار سوار سے اگر نوشیرواں کی فوج کو درہم و برہم نہ کیا اور نوشیرواں کا گلا خنجر کے نیچے نہ دیا تو دنیا میں مردوں و شجاع لوگوں کو منھ نہ دکھاکر زہر کھاکر یا خنجر مار کر مرجاؤنگا جب سرکش نے دیکھا کہ بہرام نہیں ٹھہرتا فی الفور چھ مہینے کے لائق خوردنی جہاز پر بار کروادی اور بہرام کو رخصت کیا بہرام روتا پیٹتا جہاز پر سوار ہوا اور جہازوں کے لنگر اُٹھوائے چھ مہینے کے عرصے میں جہاز بصرے میں پہونچے بہرام مع چار ہزار اذبک خشکی کی راہ سے مدائن کو روانہ ہوا اور فوج کو حکم دیا کہ جو گاؤں قصبہ شہر مضافات مدائن سے ملے اُسکو لوٹ لو کوئی جگہ آباد باقی نہ رہے سب کو خاک سیاہ اور ویران کردو یہ خبر نوشیرواں کو پہونچی کہ بہرام نے امیر کے مرنیکی خبر سنکر بغاوت پر کمر باندھی اور تمام گاؤں قصبے شہر جو اثنائے راہ میں ملتے جاتے ہیں اُنکو بےچراغ کرتا جاتا ہے بقصد بےادبی مدائن کیطرف چلا آتا ہے نوشیرواں نے فولاد بن گستہم کو دس ہزار سوار سے بھیجا کہ تو جاکر بہرام کی تشفی کردے کہ امیر زندہ ہیں راوی اس خبر کا محض کاذب و مفتری ہے دشمنوں نے خبر جھوٹی اور دروغ اُڑائی ہے تجھکو لازم ہے کہ معتقدانہ حضور میں حاضر ہو اور کسی طرح امیر کی خبر بد سے نہ پریشان خاطر ہو فولاد بن گستہم اثنائے راہ میں بہرام سے دوچار ہوا اور ہر چند اُسکے ذہن نشین کیا کہ صاحبقراں زندہ ہیں پر وہ کب مانتا تھا فولاد بن گستہم سے برافروختہ ہوکر بولا کہ اے مفتری زادے تیرا کلام قابل وثوق ہے کہ میں مانوں تیرے باپ نے تو اتنا کچھ فساد برپا کر رکھا ہے تیرے قول و فعل پر کیونکر اعتماد کروں اگر کچھ غیرت جرأت رکھتا ہے تو میدان میں آ اپنی جوانمردی دکھا تو بھی کیا یاد کریگا کہ کسی سے سابقہ پڑا تھا فولاد بن گستہم نے مجبور ہوکر صف آرائی کی اور عندالمقابلہ ایک طعن نیزے کی بہرام کی چھاتی پر لگائی بہرام نے ہاتھ بڑھاکر

نیزہ اُسکا چھین لیا اور وہی نیزہ اُسکے سینے میں لگا کر گھوڑے کو جوران سے دبایا فولاد بن گستہم اپنے گھوڑے کی زین سے جدا ہو کر زنٹ کیطرح سے نیزے میں اُترتا چلا آیا بہرام نے دیکھا کہ فولاد کا کام تمام ہوا نیزے کو ہاتھ سے پھینک دیا فوج نے اُسکی زرغہ کیا بہرام نے اُنھیں چار ہزار اوزبکوں سے فولاد کی فوج کو قعر دوزخ میں پہونچادیا کل پانچ سو آدمی دس ہزار ساسانیوں میں سے بچ رہے وہ اپنی جان لیکر بھاگے اور نوشیرواں سے جاکر مفصل احوال بیان کیا نوشیرواں کو کمال تردد ہوا اسی فکر میں تھا کہ کیا تدبیر کیجاوے کہ چوتھے دن بہرام چار ہزار اوزبک سمیت قلعہ کے نیچے پہونچا ہر چند لوگوں نے کہا کہ امیر خدا کے فضل سے زندہ ہیں بادشاہ کی خدمت میں جو اسدم تو گستاخی کرتا ہے امیر سنکر تجھ سے بہت بدظن

آنا بہرام کا بمقابلہ فولاد بن گستہم اور ہلاک کرنا فولاد کو ضرب نیزے سے

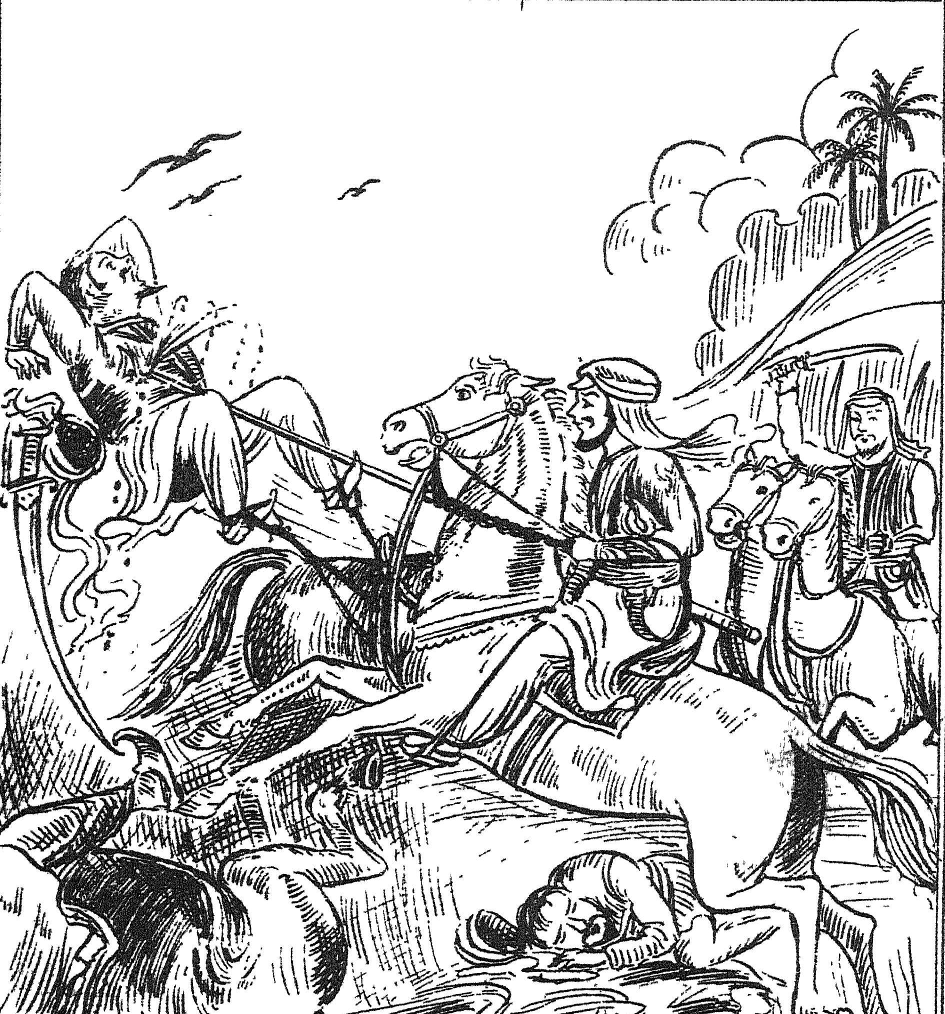

ہونگے مگر اسکو تو یقین نہ تھا سمجھا کہ نوشیرواں دفع الوقتی کرتا ہے اس بہانے سے اپنی جان بچا رہا ہے ناچار قلعے کی فصیلوں پر سے ضرب پڑنے لگی اور گولی اور گولیوں کی جھڑی شروع ہوئی بہرام چالاکی کرکے قلعے کے نیچے خاکریز پر پہنچا نوشیرواں کمال دست پاچہ ہوا کہ اب کوئی دم میں بہرام قلعے کا دروازہ توڑ کر شہر کے اندر آویگا مفت میں قتل عام ہوگا اور تمام خلقت کو زیر و زبر کریگا ہنوز بہرام نے در بند قلعہ پر گرز نہ مارا تھا کہ نوشیرواں نے جو مضطربانہ تیر دعا سر کیا ہدف اجابت پر پہونچا یعنی سامنے سے ایک تتق گرد کا اٹھا کچھ سواروں کا پرا دکھائی دیا محصوران بیگناہ چلائے کہ وہ صاحبقران آئے بہرام نے پھر کر دیکھا تو واقع میں جسطرح خورشید گریباں ابر سے نکلتا ہے علم اژدہا پیکر دامن گرد سے نمودار ہوا بہرام نے بگٹٹ گھوڑے کو جولان کیا امیر کی رکاب کو جاکر بوسہ دیا امیر نے مرکب پر سے کود کے بہرام کو چھاتی سے لگالیا اور لندھور سے ملاقات کرواکے کہا کہ میرے ایک قوت بازو آپ ہیں اور دوسرا یہ ہے اور عمرو شجاع اور دوست صادق آدمی بڑے رتبے کا ہے ہنوز سوار نہ ہوے تھے کہ ناقہ سوار نوشیرواں کا پہونچا زمین ادب کو بوسہ دیا نوشیرواں کیطرف سے کہا کہ شہنشاہ ہفت اقلیم نے بعد دعا کے فرمایا ہے کہ اسی جا پر تم آج خیمہ ڈالو اس جگہ آج مقام کرو کل میں خود دم صبح آؤنگا اور پیشوائی کرکے تمھیں اپنے ہمراہ شہر میں لاؤنگا صاحبقران نے بموجب ارشاد شاہی اُسی مقام پر خیمہ استادہ کرنیکا حکم دیا اور اپنا آداب تسلیمات موافق آداب شاہانہ کہلا بھیجا جب بادشاہ اقلیم چہارم فلک تخت پر جلوہ افروز ہوا اور عالم کو فیض نور سے معمور کیا صاحبقران مع خسرو ہند و بہرام گرد خاقان چین و دیگر امرائے نامدار سوار ہوے اور بادشاہ کی عتبہ بوسی کو چلے اُس طرف سے نوشیرواں تخت رواں پر بیٹھ کے صاحبقراں کے استقبال کے لیے مع امرائے ساسانی وکیانی روانہ ہوا اور اثنائے راہ میں امیر نوشیرواں کا تخت دیکھ کر مرکب پر سے اُتر پڑے اور پایہ تخت کو بوسہ دیا نوشیرواں نے اپنا تخت رکھوا کر امیر کو چھاتی سے لگالیا اور سوار ہوکر کلمات دلخوش کن کرتا ہوا شہر کیطرف متوجہ ہوا اور فرمایا کہ امیر کا لشکر بدستور تلشاد کام پر اُترے موافق معمول کے اسی مقام پر خیمہ امیر کا رہے جب بارگاہ کیخسروی میں نوشیرواں اور صاحبقراں داخل ہوے بادشاہ تو تخت جلوس پر جلوہ افگن ہوا اور امیر دنگل رستم پر بیٹھے نوشیرواں نے بہت سا زر و جواہر امیر پر سے نثار کرکے فقرا اور مساکین پر لٹایا اور برخاست کے وقت خلعت شاہانہ سے سرفراز فرمایا امیر تو مخلع تلشاد کام پر تشریف لیگئے اور جاتے ہی صحبت عیش و نشاط کی گرم کی وہی سامان ہونے لگے بختک بدبخت نے نوشیرواں سے عرض کی کہ جب حمزہ اکیلا تھا تو ہر ایک کے اوسان اُس سے خطا ہوتے تھے سب کا دم نکلتا تھا اور اب تو لندھور اور بہرام اُسکے رفیق ہیں اُس سے کون آنکھ ملا سکتا ہے ان لوگوں کے مقابلے میں کون جا سکتا مجھ کو خوف ہے کہ کہیں تخت نہ چھین لے اور آپ کو شکست فاش نہ دے بادشاہ بختک کے اس کلام سے سہم گیا اور خوفزدہ ہوکر کہنے لگا کہ پھر اسکی تدبیر کیا ہے بختک نے کہا کہ ایک ایک کو باری باری سے دفع کیجیے بتدریج دفعہ دفعہ سب کی صفائی ہو جائیگی جسوقت حمزہ حضور میں حاضر ہووے اُس سے فرمائیے گا کہ میں نے لندھور کا سر تم سے مانگا تھا یہ نہیں کہا تھا

کہ اُسکو زندہ لے آؤ اور میری مرضی کے موافق کام نکرو نوشیرواں نے فرمایا کہ تجھی کو اختیار دیا جس طرح سے مناسب جاننا تو ہی حمزہ سے گفتگو کرنا اُسوقت تو بختک خوشی خوشی اپنے گھر کو آیا اور بہزار اضطراب رات کاٹکر فجر ہوتے ہی دربار میں پہونچا جب صبح کو امیر دربار میں آئے ہنوز کوئی کلام نہوا تھا کہ بختک نے باواز بلند امیر سے کہا کہ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے لندھور کا سر تم سے مانگا تھا یا یہ کہا تھا کہ لندھور کو میرے سر پر لے آؤ اور ایک بلا میرے شہر میں لگا دو امیر کو یہ کہنا اُسکا بد معلوم ہوا فرمایا کہ غرض اطاعت سے ہے یا ناحق سر کاٹنے سے وہ مع فوج اطاعت میں حاضر ہے اُسے کسی طرح کی بغاوت نہیں مع لشکر خدمتمیں حاضر ہے بختک نے کہا کہ اطاعت سے کچھ کام نہیں ہے اُسکا نیک انجام نہیں ہے آج اُسنے قدموں پر سر رکھا اور کل پھر سرکشی کی تو اُسوقت کیا ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرے جیتے جی اُسکا کیا مقدور ہے کہ بادشاہ سے سرتابی کرے یا بغاوت و نافرمانی کسیطرح کی کرے اور اگر یہی مرضی بادشاہ کی ہے تو ابھی سر اُسکا حاضر ہے مجھے منظور حضرت کی خوشی خاطر ہے بختک بولا کہ بادشاہ کو تو اسکا سر ہی درکار ہے بادشاہ اُسکی صورت دیکھنے کا کب روادار ہے اور یہ میں کیونکر کہوں کہ لندھور آپ کے کہنے سے سر دیگا اور کسطرح سرتابی اور سرکشی نکریگا امیر نے کہا کہ یہ کیا بات ہے میں اگر حکم دونگا تو ابھی لندھور زیر تیغ بے دریغ سر جھکا دیگا بلکہ اپنے ہاتھ سے خود اپنا سر کاٹ ڈالیگا بختک بولا کہ پھر دیر کیا ہے انتظار کسکا ہے لندھور کو بلائیے جیسا کچھ فرمایا ہے فرمائیے صاحبقراں نے عمرو کو ارشاد کیا کہ لندھور کو بلا لاؤ عمرو لندھور کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے بادشاہ نے آپکے قتل کرنیکا حکم فرمایا ہے امیر نے حسب الحکم بادشاہ آپ کا سر کاٹنے کیواسطے بلایا ہے لندھور یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا کہ ع من مست جام عشقم از خود خبر ندارم + گر سر رود دریں رہ پروا لے سر ندارم صاحبقراں کی ضامنی درکار ہے لے میرے ہاتھ رومال سے باندھ دے اور بادشاہ کی بارگاہ کی راہ لے عمرو خسرو کی گفتگو سنکر گلے سے لپٹ گیا اور مردانہ وار کہنے لگا کہ اے خسرو کسکی طاقت ہے کہ تم کو نگاہ بد سے دیکھ سکے یا تمھاری جانب ادھر نظر سے دیکھے میرے ساتھ آئیے تمھارے سر کے ساتھ تو اول حمزہ کا سر ہے بعد اُسکے یہ جتنے پہلوان ہیں انکا اور ہمارا سر ہے آپ شوق سے سلاح بدن پر لگائیے اور فیل میمونہ پر سوار ہو کے میرے ساتھ آیئے خسرو سلاح لگا کر گرز کو کاندھے پر رکھ کر فیل میمونہ پر سوار ہوا اور جاکر جلوخانہ شاہی میں اُترا عمرو نے بارگاہ میں جاکر امیر کو خبر دی کہ لندھور گردن زدنی حاضر ہے اُسے بہر صورت منظور امیر کی خاطر ہے یہاں لندھور گرز کو ہوا پر پھینکنے لگا اور ہاتھوں پر روکنا شروع کیا چار طرف سے غل ہوا کہ اگر ابھی گرز ہاتھ سے چھٹ پڑا تو دس بیس بیگناہ مر جائینگے سیکڑوں کے ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹ جائینگی اور کام سے گئے رجائینگے بادشاہ نے غل سنکر کہا خیر تو ہے یہ شور کیسا ہے یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہے لوگوں نے حال عرض کیا بادشاہ خاموش ہو رہا امیر نے فرمایا کہ لندھور کو بلا لاؤ عمرو جاکر بلا لایا لندھور نے امیر سے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے حضور نے کیوں یاد کیا ہے امیر نے فرمایا کہ بادشاہ تمھارا سر چاہتے ہیں تمھاری طرف سے

بد ظن ہو گئے ہیں لندھور نے کہا کہ میں آپ کا فرمانبردار ہوں جو آپکی مرضی ہو میں حاضر ہوں اور اطاعت گزار ہوں امیر نے فرمایا کہ چلو تم حضرت سے رخصت ہو اور جلو خانے کے صحن میں سر جھکا کر بیٹھو جسکو حکم شاہی ملیگا تمھارا سر کاٹنے کو آویگا لندھور آداب بجا لا کر جلو خانے کے صحن میں گیا اور گرز سے تکیہ لگا کر بیٹھا امیر نے عادی کو حکم دیا کہ لندھور کا سر کاٹ لا عادی نے لندھور سے کہا لندھور نے سر جھکا دیا اور کہا کہ شکر ہے خدا کا میرا سر امیر کے حکم سے کاٹا جاتا ہے اور میری طاعت میں کسیطرح سر مو فرق نہیں آتا ہے عادی لندھور کی اطاعت پر غش کر گیا اور یہ کہکر لندھور کے پہلو میں جا بیٹھا کہ جو کوئی پہلے ہمارا سر کاٹ لیگا وہ لندھور کیطرف چشم بد سے دیکھیگا امیر نے اس ماجرے کو سنکر بہرام کو حکم دیا کہ تم جا کر لندھور کا سر اپنے ہاتھ سے کاٹ لاؤ وہ بھی لندھور کی باتوں پر فریفتہ ہو گیا اور لندھور کے دوسرے پہلو میں جا بیٹھا کہ ہمارا سر بھی لندھور کے سر کے ساتھ ہے اگر امیر اپنے ہاتھ سے ہم لوگوں کا سر کاٹیں تو ہماری گردن اور انکا ہاتھ ہے صاحبقران نے بہرام کی تقریر سنکر سلطان بخت مغربی کو بھیجا وہ بھی لندھور کے پاس آ تکر بیٹھ رہا اور کہنے لگا کہ امیر نے ابھی خونریزی پر کمر باندھی ہے اگر یہی مرضی ہے تو ہمارا سر بھی انھیں سب کے ساتھ ہے سب یہ تقریر ان لوگوں کی بادشاہ کے گوش گذار ہوئی اور خبرداروں نے مفصل تقریر سبھوں کی بادشاہ کے کان تک پہونچادی بختک بولا کہ جلاد سلطانی کو کیوں نہیں حکم ہوتا ہے کہ وہ جس جسکے سر کو فرمایئے کاٹ لاوے دم کے دم میں سب قصہ قضیہ مٹا دے امیر نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے جسکو چاہو اسکو بھیجو بختک نے اسیوقت ایک جلاد کو اشارہ کیا وہ لندھور کے سر پر آکے پکارا کہ کسکا آفتاب حیات زردی پر آیا ہے کسکا خورشید عمر لب بام ہو رہا ہے عمرو نے دیکھا کہ جلاد شیر کی کھال کی قبا پہنے دو شال لہو سے بھرا ہوا کمر میں کھونسے ایک تیغہ بردوانی کھینچے لندھور کی طرف چلا عمرو بھی اس جلاد کی پشت پر جا پہونچا کہ سواری کے اہتمام کی آواز دورباشوں کی صدا نقیبوں کی ندا ادب اور نقاوت سے بلند ہوئی اور شدہ شدہ دردولت پر پہونچی دیکھیں تو ملکہ مہرانگیز و ملکہ مہرنگار کسی طرف سے چھپان میں سوار آتی ہیں اور اپنے محل کی جانب جاتی ہیں مہرانگیز نے چلون سے دیکھ کر مہرنگار سے پوچھا کہ یہ کیا ہے اور کچھ شور و غل کا ساطور ہے مہرنگار نے کہا یہی لندھور ہے ملکہ نے خواجہ سراؤں کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو یہ ہنگامہ کیا ہے دردولت پر اسقدر اژدحام کیوں ہوا ہے اور وہیں سے سواری آہستہ آہستہ چلی خواجہ سراؤں نے دریافت کر کے حقیقت حال عرض کی ملکہ نے کہا معلوم ہوا کہ بادشاہ کے سر پر خون چڑھا ہے بیفائدہ ان بیگناہوں کے قتل پر آمادہ ہوا ہے جاؤ لندھور کو ہمارے دردولت پر لے آؤ خواجہ سرا لندھور کے لانیکو گئے جلاد مزاحم ہوا ملکہ نے سنکر کہا کہ اس جلاد کے کان ناک کاٹ کے جلوخانے سے نکالدو شہر پناہ کے باہر مثلہ کر کے ڈالدو جلاد تو یہ حکم سنکر سرد ہو گیا چپکا ہو رہا لندھور کو اس آفت سے چھڑا کے ملکہ کے دردولت پر لیگئے ملکہ نے لندھور کو خلعت دیکر رخصت کیا لندھور تو مع بہرام و عادی و سلطان بخت شاد و دلشاد گھر گئے

کو روانہ ہوا اور خبرداروں نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ ملکہ مہرانگیز نے لندھور کو بلاکر خلعت دیا اور رخصت کیا اور جان بخشی اسکی فرمائی نوشیرواں نے کہا ملکہ نے یہ حرکت کچھ بے سمجھے بوجھے نہیں کی ہوگی کوئی بات اسمیں نکالی ہوگی خیر معلوم ہو جائیگا بھید اُخیر میں کھلیگا یہ کہکر دیوان برخاست کیا اور محل میں داخل ہوا

مشہور ہونا خبر مرگ ملکہ مہرنگار کا سقرغار بانو مادر بختک کی زبانی اور یہ خبر سنکر امیر کی پریشانی اور مارنا عمرو کا سقرغار بانو کو اور تپوں میں چھپانا اس نابکار کو

زمانہ کی دورنگی مشہور ہے شعبدہ باز کی نیرنگی ظاہر ظہور ہے کہیں عین شادی میں سامان غم مہیا ہوتا ہے کہیں کمال یاس میں چہرہ امید جلوہ نما ہوتا ہے چنانچہ مصداق اسکے یہ داستان ہے محققان قصص کا یہ بیان ہے کہ جب بادشاہ شبستان حرم میں داخل ہوے ملکہ مہرانگیز سے پوچھا کہ تم نے کیا سوچکر لندھور کی جان بخشی کی اور اسکو قتل سے بچایا ملکہ بولی کہ اول تو لندھور بےقصور ہے باوجود اس زور و طاقت کے کچھ سرکشی نہ کی امیر کی محبت سے مجبور ہے دوم لندھور بھی ایک اقلیم کا بادشاہ ہے بادشاہ بادشاہونکو اسطرح نہیں مارا کرتے ہیں ایک دوسرے کی ذلت کو اسطرح نہیں گوارا کرتے ہیں سیوم ہرگاہ یہ خبر ملک بملک مشہور ہوگی تمہارا اعتبار جاتا رہیگا ایک خلقت مطعون کریگی کوئی تمہارے قول و فعل پر اعتماد نکریگا چہارم یہ کہ لندھور جب اسطرح سے مارا جاویگا حمزہ خون لندھور کے عوض میں تمام ملک کے چراغ بجھا دیگا آپ دیکھتے نہیں کہ لندھور حمزہ کے حکم سے سر دینے کو موجود ہوا نہیں تو لندھور کا سر آپکے تمام شاہی پہلوانوں میں سے کون کاٹ سکتا تھا اسواسطے میں نے لندھور کو خلعت دیکر رخصت کیا بادشاہ نے ملکہ کی عقل پر آفریں و تحسین کی بہت خوش ہوا لیکن افسردہ خاطر ہوکر بولا کہ حیف ہے حمزہ کے دفع کرنیکی کوئی تدبیر نہیں نکلی سقرغار بانو بختک کی ماں اُسوقت حاضر تھی ہاتھ باندھکر بولی کہ اگر مجھکو حکم ہووے تو میں بتدبیر شائستہ حمزہ کو مار ڈالوں ابھی اس آفت کو دفع کردوں نوشیرواں نے کہا کہ کیونکر اُس نے کہا کہ کل حضور سر دربار حمزہ سے فرما دیں کہ ایک ہفتہ کے بعد تمہارا عقد مہرنگار سے کیا جاویگا تم شادی کی تیاری کرو سرکار سے بھی ملازمین شاہی کو امداد کا حکم دیا جائیگا اور لونڈی مہرنگار کو دائیوں کے بہانے سے تہخانے میں چھپاکر بٹھلاتی ہے دو روز کے بعد مہرنگار کی بیماری مشہور کرکے اُسکے چوتھے دن خبر بد اُڑا دیگی حمزہ جسوقت یہ خبر سنیگا آپ اپنے کو مار مریگا بادشاہ کو یہ منصوبہ سقرغار بانو کا پسند آیا دوسرے دن سردربار حمزہ سے شادی کرنیکا حکم دیا امیر شاد و شاد رخصت ہوکر اپنے مقام میں پہونچے اور شادی کی تیاری میں مصروف ہوے اور محل میں سقرغار بانو نے مہرنگار کو مبارکباد دیکر تہخانے میں ایوں بٹھلایا اور کہا کہ بنو اس تہخانہ سے ایک ہفتہ تک باہر نہ نکلنا کہ دنیا کا رسم اسطرح ہے اور اُسکی ہمجولیاں جمع ہوئیں اختلاط اور مذاق کرنے لگیں اور منظور شادی وصل کی ہوئی اور جو کچھ سمجھانا تھا سمجھا دیا مہرنگار خوش خوش تہخانے میں جاکر بیٹھی دو دن کے بعد اُس مکارہ نے مشہور کیا کہ مہرنگار کے دشمن بیمار ہیں اور اُسکے چار دن کے بعد محل میں ماتم برپا ہوا کہ مہرنگار نے گلگشت فرمائے باغ جناں ہوئی بوستان عدم کی سیر کو سدھاری امیر اسکی بیماری ہی کو سنکر بیمار دلگیر ہو گئے

مرنیکی جو خبر سنی خنجر پیٹ میں مارنے لگے لندھور و بہرام نے پاؤں سر پر رکھدیا خنجر امیر کے ہاتھ سے لیلیا اور کلمات صبر کے کہنے لگے کہ آجتک کوئی مردے کیساتھ نہیں مواہے قضا سے کیا چارہ ہے امیر نے کہا کہ معشوق کا مرنا عاشق کا جینا مذہب عشق میں حرام ہے کچھ کر دیں اپنی جان دونگا مجھے زیست سے کیا کام ہے عمرو نے دیکھا کہ امیر کسیطرح سے مانتے نہیں ہیں کہنے لگا بھلا سنیے تو اگر کسی نے آپکے مارنے کیواسطے فریب کیا ہو یہ فقرہ کسی مکارہ کا ہو تو مہرنگار تو جیتی رہی اور آپ مر گئے اُسکا تو کچھ نقصان نہ ہوا اور آپ جان سے گزر گئے تھوڑا صبر کیجیے مجھ کو خبر لے آنے دیجیے امیر کو یہ بات عمرو کی پسند آئی اور لوگوں نے بھی یہ سنکر عمرو کی رائے پر تحسین و آفرین کی عمرو تیز روی کر کے ملکہ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا اور اپنی حاضری سے ملکہ مہرانگیز کو مطلع کیا سقر غار بانو نے ملکہ مہرانگیز سے کہا کہ اسوقت عمرو کا محل میں بلا لینا عین مناسب ہے وہ یہ دنیا بیٹھنا دیکھ کر حمزہ سے بیان کریگا حمزہ یہ حال اور کیفیت اُسکی زبانی سنکر فی الفور اپنے کو مار مریگا ملکہ نے عمرو کو محل میں بلا لیا جب عمرو محل میں پہونچا عمرو دیکھے تو ایک سرے سے سب کے بدن میں ماتمی لباس ہے ایک سرے سے چھوٹا بڑا اُداس ہے مگر تھوڑی دیر کے بعد سقر غار بانو نے آکر کچھ ملکہ کے کان میں کہا اور اُلٹے پاؤں پھر گئی عمرو سوچا کہ خالی از علت نہیں ہے یہ اسی مکارہ کا فریب ہے مقرر اسی بدذات نے کوئی بات نکالی شام تو ہو گئی ہی تھی تمام محل میں ماتم کے سبب سے اندھیرا پڑا تھا عمرو آہستہ آہستہ سقر غار بانو کے پیچھے پیچھے چلا ادھر اُدھر دیکھ کر جھٹ پٹ ایک بڑھیا کی صورت بنگیا جب وہ لکاتہ پائیں باغ میں داخل ہوئی آہٹ پاکر ٹھٹکی بولی کہ کون آتا ہے عمرو نے بآواز خفیف کہا کہ میں ہوں کوئی دم میں ملکہ کے عوض فرشتہ آپ کو لیے جاتا ہے جونہیں سقر غار بانو نے آگے قدم رکھا عمرو نے حلقہ کمند کا اُسکے گلے میں ڈال کر پیچھے جو جھٹکا دیا انٹا چت ہو کر زمین پر گری عمرو نے ایسا اُسکے گلے کو دبایا کہ روح سقر غار بانو کی غار سقر کو پہونچی اُسکو سوکھے پتوں کے ڈھیر میں چھپا دیا اور آپ اُسکی صورت بنکر روش پر کھڑا ہو رہا مگر حیران تھا کہ کدھر جاؤں اور ملکہ کا کس سے پتہ لگاؤں اتنے میں ایک کمسن کنیز موم کی بتی لیے ہوئے چمن کیطرف سے آکر بولی کہ بوا سقر غار بانو ملکہ صاحبہ تمھیں یاد کرتی ہیں دیر سے تمکو بلا رہی ہیں عمرو نے اُسکے جواب میں کچھ نہ کہا اور اُس چھوکری کیساتھ ساتھ تہخانے میں گیا دیکھے تو ملکہ مہرنگار سنگار کیے ہوئے باغ باغ مسند عروسی پر بیٹھی خواصوں سے اختلاط کر رہی ہے اور مسند کے سامنے جام و صراحی رکھی ہے فتنہ بانو جام بھر بھر کے دیتی جاتی ہے اور ملکہ صاحبقراں کا نام لے لیکر نوش فرماتی ہے مہرنگار نے کہا کہ سقر غار بانو کچھ آجکل تم مجھ پر بہت مہربان ہو پہلے اتنی شفقت نہ کرتی تھیں اور میرے حال پر اتنی عنایت نہ کرتی تھیں عمرو بولا کہ اس خوف سے کہ مبادا آپکو گمان بدی کا میری طرف سے نہ ہووے کہ بختک کی ماں ہے اُس وجہ سے کسیطرح سے دشمنوں سے دو بار یہ بھی عداوت رکھتی ہوگی الگ تھلگ رہتی تھی مگر آپکی دعائے خیر میں حاضر و غائب ہمیشہ دل و جان سے مصروف ہو کے علیحدہ قدموں سے پڑی تھی اب آپنے مجھے اپنا خیر خواہ سمجھا دیکھیے کہ شادی کے سامان میں مصروف کیسی ہوں ایکدم میرا پاؤں نہیں رہتا ہے ادھر اُدھر پھر رہی ہوں مہرنگار نے کہا کہ جو کچھ تم نے کہا سچ کہا اب کہو برات کے آنے میں دیر کتنی ہے وہاں کیا تیاری ہو رہی ہے عمرو نے سب کو الگ

کر کے کہا کہ کیسی برات تمہارا تو محل میں ماتم پڑا ہوا ہے آپکے دشمن مر گئے ہمارے لشکر میں بھی ایک حشر بپا ہے امیر نے یہ خبر بد سنکر اپنے کو مار ہی ڈالا ہوتا لیکن مجھ کو سوجھ گئی کہ میں نے امیر سے کہا کہ آپ ذرا صبر کیجیے میں جا کر خبر لے آؤں کہ اصلی حقیقت کیا ہے ویسا ہی آپ کو سناؤں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں نے آپکے مارنے کیواسطے یہ فریب کیا ہو بد ذاتوں نے اپنی طبیعت سے یہ فقرہ گڑھا ہو میں نے یہاں آکر اس قحبہ کو تو مار کر بتوں میں چھپا دیا اور اُسکی صورت بنکر آپ تک پہونچا اب جلدی جا کر امیر کو تمہاری سلامتی کا مژدہ دوں کہ انکی جان بچے ہوش حواس ٹھکانے ہوں دم میں دم آئے یہ خبر سنکر مہر نگار کا دل خوش ہوا اور عمرو کو پانچ بدری اشرفیوں کی دیکر رخصت کیا مگر عمرو نے چلتے وقت ایک رقعہ امیر کے نام مہر نگار کے دست و قلم سے لکھوا لیا کہ امیر کو اعتبار آوے اور جا کر وہ رقعہ امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نے اُسکے مطالعے سے زندگی دوبارہ پائی اور دس ہزار اشرفی اُسیوقت عمرو کو انعام دی عمرو نے امیر سے کہا اب اگر میرا کہنا مانیے تو میں بہت خوبصورتی سے اس راز کو افشا کروں ان حرامزادوں کو جنھوں نے فساد اُٹھایا ہے خوب ہی ذلت دوں یقین تو ہے کہ تمام عمر بادشاہ اس حرکت ناملائم سے خجل رہے اور پھر کبھی شریف کیساتھ ایسی بدعہدی نکرے امیر نے فرمایا کہ اس سے بہتر کیا ہے جو کہیگا میں کرونگا اور تیرے کہنے پر قائم رہونگا عمرو نے کہا کہ آپ مع خسرو اور بہرام و عادی و سلطان بخت وغیرہ جتنے سردار ہیں سیاہ پوش ہو کر بارگاہ کیخسروی میں جائیے اور بادشاہ سے تاکید کیجیے کہ جنازہ جلد نکلوائیے تا لوگ طعن نکریں کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کی بیٹی موئی ہوئی اتنی دیر تک پڑی رہی امیر نے منصوبہ عمرو کا بہت پسند کیا اور مع بہرام و خسرو وغیرہ سیاہ پوش ہو کر بارگاہ کیخسروی میں گئے اور سب کے سب بصورت حزین و غمگین اپنے اپنے موقع پر بیٹھے اور دیکھا کہ بادشاہ تمام ساسانیوں اور کیانیوں سمیت سیاہ پوش ہے اور دربار میں واویلا و امصیبتا کا خروش ہے اور ہر طرف گریہ و زاری کا جوش ہے ایکساعت کے بعد امیر نے بادشاہ سے عرض کی کہ اب جو ہونا تھا سو ہوا اب زیادہ جنازہ کا محل میں رکھنا موجب بدنامی کا ہے زیادہ وقفہ مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے حکم دیجیے کہ محل سے جنازہ نکالا جائے باہر کسی مقام پر رکھا جائے بادشاہ نے ملکہ مہر انگیز سے کہلا بھیجا جواب آیا دن بھر تو اور مہر نگار مہمان رہے رات کو جنازہ نکالا جاویگا الغرض وہ دن روتے پیٹتے میں گزرا محل میں کہرام مچا رہا جب شام ہوئی صدہا برہمن ناقوس و زنگولہ بجانے لگے اور اپنے پوتے دیوتا خداؤں کا نام زبان پر لانے لگے محل میں سقر غار تلوں کی تلاش ہوئی تو لاش اُسکی پتو نہیں نکلی مہر انگیز نے اُسی لاش کو صندوق میں رکھ کر محل سے نکالا لاکھوں مشعلیں روشن ہو گئیں ہزاروں آدمی جنازے کیساتھ ہوا عمرو نے دیکھا کہ برہمن ناقوس و زنگولے بجاتے اور اپنے ٹھاکروں کو گلے سے لگاتے اور اپنے پوتے دیوتا خدا کا وصف سناتے اور قدم قدم پر آتشبازی چھوڑتے جاتے ہیں عمرو نے بھی اپنی صورت بدل زنگولہ ہاتھ میں لے لات و منات کی توصیف کرکے ہر ایک گبر کے گلے سے ملنا شروع کیا شدہ شدہ بختک کے پاس پہونچا ایک چھچھوندر جلا کے بختک کے گریبان میں ڈالدی وہ زور سے اُسکو بغل میں دبایا بختک سے ایسی حرکت سوائے

عمرو کے اور کون کریگا بے اختیار آہ جلا آہ جلا کہکے بولا عمرو حمزہ کیواسطے مجھے چھوڑ دے تمام سینہ و شکم میرا جلا جاتا
ہے تمام بدن میرا آبلہ ہوا جاتا ہے عمرو نے کہا آپکی ماں مرگئی ہے اگر سراپا بہ رنگ سرو چراغاں جلجائیے گا تو سعادتمند کہلائیے گا
یہ کہکر بختک سیہ بخت کو چھوڑ دیا اور آپ آگے بڑھا اور وہ چھچھوندر شکم و سینہ بختک کا جلا کر گریبان سے نکل گئی اور
تمام جلد بدن کی جل گئی بختک سر راہ ایک گڑھا پانی کا دیکھ کر اسمیں کود پڑا اپنے تن بدن کا کچھ ہوش نہ رہا جتنے لوگ جنازے
کیساتھ تھے یا تو روتے تھے یا ہنس پڑے اور چند برہمنوں نے وہ آگ بختک کے بدن سے بجھائی لیکن بختک کو تاب نہ آئی
اپنی مردہ ماں کو تو برہمنوں کو سونپا اور آپ ہیں سے روتا پیٹتا اپنے گھر کو پھرا جب سردابے میں بختک کی ماں کو دبا کے
پھرے بادشاہ کو دیوان خاص میں مغموم و گریاں بیٹھے دیکھ کر حضار زار زار رونے لگے عمرو نے جو غور کر کے دیکھا تو بادشاہ
کے رومال میں پیاز کا گٹھا ہے جب آنکھ میں لگاتے ہیں تو اسکی تیزی سے آنسو نکل آتے ہیں متصل جا کر چپکے سے کہا کہ تجھ سا
مکار یا دشاہ بھی دیکھنے سننے میں نہیں آیا ہے کوئی ایسا خلاف وعدگی و رفریب شریفوں و رجاں نثاروں سے
بھی کرتا ہے بادشاہ ہنس دیا اور کہا کہ جس نے مکر و فریب کیا تھا وہ اپنی سزا کو پہونچا ہر چند بادشاہ نے یہ کلمہ تو کہا مگر اپنے
دلمیں بہت منجل ہوا اور ندامت کے مارے عرق عرق ہو گیا امیر نے کہا کہ بختک اپنی سزا کو پہونچا اور معلوم نہیں ہوتا
عمرو بولا کہ حضور یہ جنازہ اسکی ماں کا تھا اپنی مادر مہربان کے ماتم میں مشغول ہوا ہے اسکا کیا اسکے آگے آیا اس
وہ اپنے گھر میں جا کر سوگ میں بیٹھا ہے نوشیرواں نے امیر سے بہت سا عذر کیا اور کہا کہ میں مطلق اس فریب سے آگاہ نہ تھا آپ
مجھ پر یہ گمان نہ کیجیے یہ مکاری جس کی تھی وہ اپنی سزا کو پہونچی امیر نے کہا کہ میں بہر صورت تابع فرمان ہوں حضور کا
مطیع بدل و جان ہوں یہ فرمائیے کہ اب شادی کب ہوگی میری خانہ آبادی کب ہوگی بادشاہ نے کہا کہ چالیس دن کے بعد
ظہور میں آئیگا تمہارا مقصد پورا ہو جائیگا امیر تو رخصت ہو کر بلشاد کام پر تشریف لیگئے مگر عمرو رکا رہا جب بادشاہ نے
دربار برخاست کیا عمرو نے بزرجمہر کو معین کر کے اپنی طرف سے عرض کی کہ امیر کو چالیس دن کا وقفہ شادی میں منظور نہیں
ہے کار خیر میں توقف کرنا ضرور نہیں ہے بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی اسباب جہیز کا تیار نہیں ہے شادی کا سامان جمع ہو جانیکا
انتظار ہے عمرو بولا کہ حضور شاہنشاہ ہیں حکم کی دیر ہے اسباب کے تیار ہونے میں کیا تاخیر ہے بارے بگفتگو کے بعد بزرجمہر نے
بادشاہ سے بیس دن کا اقرار لیا خواجہ عمرو کو اس تقریر سے کمال سرور ہوا عمرو نے کہا پیر و مرشد اس مضمون کا ایک شقہ
صاحبقران کے نام لکھدیجیے کہ وہ اسکو دیکھکر مطمئن رہیں اور اپنے طور پر شادی کا سامان مہیا کریں بادشاہ نے ایک شقہ
بطور اقرارنامہ لکھدیا عمرو نے آنکر امیر کے ہاتھ میں جو وہ نوشتہ دیا امیر پڑھکر عمرو کی دانائی پر اچھل پڑے اور اسکو گلے سے
لگا لیا اور دس ہزار دینار عمرو کو دیئے اور حکم جشن کا دیا مبارک سلامت کا شور ہوا بادشاہ کی سنیے کہ محل میں جا کر مہر نگار
کو گلے سے لگالیا اور بیس دن کا اقرار جو امیر سے شادی کے باب میں کیا تھا بیان فرمایا بعد اسکے عمرو کی حرکتیں جو اسنے
سقر غار بانو کے جنازے کیساتھ جانے میں کی تھیں بیان کیں ملکہ مہر انگیز و مہر نگار عمرو کی حرکتیں سنکر ہنستے ہنستے

لوٹ لوٹ گئیں بختک کا حال سنیئے کہ اُسنے جو سُنا کہ بادشاہ نے حمزہ کو اقرار نامہ لکھدیا کہ بیس روز کے بعد شادی کر دونگا
اور اپنے قول و قرار پر مستقل ہونگا اور پانچ دن اسمیں گزر بھی گئے پندرہ دن شادی کے باقی ہیں دونوں طرف شادی کا
سامان تیار ہو رہا ہے شہر میں اس کدخدائی کا گھر گھر چرچا ہے شعلۂ حسد میں بھڑک گیا تن بدن آتش حسرت میں جلکر
خاک سیاہ ہوا باوجودیکہ اُسکے جسم سوختہ کے ہنوز زخم آرے تھے مگر جلے پھپھولے توڑنے کیواسطے بادشاہ کی خدمت میں
گرم رفتار ہوا پھر آگ لگانے کے واسطے بادشاہ کے حضور میں سلگتا ہوا پہونچا خلوت کر کے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ
حضور نے حمزہ کو نوشتہ لکھدیا ہے کہ بیس روز کے بعد شادی کر دونگا اور شادی کی تیاری ہو رہی ہے تمام شہر میں اُسکی
دھوم مچی ہے ہزار حیف کہ حضور کو اپنی بات کا کچھ پاس نہیں ہے سوائے اسکے کسی طرح حمزہ کیساتھ ملکہ کی شادی کرنا مناسب
نہیں ہے تمام ملکوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ بادشاہ شہنشاہ ہفت اقلیم کو حمزہ کی دامادی منظور ہو گئی ہے اور
جسنے سنا اُسنے کہا کہ فی الحقیقت شہنشاہ غیر کفو کو کہ نادیدہ خدا کی پرستش کرتا ہے کیونکر اپنی بیٹی دیویگا اور کس طرح
غیر ملک و خلاف مذہب و ملت کیساتھ شادی اپنی بیٹی کی کریگا اور حضور شادی کرنے پر مستعد ہوئے تمام
خلقت کیا کہیگی ہر کس و ناکس کے آگے حضور کی بات کیا ٹھہریگی نوشیرواں نے کہا پھر میں کیا کروں سخت متردد ہوں کوئی
بات بھی تو نہیں بن پڑتی کوئی تدبیر تو اچھی نہ ہوئی بختک نے کہا کہ حضور مشوش نہ ہوں میں نے ایک معقول تدبیر ٹھہرائی
ہے بہت دور کی بات سوچی ہے نوشیرواں نے پوچھا کہ وہ کیا تم نے دلمیں سوچا ہے بختک نے کہا کہ کل جسوقت
اہالی و موالی دربار میں حاضر ہوں اور حمزہ بدستور آویگا اور اپنے رفیق و رفقا کو بھی ضرور ہمراہ لاویگا دو تین آدمی گوش
و بینی بریدہ بھیجوں گا وہ زنجیر عدالت کی ہلائیں گے حضور بھی بدستور اُن کو بُلا کر انکا حال پوچھیں وہ عرض کرینگے کہ ہم
حضور کے ملازم قدیم ہیں ہفت ملک کا خزانہ سال بسال تحصیل کر کے حضور میں بھیجتے تھے اس سال کسی نے ایک پیسہ
نہیں دیا بلکہ اور ذلیل و خوار کیا کہتے ہیں کہ بادشاہ ہفت اقلیم خراج دینے کے لائق نہیں ہے کہ اُسنے آتش پرست ہوکر
حمزہ نامی مسلمان کو اپنی بیٹی دی اور اپنے باپ داداؤں کے نام کی کچھ رعایت و عزت و آبرو نہ کی اب جب بادشاہ
کا داماد آئیگا ہم سے خراج لیگا غلاموں نے جو اُنسے اصرار کیا اُنھوں نے غلاموں کی یہ صورت بنا کر اپنی حد سے
نکالدیا جسوقت یہ گفتگو حمزہ سنے گا جوش غیرت میں آکر بلا شبہہ آپ سے رخصت چاہیگا نوشیرواں کو یہ مشورہ
بختک کا بہت پسند ہوا اُسدن تو بختک سیہ بخت رخصت ہو کر اپنے گھر گیا دوسرے دن جب بادشاہ
بارگاہ میں تخت پر جلوہ افروز ہوا اور حکما اور فضلا اور دین نمرود پہلوانان قوی ہیکل حاضر ہوئے اور امیر بھی آکر
رستم کے دنگل پر بیٹھے زنجیر عدالت کسی نے ہلائی جب زنجیر کی آواز نوشیرواں کے کان میں آئی نوشیرواں نے فریادیوں
کو طلب کیا مستغیثوں کو اپنے حضور میں بلایا دیکھا کہ چند کس گوش و بینی بریدہ دادخواہ ہیں پریشان و بدحواس بحالت تباہ
ہیں سب اہل دربار اُنکو دیکھنے لگے کہ کس نے ایسی صورت اُنکی بنائی کہ کان اور ناک جڑ سے اُڑائی فریادیوں نے جو کچھ کہ بختک نے

تعلیم کر دیا تھا بہت اچھی طرح سے بیان کیا غیظ کے مارے امیر کے رونگٹے کھڑے ہوگئے رگ ہاشمی جوش میں آئی بے اختیار بول اُٹھے کہ برب کعبہ جبتک اُن سرکشوں سے خراج نہ لیلونگا ہرگز ہرگز شادی نہ کرونگا عادی کو حکم دیا کہ آج ہی ہفت ملک کیطرف پیش خیمہ روانہ ہو اور برخاست اس شہر سے ہمارے لشکر کا آپ روانہ ہو نوشیروان نے کہا کہ اے ابوالعلا اگر یہی مرضی ہے تو پہلے شادی سے فراغت کر لو پیچھے اُنکو جاکر گوشمالی دو امیر نے کہا کہ فدوی نے قسم کھائی ہے جبتک خراج اُس ملک کے سرکشوں سے نہ لے لونگا قصد شادی نہ کرونگا اس بات میں حضور اصرار نہ فرمادیں مجھے ہنسی خوشی سے رخصت کریں بادشاہ نے فرمایا کہ اگر یہی مرضی ہے تو لندھور یا بہرام کو ملکہ کی حفاظت کیواسطے چھوڑ جاؤ امیر اس بات سے بہت خوش ہوئے اور بہرام سے فرمایا کہ تم حضور میں حاضر رہو بادشاہ نے امیر کو خلعت دیا اور سات خط ساتوں ملک کے بادشاہوں کے نام لکھکر امیر کو دیکر رخصت کیا کہ ہر بادشاہ کو بھجوادیجیے گا اور حتی المقدور اُن سے آشتی کیجیے گا اور قارن دیوبند کو بارہ ہزار ساسانی سے امیر کے ساتھ کیا کہ جو کچھ امیر فرماویں وہ بجالاوے کسی طرح امیر کی اطاعت سے دریغ نہ کرے امیر نے عرض کی کہ قارن کے بدلے اور کسی سردار کو میرے ساتھ کیجیے اور اُنکو حضور میں رہنے دیجیے کیونکہ یہ ساسانیوں میں بزرگ زادہ اور رشتہ دار شاہی ہے اور سوا اسکے کئی مرتبہ اس سے اور مجھ سے تکرار ہوچکی ہے مبادا اثنائے راہ میں بھی کچھ تکرار کرے تو اچھا نہ ہوگا میں نے اگر درگذر کی تو میرے ہمراہیوں کے ہاتھ سے جانبر اصلا نہ ہوگا قارن نے ایک اطاعت نامہ اس اقرار سے لکھدیا کہ اگر میں کوئی خطا کروں تو امیر کو میرے مار ڈالنے کا اختیار ہے اُسوقت میرا عذر کرنا بیکار ہے امیر نے فرمایا دو قصور تک معاف کرونگا تیسرے قصور پر سزا دونگا امیر تو ملتفا دکام پر رخصت ہوکر پہونچے بادشاہ نے سات خط ساتوں بادشاہوں کے نام لکھکر قارن کے حوالے کیے مضمون اُن خطوں میں یہ تھا کہ حمزہ کو ہم نے بمصلحت وقت اُس طرف روانہ کیا خراج کیا دخل تک نہ پاوے سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدینا اور سات مثقال زہر ہلاہل قارن کو دیکر فرمایا کہ جب قابو پانا حمزہ کو کھلانا اور خلعت سے مخلع کرکے رخصت کیا قارن امیر کے لشکر میں حاضر ہوا امیر نے نقارہ کوچ کا بجوایا مع لشکر ظفر پیکر منزل مقصود کی طرف عزم فرمایا عمرو نے امیر سے کہا کہ آپ صف جنگ پر عاشق ہیں مہر نگار کا عشق کہنے سننے کے واسطے ہے بہرحال آپ کو اختیار ہے جہاں جی چاہے وہاں جائیے ملک گیری میں اوقات بسر کیجیے نئے نئے ملکوں اور شہروں میں گذر کیجیے صف جنگ میں لڑیے لشکروں اور پہلوانوں کو لڑوا لڑوا کر تماشا دیکھیے معرکہ آرائی فرمائیے بندہ ایک مدت سے آپ کے ہمراہ خراب پھرتا ہے اور کس کس آفتوں سے بچا ہے اب مکے جاتا ہے وہیں آپکے واسطے دعا کریگا اگر کوئی خط اپنے والد ماجد کو دینا ہو دیجیے تو اُنکی خدمت میں پہونچا دونگا امیر نے ایک خط لکھکر حوالے کیا عمرو مکہ شریف کیطرف روانہ ہوا فقط

تمت

تمام ہوا دفتر اول امیر حمزہ گیتی ستان کے قصہ کا باقی حال دوسرے دفتر میں لکھا جائیگا انشاء اللہ المستعان۔